دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور محبتیں پانے کیلئے

زندگی ایسے گذاریں

امام بیہقی کی نادرہ روزگار کتاب "الآداب" کے اختصار و ترجمہ اور تشریح مطالب کا مستند اور محقق مجموعہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ النیسابوری الخسروجردی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تہذیب و فوائد حافظ فیض اللہ ناصر حفظہ اللہ از تحقیق الشیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب

زندگی ایسے گذاریں

از قلم

ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ
بن موسیٰ النیسابوری الخسروجردی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

از تحقیق

الشیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ فیض اللہ ناصر حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت

فروری 2014ء

مطبوعہ

علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر

نعمانی کتب خانہ لاہور

NOMANI

e-mail: nomania2000@hotmail.com

میں اپنی اس کوشش کا

انتساب

ان دو ہستیوں کے نام کرتا ہوں جن میں ایک میرے

والد گرامی

کہ جنہیں میری تعلیم کے شوق نے باوجود کبر سنی کے بوڑھا نہیں ہونے دیا اور
جن کی زندگی کی تنہا تمنا یہ ہے کہ میں ان کے دیکھتے دیکھتے دین الٰہی کا خادم بنوں

اور دوسرے میرے رفیق

چچا جان

کہ جن کی مجھ سے بے پناہ محبت شوق کی حد تک بڑھی ہوئی ہے اور
جن کا دست شفقت دورانِ تعلیم ہمیشہ میرے سر پر رہا۔
میں عمر بھر ان صاحبان کے زیر بارِ احسان رہوں گا۔

فہرستِ مضامین

زندگی ایک امانت...

حضرتِ امام اور ان کی کتاب

نام ونسب

ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ النیسابوری، الحسر وجردی، البیہقی۔

شعبان ۳۸۴ھ میں بیہق کے علاقہ خسرو جرد میں پیدا ہوئے۔ علم وفضل سے معمور ماحول میں پرورش پائی۔ ابتدائی لکھنا پڑھنا وہیں کے مکاتب میں سیکھا، تقریباً پندرہ برس کی عمر میں باقاعدہ علمی مجالس میں شرکت شروع کر دی اور ہمہ تن ہوش حصول علم میں مشغول ہو گئے۔ امامِ بیہقی رحمہ اللہ کے خاندان کے حالات کے حوالے سے اگرچہ تاریخ کے اوراق خالی ہیں لیکن بچپن میں آپ کی علم کی طرف بے پناہ رغبت اور اپنے آپ کو علم کی تحصیل کے لیے وقف کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ خاندان میں علمی ذوق شوق موجود تھا اور اس سے معاشی اعتبار سے خاندان کی اطمینان بخش کیفیت کا بھی احساس ہوتا ہے کہ جس میں ایک نوجوان کو ضروریات زندگی کے فراہم کرنے سے قطعی الگ کر کے فقط تعلیم وتعلم کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حصولِ علم کا آغاز کس چیز سے کیا اس بارے میں کچھ صراحت موجود نہیں لیکن مسلمانوں کے عمومی معمولات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بہر حال ممکن ہے کہ آپ نے ابتداء حفظِ قرآن سے ہی کی ہوگی اور پھر مجالسِ حدیث وفقہ میں شرکت اختیار کی ہوگی۔

محدثین کے طریقہ کے موافق آپ نے سب سے اول اپنے علاقے کے اہلِ علم سے کسبِ فیض کیا اور پھر باقی بلادِ علم کی طرف رختِ سفر باندھا۔ گویا کہ آپ کی پہلی علمی جولان گاہ بلادِ خراسان ہی تھے اور اس کے بعد تقریباً تمام دنیا کے علمی مراکز میں جا جا کر وقت کے اساطینِ علم سے علمی سیرابی کا سامان کیا۔

خراسان اور خراسان سے باہر جس شہروں کی طرف آپ نے علمی پیاس بجھانے کے لیے سفر کیا، ان میں توقان، اسفرآئین، طوس، مہرجان، اَسد آباد، ھمدان، رے، طابران، اُجھان، دامغان، نیشاپور، روذبار، بغداد، کوفہ اور مکہ مکرمہ شامل ہیں۔ گویا کہ حضرتِ امام نے خراسان کے تمام شہروں میں جو کچھ علمی سرمایہ تھا وہ سب جمع کر لیا اور پھر عراق اور حجاز کے بڑے علمی مراکز کا رُخ کیا، اِن مراکز میں آپ نے جن جن شیوخ سے استفادہ فرمایا اور خزانہ علمیہ کے گوہر ہائے گراں مایہ کو جمع کیا ان کی تعداد کے بارے میں امام سبکی رحمہ اللہ نے **طبقات الشافعیة** میں لکھا ہے:

((بلغ شیوخہ اکثر من مائة شیخ ولم یقع للترمذی، ولا نسائی ولا ابن ماجه))

''ان کے شیوخ ایک سو سے بھی اوپر ہیں اور شیوخ کی یہ فراوانی امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔''

ڈاکٹر ضیاء الرحمن الاعظمی نے المدخل الی السنن الکبرٰی کی تحقیق میں ذکر کیا ہے کہ میں جب سنن کبریٰ کا ابتداء سے آخر تک پورے اہتمام سے جائزہ لیا تو صرف سنن کبریٰ میں آپ کے اساتذہ کی تعداد کو ایک سو سے زیادہ پایا۔ جس میں نواسی حضرات کے حالات بھی انھیں مل گئے جنھیں کتاب میں درج کر دیا ہے اور بیالیس ایسے اساتذہ ہیں جن کے تفصیلی حالات تک آگاہی حاصل نہیں ہو سکی۔ یعنی ڈاکٹر اعظمی کی تحقیق کے موافق صرف سنن کبریٰ میں آپ کے اساتذہ کی تعداد ایک سو اکتیس تک جا پہنچتی ہے۔

ان تمام اساتذہ کرام میں انتہائی شہرت کے حامل یہ حضرات ہیں:

ابو الحسن محمد بن حسین العلوی، امام ابو عبداللہ الحاکم، ابو اسحاق، اسفرائینی، عبداللہ بن یوسف اصبھانی، ابو علی الروزباری، امام بزاز، ابو بکر ابن فورک رحمہم اللہ وغیرہ۔

تحصیل علم کا طریق کار

امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب **معرفۃ السنن والآثار** میں اپنے اندازِ تعلیم کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

جب سے میں نے ہوش سنبھالا اور کوچۂ علم میں قدم رکھا ہے تو میں جناب نبی مصطفی ﷺ کے اخبار کو قلمبند کیا کرتا تھا، ایسے ہی میں نے آثارِ صحابہ جو دین میں مینارۂ نور تھے؛ کے اقوال بھی جمع کرنے شروع کر دیے۔ پھر رواۃ اور حفاظِ حدیث کے احوال تک رسائی حاصل کی اور صحیح ،ضعیف ،مرفوع ،موقوف ،موصول اور مرسل سے واقفیت پیدا کی۔

حدیث کی تمام اصناف کو جاننے کے بعد پھر میں ان ائمہ اعلام کی کتب کی طرف متوجہ ہوا جنھوں نے علومِ شریعت کو اپنا مقصد زندگی قرار دے رکھا تھا۔ ان میں ہر ایک نے اپنے طریق کار کی بنیاد کتاب وسنت کے اس علم پر رکھی جو انھیں باری تعالیٰ کی خصوصی عنایتوں سے حاصل ہوا تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے حق تک پہنچنے کی غرض، اجتہاد واستنباط کی تکلیف اُٹھائی اور نبی گرامی ﷺ کی اس حدیث کے مصداق ٹھہرے کہ جس نے دین کے فہم کی خاطر اجتہاد کیا اور واقعی حق تک رسائی حاصل کر لی؛ اُسے دوگنا اجر اور جس نے محنت وکاوش تو کی لیکن حق تک نہ پہنچ سکا؛ اُسے اس کی کوشش کا اجر ملے گا لیکن خطا اجتہادی کا اجر نہیں ہے، البتہ اُس اجتہادی خطا پر کسی قسم کا گناہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنے علم اور جو اسے ظاہراً سمجھا اس کے مطابق رائے قائم کی اور حقیقت حال کا کامل علم تو اللہ ہی کے پاس ہے کیونکہ غیب کے خزانوں کا وہی مالک ہے۔

ہم اس ائمہ کبار کے بارے میں بارگاہ الٰہی سے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ ان سے اس سلسلہ میں کچھ مواخذہ نہ ہوگا کہ اُنھوں نے قرآنی نص، سنت صحیحہ، اہل سنت والجماعت کے منہج اور قیاسِ صحیح کی جان بوجھ کر مخالفت کی ہے بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں اس سنت نبوی کا علم نہ ہو سکا تھا جس کی وجہ سے ان کا قول اس کے خلاف چلا گیا، نہ کہ اُنھوں نے العیاذ باللہ عملاً ایسا کچھ کیا ہوگا۔

مزید فرماتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان مجتہدین کے کچھ اقوال سنت کے مخالف ہیں لیکن دوسری طرف بہت سے

اقوال سنت صحیحہ کے موافق بھی ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جن مسائل میں ان سے سنت کی مخالفت ہوئی ہے ان میں اس سنت سے ان کی نظر چوک گئی تھی اور اگر انھیں اس کا علم ہوتا تو یقیناً اس کے مطابق رائے اختیار کرتے۔ ❶

اخلاق وآداب

سلف وصالحین کا خصوصی امتیاز یہ تھا کہ جس قدر ان کے پاس دولت علم ہوتی تھی اسی قدر ان کی زندگی عمل صالح سے بھی معمور ہوتی تھی اور عالم باعمل کی حقیقی تصویر ہوا کرتے تھے۔ بالکل ایسا ہی کچھ جناب امام بیہقی رحمہ اللہ کا طرزِ زندگی تھا کہ آپ بڑے زاہد عن الدنیا، انتہائی قانع، بہت بڑے متقی اور پارسا شخص تھے۔ آپ کے ان اوصاف کی گواہی اہل تاریخ نے دی ہے، امام ابن عساکر رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں:

"مجھے شیخ ابوالحسن الفارسی نے جنابِ امام بیہقی رحمہ اللہ کی بابت لکھا کہ آپ سیرتِ علماء کا عملی نمونہ تھے، انتہائی تھوڑے پر قناعت فرمانے والے اور زہد وورع کے اعلیٰ اوصاف سے مزین تھے اور حد یہ ہے کہ تادمِ زیست اسی طرزِ حیات پر کاربند رہے۔" ❷

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے ان کے ایسے ہی اعلیٰ اخلاق کی گواہی دی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ زاہد عن الدنیا، بہت تھوڑے پر راضی ہونے والے اور عبادت وورع میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔"

علمی مقام ومرتبہ

آپ کو خدائے تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں ہی بہت زیادہ علمی شان وشوکت سے بہرہ مند فرما دیا تھا۔ امام ابنِ عساکر رحمہ اللہ ابوالحسن الفارسی سے نقل کرتے ہیں:

ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی تمام اصنافِ علم کے امام، حدیث کے حافظ، بہت بڑے فقیہ اور اُصولی تھے۔ پھر متدین اور خدا سے ڈرنے والے بھی تھے۔ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظِ حدیث، اور معاصرین میں ضبط واتقان میں انفرادیت کے حامل تھے۔ امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ سے کثرت سے روایت کرنے والے کبار اصحاب میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور پھر اس پر اُنھوں نے اپنی محنت وکاوش سے دیگر علوم میں بھی مہارت پیدا کی۔ کتابت اور حفظِ حدیث بچپن سے شروع کیا اور اسی میں ہی پلے بڑھے اور تفقہ فی الدین کی منازل طے کرتے ہوئے ان میں نکھار پیدا کیا اور اُصولِ دین میں مہارت حاصل کی۔ ❸

❶ ملخصًا معرفة السنن والآثار: ١/ ١٤٠

❷ تبيين كذب المفتری: ٢٦٦

❸ تبيين كذب المفتری: ٢٦٦

ابن ناصر الدین رحمہ اللہ حضرتِ امام کے مناقب میں یوں رقم طراز ہیں:

آپ حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ کے نادرہ روزگار تھے۔ ثقہ اور با اعتماد امام تھے اور پورے خراسان کے بالاتفاق شیخ تھے۔ آپ کے رشحاتِ قلم کا زمانہ بھی خواہ ہے، جن میں السنن الکبریٰ، السنن الصغریٰ، المعارف، الأسماء والصفات، دلائل النبوۃ، الآداب، الدعوات الکبیر، الترغیب والترھیب اور کتاب الزھد شامل ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے بلند علمی پایہ پر عجب انداز میں روشنی ڈالتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

اگر بیہقی رحمہ اللہ چاہتے تو اپنی علمی وسعت اور اختلافِ ائمہ پر حاوی ہونے کی بنا پر اس پر قادر تھے کہ ایک الگ اپنا مکتب فکر قائم کرتے اور اجتہادات سے علیحدہ طور پر دنیا کو مستفید کرتے۔ [1]

عبدالغافر فارسی رحمہ اللہ آپ کی عظمت کا یوں اعتراف کرتے ہیں:

امام بیہقی رحمہ اللہ علم حدیث، علم فقہ اور علم علل الحدیث کے جامع تھے۔ خود آپ کے معاصر اور متاخرین علماء نے آپ کی قدر و منزلت کا نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ وہ دیگر تمام علماء سے آگے نکل گئے تھے۔ پھر آپ کا خصوصی امتیاز یہ تھا کہ سنت نبوی کی محبت میں فنا تھے۔ آپ نے سنن کو جس خوب صورتی سے جمع و ترتیب دیا ہے اس کی اس سے پہلے نظیر ملنا ممکن نہیں۔

شوافع پر آپ کے احسانات

آپ چونکہ خود بھی مجتہد تھے اور تمام مذاہبِ فقہ کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا تھا؛ اس لیے تمام فقہاء کی آراء اور ان کے اُصول نہ صرف آپ کے سامنے عیاں تھے بلکہ آپ نے تمام کا ناقدانہ تجزیہ بھی کر رکھا تھا، اس لیے آپ نے سنت سے قریب تر ہونے کی وجہ سے اپنے لیے امام شافعی رحمہ اللہ کے مکتبِ فکر کا انتخاب کیا اور پھر اس کی وہ خدمت کی کہ علماء یہاں تک کہنے پر مجبور ہو گئے کہ دنیا میں کوئی بھی شافعی المسلک شخص ایسا نہیں کہ جس پر امام شافعی رحمہ اللہ کے احسانات نہ ہوں سوائے امام بیہقی رحمہ اللہ کے، کہ جن کے مذہبِ شافعی کی نصرت میں لکھی گئی کتب کا احسان امام شافعی رحمہ اللہ پر ہے۔ [2]

اسی لیے بعض حضرات نے خواب میں امام شافعی رحمہ اللہ کو امام بیہقی رحمہ اللہ کی تعریف کرتے سنا۔

مذہبِ شافعی کے لیے خدمات کے حوالے سے ابن خلکان رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام شافعی رحمہ اللہ کی نصوص کو دس مجلدات میں جمع کیا اور کرۂ ارض پر ان سے زیادہ مذہب شافعی کی نصرت کرنے والا کوئی نہیں۔

[1] المدخل الی السنن الکبریٰ: ۱۶

[2] تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۱۱۳۲

ارشد تلامذہ

کسی بھی عالم کے علمی مقام کا جہاں ان کی کتب سے اندازہ ہوتا ہے وہاں اس سے بھی بڑھ کر اس کا تعارف اس کے وہ ارشد تلامذہ ہوتے ہیں جنھیں وہ انتہائی محنت اور جانفشانی سے تیار کرتا ہے۔ بالکل ایسے ہی امام بیہقی رحمہ اللہ اگر اپنی گراں قدر تصانیف نہ بھی عالمِ وجود میں چھوڑ کر جاتے تو ان کو زندہ رکھنے کے لیے ان کے تلامذہ ہی کافی تھے۔جنھوں نے آپ کی کتب کو آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کیا اور ہمیشہ آپ کی ملازمت اختیار کی ہے، ان میں ابوعبداللہ محمد بن الفضل الفرادی، ابوعبداللہ محمد عبدالجبار بن محمد بن احمد البیهقي الخواری، ابونصر علی بن مسعود بن محمد الشجاعی، ابوعبداللہ بن ابو الصاعدی،فرزندِ حضرتِ امام اسماعیل بن احمد البیهقي اور آپ کے پوتے ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن احمد رحمہم اللہ شامل ہیں۔

وفات

امام بیہقی رحمہ اللہ کی وفات کے سلسلے میں امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آخر عمر میں وہ نیشاپور اُٹھ گئے تھے اور وہاں اپنی کتب کے درس میں مشغول ہو گئے، لیکن جلد ہی وقتِ رحلت آن پہنچا اور ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ میں نیشاپور میں ہی داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور بیہقی میں لاکر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ رحمہ اللہ علیہ رحمة واسعة

کچھ کتاب کے بارے میں

کسی بھی فرد، جماعت، گروہ، معاشرے، یا اس سے بھی بڑی سطح پر ملت کے پرکھنے کی اگر کوئی ٹکسال ہے تو وہ فقط یہ ہے کہ وہ اخلاقی سطح پر کس قدر مضبوط اور آداب میں کس حد تک پختہ ہے۔ اگر وہ انسانی آداب اور اخلاقی اُصولوں کی پاسدار نہیں ہے تو وہ کسی طرح بھی ایک شائستہ اور مہذب قوم کہلانے کی حقدار نہیں ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ کوئی بھی قوم کیسے ایسے اعلیٰ اخلاق و آداب سے مزین ہو سکتی ہے؟ تو اس کا جواب صرف یہ ہے کہ قوم کے آباؤ اجداد اور معمارانِ ملت علماء اور اساتذہ کرام ان آداب سے پورے طور پر واقف ہونے کے ساتھ عملاً اُسے اپنائے ہوئے بھی ہوں اور پھر بہ طریق احسن اُسے علمی اور عملی سطح پر آئندہ نسلوں تک منتقل کرتے رہیں۔
ہماری خوش نصیبی یہ ہے وہ بلند تر اخلاقیات جو کسی قوم کی تعمیر کا واحد ذریعہ ہوتی ہیں ہمارے پاس علمی سطح پر نہ صرف موجود ہیں بلکہ اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ اقوام عالم میں سب سے زیادہ اس سلسلہ میں کوئی ملت دولت مند ہے تو ہم ہی ہیں؛ تو یہ کسی طرح کی تعلّی نہ ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم من حیث الامت نہ صرف اس پر عمل پیرا ہی نہیں ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر ان زریں اُصول و آداب سے جہالت کی حد تک ناواقف ہیں۔
اس سرمایہ افتخار کا اصل منبع و مصدر قرآن کریم اور ذاتِ رسالت ہی ہے۔ لیکن ہمارے قابلِ فخر اسلاف نے قرآن

وسنت سے چھان چھان کر ایسے اُصول و آداب کو نہ صرف الگ کر دیا بلکہ ایسے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے کہ ان کے سامنے آنکھیں نیاز مندی اور احسان کے جذبات سے جھک جاتی ہیں۔

ہمارے اجداد میں خیر خواہی کے جذبات ہماری نسبت بے بہا تھے، اسی لیے افراد ملت کو آداب سے مزین کرنے کی خاطر ایسے مجموعے تیار کرنے میں کثیر علماء نے بے شمار محنت کی، جن میں تنہا ابنِ ابی دنیا رحمہ اللہ کی بیس کے قریب کتب، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابنِ مبارک رحمہ اللہ کی **کتاب الزهد**، امام ابن حبان رحمہ اللہ کی **أخلاق النبی**، امام طبرانی رحمہ اللہ کی **مکارم الأخلاق**، امام ابنِ نعیم رحمہ اللہ کی **عمل الیوم واللیلة** اور امام بوبکر الآجری رحمہ اللہ کی **أدب النفوس** قابلِ ذکر ہیں۔

لیکن ان تمام کتب کے باوصف دو کتابیں اس سلسلے میں ایسی منصۂ شہود پر آئیں جنھوں نے اپنے اسلوب کی ندرت، مواد کی جامعیت اور بے بہا تربیتی فوائد کی بناء پر دیگر تمام کتب سے تقریباً بے نیاز کر دیا۔ ان میں ایک کتاب امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی **الأدب المفرد** اور دوسری ناصر السنة وقامع البدعة حضرتِ امام بیہقی رحمہ اللہ کی **الآداب** ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔ یہ کتاب اخلاقیات وآداب کے تمام گوشوں کو اس قدر محیط ہے کہ کامل سیرابی کا ہر دم یقین ہوتا ہے اور کسی بھی موضوع پر تشنگی کا یکسر احساس نہیں ہوتا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا مسئلہ ہو یا اولاد کے ساتھ شفقت رحمت کا، رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی ہو یا پڑوسیوں سے نیک تعلقات کی استواری، انسانی تعلقات، آداب واخلاقیات اور رہن سہن کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر سیر حاصل مدلل بحث نہ کی گئی ہو۔ نیز چلنے پھرنے، کھانے پینے، پہننے، سونے جاگنے، نشست و برخاست کی کوئی ایسی اخلاقی قدر نہیں جسے استوار کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ بلا شبہ ان اقدار کے ساتھ ہی بندۂ مومن کی زندگی اسلام کی آغوش میں رہتی ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ کتاب ہمارے ایک ایسے دوست جناب فیض اللہ ناصر حفظہ اللہ کے قلم رسا سے اُردو کے قالب میں ڈھل رہی ہے کہ شستگی سلاست اور روانی جس کے ہاں سے پانی بھرتے ہیں۔ اور پھر اُنھوں نے ہم پر مزید احسان یہ کیا کہ انتہائی محنت شاقہ سے بہترین فوائد، نادر اضافہ جات، تخریجِ احادیث اور علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیقات سے فائدہ اُٹھا کر صحیح اور مستند روایات کا ایک ایسا مجموعہ ہمیں مہیا فرما دیا ہے کہ ہم اس پر من حیث الامت ہمیشہ ان کے زیر بار احسان رہیں گے۔ جزاه الله خیر أحسن الجزاء

پھر مبارک باد کے مستحق ہیں جناب ضیاء الحق نعمانی صاحب کہ وہ ڈھیر سارے سرمایے کے خرچ سے اس بہترین کتاب کو اعلیٰ معیار پر زیور طبع آراستہ کر کے نذر قارئین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جمیع احباب کی کاوشیں اپنی بارگاہِ نیاز مندی مین قبول فرمائے۔

(آمین)

حافظ فہد اللہ مراد

رکن دار المعارف، لاہور

حرفِ چند

اسلامی آداب واخلاقیات؛ حسنِ معاشرت کی بنیاد ہیں، ان کے نہ پائے جانے سے انسانی زندگی اپنا حسن کھو دیتی ہے۔ حسنِ اخلاق کی اہمیت اسی سے دوچند ہوجاتی ہے کہ ہمیں احادیثِ مبارکہ سے متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں کہ جن میں عبادت وریاضت میں کمال رکھنے والوں کے اعمال کو صرف ان کی اخلاقی استواری نہ ہونے کی بنا پر رائیگاں قرار دیا گیا۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کا ذِکر کیا کہ وہ صوم وصلوٰۃ کی تو بہت پابند ہے لیکن اس کی زبان درازی سے اس کے ہمسائے بہت تنگ ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازوں اور روزوں کی پروا کیے بغیر فرمادیا کہ وہ جہنمی ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمان ہونے کی علامت ہی یہ بیان فرمادی کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ قصہ کوتاہ اخلاقیات اسلام کا ایک ایسا ستون ہے کہ جس کے بغیر دین کی عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی۔

حسنِ اخلاق سے مراد صرف گفتگو اور رہن سہن سے متعلقہ امور کو بہتر بنانا ہی نہیں ہے بلکہ اسلامی تہذیب کے تمام تر پہلوؤں کو اپنانا اخلاق کی کامل ترین صورت ہے، کیونکہ سب سے بڑی اخلاقی گراوٹ غیر اسلامی رسوم ورواج اور مغربی تہذیب کا دِلدادہ ہونا ہے۔ آج کل مسلم معاشرے کی اخلاقی زبوں حالی کا جو عالم ہے وہ یقیناً ناگفتہ بہ ہے۔ وہ معاشرہ کہ جو کبھی اخلاقیات کے حوالے سے ایک مثال ہوا کرتا تھا آج اس قدر انحطاط کا شکار ہے کہ الامان والحفیظ۔ اور وہ تہذیب کہ جو کبھی ہماری تھی ہی نہیں اور نہ ہوسکتی ہے؛ اسے ہم نے نادانستہ بلکہ دانستہ طور پر قبول کرلیا ہے۔ اپنوں کا پاس ولحاظ اور عزت واحترام بھلے دور کی باتیں لگنے لگی ہیں، گفتگو میں شائستگی اور نرمی ناپید ہوگئی ہے اور اپنے والدین سمیت دیگر اکابر کی خدمت بجالانا تو درکنار؛ ان کے ساتھ اظہارِ تعلق میں بھی عار محسوس ہونے لگی ہے۔ غرض ہم نے ہر اس بری عادت کو اپنانے میں فخر محسوس کیا ہے کہ جو مادر پدر آزاد مغربی معاشرے سے ہمارے ہاں امپورٹ ہوئی ہیں۔ ایسے ہی نام نہاد مسلمانوں کی حالتِ زار پر اشک باری کرتے ہوئے اقبالؒ نے کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس پستی اور ادبار سے خلاصی کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم جادۂ مغرب سے ہٹ کر قرآن وسنت کی بتلائی ہوئی راہ پر گامزن ہوجائیں اور غیر مہذب ہونے میں اپنا ثانی نہ رکھنے والی مغربی قوم کی نقالی اور تقلید سے اپنا دامن آلودہ کرنے کی بہ جائے ان درخشاں شرعی اصول و[illegible] پر [illegible] پیرا ہوں جو انسان کے دِین ودنیا اور عزت وجان کی حفاظت کی ضامن

ہیں۔ یہ امتیاز فقط اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے انسان کو سعادت مندانہ زندگی گزارنے کے لیے ایسے زرّیں اصول مہیا فرمائے ہیں کہ جنہیں اپنا کر نہ صرف دنیوی زندگی میں کامیابی کا سہرا اپنے سر سجایا جا سکتا ہے بلکہ آخرت میں سرخرو ہونے والوں میں بھی اپنا نام رقم کروایا جا سکتا ہے۔

اسی موضوع کی شدتِ اہمیت کے پیشِ نظر حضرتِ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس پر قلم اٹھایا اور قرآنِ کریم اور کتبِ حدیث سے آداب واخلاق سے متعلقہ آیات واحادیث کا انتخاب کر کے اس کتاب میں اتنا ذخیرہ جمع کر دیا کہ جو اس موضوع پر تقریباً جملہ امور کو محیط ہے۔ اگر کوئی صدقِ دِل اور نیتِ عمل سے ان کا مطالعہ کرے گا تو بلا شائبہ خیرِ کثیر پائے گا۔ اور اگر قاریٔ کتاب اس بات کا اہتمام کر لے کہ اس کتاب کے مطالعے کے ساتھ ساتھ اپنے ضمیر کا بھی جائزہ لیتا رہے تو نہ صرف اس کی اخلاقی کوتاہیوں سے پردے ہٹ جائیں گے بلکہ اسے اپنی اصلاح کی توفیق اور تڑپ بھی بہ خوبی میسر آسکے گی۔

میں نے اس کتاب کی تیاری میں جو کام کیا ہے؛ وہ یہ ہے:

1. اس کتاب کو متن کی ہی کتاب رکھنے کی بہ جائے عام مطالعاتی کتاب کی صورت دی ہے، تاکہ عام قاری بھی اس سے کامل طور پر حظ اٹھا سکے۔
2. مکررات کو حذف کر دیا ہے تاکہ تکرار سے منزہ جامع نسخہ مرتب ہو سکے۔
3. صرف صحیح اور حسن روایات پر مشتمل مجموعۂ احادیث پیش کرنے کی خواہش کے پیشِ نظر ضعیف روایات کو خارج کر دیا ہے۔
3. چند طویل ابحاث کو ختم کر کے متعلقہ احادیث کی وضاحت میں ان کی طرف مختصراً اشارہ کر دیا ہے، تاکہ کتاب طولِ مملّ اور اختصارِ مخل سے مبرا رہے۔
4. ابواب کی طویل عربی عبارات کو بعینہٖ اردو قالب میں ڈھالنے کی بہ جائے مختصر اور جامع سے عنوانات دے دیے ہیں۔
5. احادیث کی اصل مصادر سے تخریج اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔

میں ربِ تعالیٰ کے حضور تشکر وامتنان کے جذبات سے معمور ہوں کہ اس نے اس سراپا ناکار کو اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کے ارشادات وفرمودات کی ترجمانی اور وضاحت بیانی کی سعادت بخشی، یقیناً یہ فقط اسی کے فضلِ خاص سے ممکن ہو پایا ہے ورنہ میری تساہلی ہی اس میں سب سے بڑی رکاوٹ بن سکتی تھی۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکرگزار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی طور پر اس کتاب کی تیاری میں اپنا حصہ ڈالا۔ خاص طور پر میں ممنون ہوں گرامی قدر جناب فہد اللہ مراد صاحب کا، کہ انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوصف فقیر کی عرضی منظور کی اور حضرتِ امام اور ان کی کتاب کا تعارف اس خوبصورتی سے پیش کیا کہ بے شائبہ حق ادا کر دیا۔ بعد ازیں

شکریے کے مستحق ہیں جناب ضیاء نعمانی صاحب، کہ انہوں نے کتاب کی باطنی خوبیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ظاہری حسن بھی اس قدر بھر دیا کہ چار چاند لگ گئے۔

بارگاہِ ایزدی میں التجا ہے کہ وہ اس کتاب کو ہر قاری کے لیے نفع مند بنائے اور اسے پڑھ کر اس کے دِل میں اپنی اخلاقی حالت سنوارنے اور اخروی زندگی کو کامیاب بنانے بنانے کا داعیہ پیدا کر دے۔ نیز ان تمام احباب کی کاوش کو اپنی جناب میں شرفِ قبولیت سے نوازے جو اس کتاب کی تیاری اور اسے منصۂ شہود پر لانے میں میرے معاون رہے اور میری اس بے خلوص نیکی کو بھی ایسی عزت بخشے کہ اسے میری، میرے والدین اور اساتذہ کرام کی مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین یا رب العالمین

العبد الفقیر الیٰ عفو ربہ الجلیل

حافظ فیض اللہ ناصر بن نصر اللہ خاں

(مرضی پورہ، خانیوال)

0321 4697056

hfnasir@yahoo.com

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک

آداب واخلاقیات میں سب سے اوّلیں امریہی ہے، اسی لیے اسلام نے اس کے اہتمام پر بہت زوردیا ہے۔ قرآن وسنّت میں بہ کثرت ایسی نصوص وارد ہوئی ہیں کہ جن سے اس معاملے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسنِ مصاحبت ہر باشعور مسلمان کا امتیازی وصف ہے۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے حکم کے متصل بعد والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد جس امر کو دیگر تمام امور سے اہم سمجھا وہ یہی ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ [الاسراء: 23]

''اور تمہارا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے ''اُف'' تک نہ کہنا اور نہ ہی انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). قَالَ: وَحَدَّثَنِي بِهٰذِهِ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي۔ [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو بروقت ادا کرنا۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک۔ میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے یہی باتیں بتلائیں، البتہ اگر میں مزید پوچھتا تو آپؐ اور بھی بتلاتے۔''

مذکورہ حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے بھی پہلا افضل عمل باری تعالیٰ کی بندگی یعنی نماز ذکر فرمایا اور اس کے بعد دیگر تمام اعمال پر فضیلت کا حامل جو عمل بتلایا وہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔ گویا قرآن وسنّت کے طرزِ بیان سے ہی اس عمل کی فضیلت واہمیت اور اس کی بجا آوری کے تقاضے کی شدّت کا احساس ہوتا ہے۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتها، ح:527-صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالی أفضل الأعمال، ح:85

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَحَقُّ مِنِّي بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوكَ)). [1]

''اے اللہ کے رسولؐ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں۔ اس نے عرض کیا: پھر کون حق رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہاری ماں۔ اس نے کہا: پھر کس کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارے باپ کا۔''

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس صحابی نے سوال کیا:

يَا نَبِيَّ اللهِ، مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبَاكَ)). [2]

''اے اللہ کے نبیؐ! میں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے کہا: پھر کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اپنی ماں سے۔ اس نے پوچھا: پھر کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی اپنی ماں سے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ پھر کس سے نیک سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اپنے باپ سے۔''

یعنی ماں حسنِ سلوک کا تین چوتھائی حق رکھتی ہے اور باپ ایک چوتھائی، اس کی وجہ واضح ہے کہ ماں کو بچے کی پیدائش کے اوّل تا آخر کئی تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور پھر اس کی پرورش ونگہداشت کی ذِمہ داری بھی ماں ہی کے سر ہوتی ہے، علاوہ ازیں اس کی ابتدائی تعلیم وتربیت میں بھی باپ کی بہ نسبت ماں کا زیادہ کردار ہوتا ہے، ان تمام امور کی بنا پر ماں کو باپ پر فضیلت وفوقیت دی گئی ہے۔

عبداللہ بن دینار، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ: فَقُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللهُ، إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: إِنَّ أَبَا هٰذَا كَانَ وَادًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، ح:5971-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب برالوالدين وأيهما أحق به، ح:2548

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب برالوالدين وأيهما أحق به، ح:2548-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب برالوالدين، ح:3658

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِیهِ)). [1]

''ایک بدوی شخص انہیں مکہ کے کسی راستے میں ملا، توعبداللہ نے اسے سلام کہااوراسے اس سواری پر بٹھالیا جس پہ خودسواری کیا کرتے تھے اوراپنے سر سے پگڑی اتارکراسے دے دی۔ ابنِ دینار کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ میں نیکی کا (مزید) جذبہ پیدافرمائے، یہ بدوی لوگ توتھوڑے بہت پرہی خوش ہوجاتے ہیں (آپ نے اتنا کیوں کیا؟)، توعبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کاوالد (میرے والد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کادوست تھا، اورمیں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سناہے کہ سب سے بڑانیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے میل جول رکھے۔''

یعنی صرف باپ پرہی حسنِ سلوک کاسلسلہ ختم نہیں کردیناچاہیے بلکہ باپ کی وفات کے بعدان کے دوستوں سے میل جول اوراچھابرتاورکھنابھی باعثِ اجروثواب ہے۔

عزیز واقارب سے میل جول

رَحِمٌ سے مرادقرابت داری ہے اورصلہ رحمی کامطلب ہے کہ عزیز واقارب اوررشتے داروں سے میل جول اورتعلق وناتہ جوڑے رکھنا۔ صلہ رحمی کرنے والے کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِینَ یَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ أَن یُوصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ﴾ [الرعد: 21]

''اور(جنّتی) لوگ وہ ہیں جوان رشتوں کوملاتے ہیں جنہیں ملانے کاانہیں حکم دیاگیاہے اوروہ برے حساب سے ڈرتے ہیں۔''

اورقطع رحمی کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

﴿فَهَلْ عَسَیْتُمْ إِن تَوَلَّیْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِی الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِینَ لَعَنَهُمُ اللهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد: 22،23]

''اورتم سے یہ بھی بعیدنہیں ہے کہ اگرتم کوحکومت مل جائے توتم زمین میں فساد برپاکرڈالواوررشتے ناتے توڑڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پراللہ کی پھٹکارہے اورجن کی سماعت اورآنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فسادفی الارض کے ساتھ قطع رحمی کوبھی موجبِ لعنت قراردیاہے۔

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب برالوالدین وأیهما أحق به، ح:2552-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب فی برالوالدین، ح:5143-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ماجاء فی إکرام صدیق الوالد، ح:1903

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ لَهُ، فَأَخَذَ بِخِطَامِ النَّاقَةِ أَوْ زِمَامِهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ)). [1]

”کسی سفر میں ایک بدوی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے (آپؐ کی) اونٹنی کی لگام یا لگام کا کڑا پکڑ لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول!، یا (کہا) اے محمد! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنّت کے قریب کردے اور جہنّم سے دُور کردے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا، نماز قائم کر، زکاۃ دے اور صلہ رحمی کر۔“

مذکورہ حدیث میں رسولِ مکرم ﷺ نے صلہ رحمی یعنی عزیز و اقارب کے ساتھ میل جول رکھنے، تعلق و ناتہ جوڑنے اور اچھا سلوک کرنے کے عمل کو جنّت کے قریب اور جہنّم سے دُور کردینے والا عمل بتلایا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذٰلِكِ لَكِ)). قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْرَءُوا: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد: 22، 23]. [2]

”جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو رشتے داری نے کہا: قطع رحمی سے پناہ مانگنے والے کا یہ مقام ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ میں اسے ملاؤں جو تجھے ملائے اور میں اس سے تعلق توڑوں جو تجھ سے تعلق توڑے؟ رشتے داری نے کہا: اے پروردگار! کیوں نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے لیے یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد: 22، 23] ”اور تم سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر ڈالو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔“

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح:1396-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الايمان الذی يدخل به الجنة، ح:13

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله، ح:5987-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب صلة الرحم وقطيعة رحمها، ح:2554

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))[1]

''قطع رحمی کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا۔''

مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ بات احاطہ علم میں آتی ہے کہ جس طرح صلہ رحمی موجبِ اجروثواب ہے اسی طرح قطع رحمی باعثِ غضب وعذاب ہے۔ غضب اس طرح کہ جو شخص رشتے داری کو توڑتا ہے وہ اللہ کا غضب مول لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے تعلق توڑ لیتا ہے اور باعثِ عذاب یوں کہ ایسا شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)).[2]

''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہوتا جو بدلے میں صلہ رحمی کرے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جس سے رشتہ داری توڑی جائے اور وہ پھر بھی اسے ملائے۔''

اس حدیث میں صلہ رحمی کا مفہوم بتلایا گیا ہے کہ صلہ رحمی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرا رشتے دار میل جول رکھے تو تبھی اس سے رشتہ داری رکھی جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ سے میل جول رکھے یا نہ رکھے، اچھا سلوک کرے یا نہ کرے آپ کو کسی صورت اس سے رشتہ ناتہ نہیں توڑنا چاہیے، بلکہ صلہ رحمی کہتے ہی اسی کو ہیں کہ دوسرا ناتے کو توڑے اور آپ اس سے جوڑیں، کیونکہ بدلے میں صلہ رحمی کرنا تو بدلے کی نیکی ہوئی، لیکن اس عظیم عمل کا اظہار اسی صورت میں ہے کہ فریقِ ثانی خواہ کیسا بھی سلوک کرے مگر آپ اس سے صلہ رحمی کا ہی معاملہ کریں۔

سیدہ اُمِ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ)).[3]

''سب سے زیادہ فضیلت کا حامل صدقہ وہ ہے جو بہت زیادہ دشمنی رکھنے والے رشتہ دار پر کیا جائے۔''

گویا کوئی عزیز و رشتے دار اگر دشمنی کی طرح کا سلوک کرتا ہو تو اس پر صدقہ کرنا سب سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے، اور یہ صدقہ صرف مالی مراد نہیں ہے بلکہ کسی بھی طرح سے اس کے کام آنا، اس کی مدد کرنا یا اس کا دُکھ بانٹنا سب امورِ صدقہ میں شامل ہیں کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے کہ ہر نیک کام صدقہ ہے۔

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب إثم القاطع، ح:5984-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب صلة الرحم وقطیعة رحمها، ح:2556

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لیس الواصل بالمکافئ، ح:5991-سنن أبوداود، کتاب الزکاة، باب فی صلة الرحم، ح:1697-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ماجاء فی صلة الرحم، ح:1908-مسند أحمد:163/2

[3] [صحیح] مستدرک حاکم:406/1-المعجم الکبیر للطبرانی:258/18-صحیح الإرواء:892

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُهُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)). ❶

''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس کا عذاب آخرت میں برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا سے دوچار کرے۔''

گویا رشتے ناتے توڑنا ایسا قبیح گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا ہر دو جہاں میں دیتا ہے، دنیا میں بھی اسے سزا سے دوچار کرتا ہے اور آخرت میں بھی جنّت سے محروم رکھے گا۔

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا اللّٰهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنَ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ، أَوْ قَالَ: بَتَتُّهُ)). ❷

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: میں اللہ ہوں اور میں رحمان ہوں، میں نے ہی رحم (یعنی رِشتہ داری) کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام کو پھاڑ کر اس سے رکھا ہے، سو جو کوئی اسے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔ یا یہ فرمایا کہ میں اسے کاٹ کے رکھ دوں گا۔''

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ:

قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتُ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَأَصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ سُفْيَانُ: وَفِيهَا نَزَلَتْ ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ الْآيَةَ [الممتحنة:8]. ❸

''میری والدہ عہدِ رسالت میں بھی مشرکہ ہی تھیں، وہ (ایک مرتبہ) میرے پاس آئیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور انہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا، تو کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سفیانؒ کہتے ہیں کہ اسی بارے میں یہ آیت نازل

❶ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في النهي عن البغي، ح:4902-سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب منه ح:2511- سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب باب البغي، ح:4211- مسند أحمد:36/5-سلسلة الأحاديث الصحيحة:918

❷ [صحیح] سنن أبوداود. کتاب الأدب، باب في صلة الرحم، ح:1694-سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في قطيعة الرحم، ح:1907-الأدب المفرد للبخاری:53-سلسلة الأحاديث الصحيحة:520

❸ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الهبة، باب الهدية للمشركين، ح:2620-صحيح مسلم، کتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين ولوكانوا مشركين، ح:1003

ہوئی: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ اَلْآيَةَ [الممتحنة: 8] جو لوگ تم سے دین کے معاملے میں لڑتے بھڑتے نہیں ہیں ان سے (اچھا سلوک کرنے سے) اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا۔"

یعنی والدین اگر مشرک ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے، بشرطیکہ وہ اللہ کی نافرمانی کا کام کرنے کو نہ کہیں، لیکن اگر وہ کوئی ایسا کام کرنے کو کہیں کہ جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ان کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

جیسا کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَتْ أُمُّ سَعْدٍ: أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ اللّٰهُ بِبِرِّ الْوَالِدَةِ، فَوَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا، وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا، حَتّٰى تَكْفُرَ أَوْ تَمُوتَ. فَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يُطْعِمُوهَا أَوْ يَسْقُوهَا شَجَرُوا فَاهَا بِعَصًا، ثُمَّ أَوْجَرُوهَا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ [العنكبوت:8]. [1]

اُمِ سعد (یعنی ان کی والدہ) نے (ان سے) کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم نہیں فرمایا؟ اللہ کی قسم! میں تب تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گی جب تک تُو کافر نہیں ہو جاتا یا مر نہیں جاتا۔ سو جب وہ انہیں کچھ کھلانا یا پلانا چاہتے تو چھڑی کے ساتھ ان کا منہ کھولتے پھر کھانا یا پانی ان کے حلق میں اتارتے، تو (اس موقع پر) یہ آیت نازل ہوئی: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی وصیت کی، لیکن اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تُو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہیں ہے، تو ان کی بات مت مان۔"

اولاد کے ساتھ پیار و محبت

اولاد سے محبت وشفقت اللہ کے رحم وکرم کا موجب عمل ہے اور جو اس سے قاصر ہوتا ہے وہ اللہ کے رحم سے محروم ہوتا ہے۔

جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا قَطُّ قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن وقاص، ح:1748-مسند أحمد:3/176

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ)).❶

''رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علیؓ کا بوسہ لیا تو اقرع بن حابس پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے تو ان میں سے کسی کا بھی کبھی بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا: جو (کسی پر) رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْیَانَ، فَمَا نُقَبِّلُھُمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰہُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)).❷

''ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا آپؐ بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو انہیں نہیں چومتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے ہی تمہارے دل سے شفقت چھین لی ہو تو پھر میں تمہارا کیا کر سکتا ہوں۔''

گویا اپنے بچوں کو پیار نہ کرنا اللہ کی طرف سے رحمت وشفقت چھن جانے کی دلیل ہے اور رحمتِ الٰہی کے حقدار ٹھہرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ محبت کا اظہار کیا جائے، ان پر شفقت کی جائے اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھا جائے تاکہ اولاد والدین کی شفقت سے اور والدین اللہ کی رحمت سے محروم نہ ہو پائیں۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأَيْمَنَ، ثُمَّ يَضُمُّنَا، ثُمَّ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)).❸

''رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی (بائیں) ران پر اور حسنؓ کو دائیں ران پر بٹھالیا کرتے تھے، پھر ہمیں (محبت سے) بھینچ لیتے (یعنی زور سے سینے سے لگا لیتے) اور فرماتے: اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما! کیونکہ میں بھی ان پر شفقت کرتا ہوں۔''

یہ کمالِ شفقت کے اظہار کا انداز ہے، اس حدیث سے یہ بات بھی احاطۂ علم میں آتی ہے کہ اپنی اولاد کے لیے رب تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا بھی رہنا چاہیے۔

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح:5997-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، ح:2318

❷ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح:5998-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، ح:2317

❸ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب وضع الصبي على الفخذ، ح:6003-مسند أحمد:205/5

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَيْنِ لَهَا تَسْأَلُنِي، فَلَمْ أَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا فَشَقَّتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ سِتْرًا لَهُ مِنَ النَّارِ)). ❶

''میرے پاس ایک عورت آئی، اس نے اپنی دو بیٹیوں کو اٹھا رکھا تھا، وہ مجھ سے (کھانے کے لیے کچھ) مانگنے لگی تو میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا، میں نے وہی کھجور اسے دے دی۔ اس نے وہ کھجور پکڑی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بیٹیوں کو کھلا دی لیکن خود اس سے ذرہ بھی نہ کھائی، پھر وہ اُٹھی اور اپنی بیٹیوں کو لے کر چلی گئی۔ جب نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپؐ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے اچھے طریقے سے ان کی پرورش کی، تو وہ اس کے لیے (جہنم کی) آگ سے آڑ بن جائیں گی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

جَاءَتْ مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، وَأَعْطَيْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَتْنِي، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، وَأَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ)). ❷

''ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیوں کو اٹھائے ہوئے آئی، میں نے اسے تین کھجوریں دِیں تو اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور باقی ایک کھجور کو (خود کھانے کے لیے) اپنے منہ کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اس کی بیٹیوں نے وہ بھی مانگ لی، تو اس عورت نے وہ کھجور جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی دو ٹکڑے کر کے ان دونوں کو دے دی۔

مجھے اس کی یہ بات بہت پیاری لگی، میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں اس عورت کے لیے جنت کو واجب کر دیا اور اسے جہنم سے آزاد کر دیا۔''

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة، ح:1418-صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان إلى البنات، ح:2629

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان إلى البنات، ح:2630-مسند أحمد:5/252

ماں کا معاملہ ہی اللہ تعالیٰ نے سب سے جُدا رکھا ہے، یہ ایسی ہستی ہے کہ جو اپنی اولاد کی خوشی کے لیے اپنی ادنیٰ سی خوشی سے لے کر اپنی زندگی بھر کے آرام وسکون کو قربان کر دینے میں دوورائے نہیں رکھتی، انسان ماں کی محبت کو لفظوں میں قید کرنے سے قاصر ہے، محبتِ حقیقی کا یہ واحد ایسا جذبہ ہے کہ جس کا اندازہ اس ہستی کے سوا کوئی بشر نہیں لگا سکتا۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)). [1]

''اونٹ پر سواری کرنے والی عورتوں میں سے بہترین عورت قریش کی نیک عورت ہوتی ہے، جو اپنے بچے کے بچپن میں اس سے بہت زیادہ شفقت کرتی ہے اور اپنے خاوند کے مال واسباب میں اس کی نگہبان ہوتی ہے۔''

حدیث میں مذکور أَحْنَا کا لفظ حَنِيٌّ سے ہے، اور حَنِيٌّ کا مطلب ہے انتہا درجے کی شفقت ومہربانی کرنا، جب اس لفظ کا استعمال عورت کے ساتھ ہوتا ہے تو پھر مطلب ہوتا ہے کہ ایک بیوہ عورت کا اپنے بچوں پر اس درجے تک شفیق ومہربان ہونا کہ ان کی وجہ سے وہ دوسری شادی نہ کرے تاکہ پوری توجہ سے ان کی دیکھ بھال کر سکے۔اس حدیث میں نبی ﷺ نے ایسی عورت کو بہترین عورت قرار دیا ہے۔

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)). قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. [2]

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح (ایک ساتھ اکٹھے) ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ (اشارہ کر کے) فرمایا۔''

یعنی جس طرح انگشتِ شہادت اور درمیان والی انگلی باہم ملی ہوئی ہیں اور ان میں کوئی فاصلہ نہیں ہے اسی طرح یتیم کی کفالت کرنے والا شخص رسولِ مکرم ﷺ کے بالکل ساتھ ہوگا۔

سیدہ اُمِ سعید رضی اللہ عنہا اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)). وَأَشَارَ سُفْيَانُ بِإِصْبَعَيْهِ. [3]

---

[1] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 283/6-الأدب المفرد للبخاري: 133-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 800

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب إلى من ينكح، وأي النساء خير، وما يستحب أن يتخير لنطفه من غير إيجاب، ح: 5082-صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب إذا أعتق نصيبا في عبد، وليس له مال، استسعي العبد غير مشقوق عليه، ح: 2527

[3] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب فضل من يعول يتيما، ح: 6005-سنن أبو داود، كتاب الأدب، باب باب في من ضم اليتيم، ح: 5150-سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة اليتيم وكفالته، ح: 1918

”میں اوراپنے یا کسی غیر کے یتیم کی کفالت کرنے والا جنّت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔ سفیانؒ نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اپنی دوانگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔“

یعنی کفالتِ یتیم کا یہ اجروثواب اپنے کسی عزیز بچے کی کفالت کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ وہ یتیم اگر کسی اور کا بھی ہوتو اس کی کفالت میں بھی اسی قدر اجر ملے گا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى يَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَذَيْ)). وَضَمَّ إِصْبَعَيْهِ. [1]

”جس شخص نے اپنی دو بچیوں کی ان کے جوان ہونے تک کفالت کی، وہ روزِ قیامت یوں آئے گا کہ وہ اور میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنی دوانگلیوں کو ملایا۔“

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، فَأَطْعَمَهُنَّ، وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا)) [2]

”جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پہ صبر کرے اور جو کچھ میسر ہو اس میں سے انہیں کھلائے پلائے اور (لباس) پہنائے، تو وہ (روزِ قیامت) اس کے لیے (عذاب سے) آڑ بن جائیں گی۔“

جس شخص کی دو یا تین بچیاں ہوں وہ ان کی اچھی طرح کفالت کرے، ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرے اور دیگر حقوق بھی بہ خوبی ادا کرے تو وہ بھی نبی ﷺ کا ساتھ پائے گا اور وہ بچیاں اس کے لیے جہنّم سے آڑ بن جائیں گی یعنی اس عمل کے بہ دولت اللہ تعالیٰ اسے جہنّم سے بچالیں گے۔

مخلوقِ خدا کا ایک دوسرے کے ساتھ رحم وکرم کا رویہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ رِجْلَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)). [3]

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب فضل الإحسان إلى البنات، ح:2631-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات، ح:1914

[2] [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب بر الوالد والإحسان إلى البنات، ح: 3669-الأدب المفرد للبخاری:76-سلسلة الأحاديث الصحيحة:294

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب جعل الله الرحمة مائة جزء، ح:6000-صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ح:2752

”اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں، ننانوے حصوں کو اپنے پاس رکھا ہے اور ایک حصے کو زمین پہ اتارا ہے، چنانچہ مخلوقِ خدا کا باہم رحم و کرم سے پیش آنا (بلکہ) یہاں تک کہ گھوڑا جو اس ڈر سے اپنے بچے سے اپنی ٹانگ کو اٹھائے رکھتا ہے کہ کہیں اس کی ٹانگ اس کے بچے کو نہ کچل دے، یہ سب رحمت کے اسی ایک حصے سے ہے۔“

مذکورہ حدیث میں اللہ کی رحمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصوں میں سے اس نے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اور تمام مخلوقِ خدا، خواہ وہ جن وانس ہوں یا چرند و پرند، وہ سب آپس میں جو رحم و کرم سے پیش آتے ہیں وہ صرف اس ایک حصے کے بدولت ہے، حتیٰ کہ ایک گھوڑا اگر کھڑا ہو اور نیچے اس کا بچہ بیٹھا ہو، اور گھوڑے کی وہ ٹانگ جو اس کے بچے کی طرف ہوتی ہے، اسے وہ صرف اس خدشے کے باعث اوپر اٹھائے رکھتا ہے کہ اگر وہ زمین پر رکھے گا تو کہیں اس کا بچہ نیچے آ کر کچلا ہی نہ جائے۔ تو فرمایا کہ گھوڑے کی یہ محبت بھی رحمتِ الٰہی کے اسی ایک حصے میں سے ہوتی ہے، چنانچہ اندازہ کیجیے کہ باقی ننانوے حصے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھے ہیں تو اس کی رحمت کا کیا عالم ہوگا اور وہ کس درجہ مہربان ہوگا؟

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)). [1]

”اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہ کرتا ہو۔“

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ)). [2]

”جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ)). [3]

”رحم کرنے والوں پر رحمان عزوجل رحم فرماتا ہے، سو تم زمین والوں پر رحم کیا کرو تم پر آسمان والا رحم فرمائے گا۔“

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تبارك وتعالى: ﴿قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا فله الأسماء الحسنى﴾، ح:7376-صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، ح:2316

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تبارك وتعالى: ﴿قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن أيا ما تدعوا فله الأسماء الحسنى﴾، ح:7376-صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلك، ح:2316

[3] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في الرحمة، ح:4941-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في رحمة المسلمين، ح:1924-صحيح الجامع للألباني:7467

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رحمتِ الٰہی کا مستحق بننے کے لیے مخلوقِ خدا پر رحم کرنا ضروری ہے اور جو اس کا اہتمام نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے رحم کا حقدار نہیں ٹھہرتا۔

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُو سُلْطَانٍ مُقْتَصِدٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ بِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَفَقِيرٌ عَفِيفٌ مُتَصَدِّقٌ)). [1]

''جنّتی لوگ تین طرح کے ہوں گے: (پہلا) ایسا صاحبِ سلطنت شخص کہ جو میانہ رو ہو، صدقہ وخیرات کرنے والا ہو اور (بھلائی) کی توفیق سے نوازا گیا ہو، (دوسرا) وہ مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دِل ہو اور (تیسرا) وہ غریب شخص جو (لوگوں سے مانگنے) سے بچتا ہو اور (حتی الوسعت) صدقہ وخیرات کرتا ہو۔''

گویا وہ شخص بھی جنت کا حقدار ہے جو لوگوں کے لیے اپنے دِل میں نرم گوشہ رکھتا ہے اور پھر اس کا یہ رویّہ بلاتفریق ہوتا ہے، یعنی خواہ اس کا کوئی قرابت دار ہو یا غیر ہو، سب کے ساتھ اس کا سلوک رحم وکرم کا ہوتا ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَوَاصُلِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْهُ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ)). [2]

''مسلمانوں کا آپس میں رحم وکرم، محبت ومودّت اور میل جول کا معاملہ ایک جسم کے مانند ہے، جب اس کے جسم کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی کے ساتھ اس کی تکلیف میں شریک ہوجاتا ہے۔''

یعنی جس طرح جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہونے سے سارا جسم بے آرام وبے سکون ہوجاتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کے دُکھ، تکلیف اور کسی بھی قسم کی پریشانی میں مبتلا ہوجانے سے تمام مسلمانوں کو بے چین ہوجانا چاہیے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کے دُکھ، درد اور پریشانی کا مداوا کرنا چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صادق ومصدوق ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ)). [3]

''رحمت وشفقت سوائے بدبخت کے کسی سے نہیں چھینی جاتی۔''

---

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب صفة الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، ح:2865

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب قتل الولد خشية أن يأكل معه، ح:6011-صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المومنين وتعاطفهم وتعاضدهم، ح:2586

[3] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرحمة، ح:4942-سنن ترمذى، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة المسلمين، ح:1923-مسند أحمد:2/301

یعنی جو کسی پر رحم اور شفقت نہیں کرتا وہ بدبخت شخص ہے، اور اس بدبختی کو دُور کرنے اور سعادتمندی سے بہرہ مند ہونے کے لیے دِل کو مہربان کرنا ضروری ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَخْفِفُ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ)).[1]

''میں نماز شروع کرتا ہوں تو لمبی نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز میرے کان میں پڑتی ہے تو میں اس بچے کی ماں کو اس کے باعث ہونے والی سخت بے چینی کو جان کر اس کی وجہ سے نماز مختصر کر دیتا ہوں۔''

یعنی آپ ﷺ کے دِل میں رحم اور شفقت اس قدر تھی کہ ایک ماں کا اپنے بچے کی وجہ سے بے چین ہو جانا بھی آپؐ پر گراں گزرتا تھا اور اس کی خاطر آپؐ نماز کو مختصر فرما دیتے تھے جو کہ بندگیٔ الٰہی کا عالی ترین مظہر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي طَرِيقٍ أَصَابَهُ عَطَشٌ فَجَاءَ بِئْرًا، فَنَزَلَ فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَنَزَلَ الرَّجُلُ إِلَى الْبِئْرِ فَمَلَأَ خُفَّهُ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ أَمْسَكَ الْخُفَّ بِفِيهِ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ)).[2]

''ایک آدمی راستے میں چلا جا رہا تھا کہ اسے پیاس لگ گئی، وہ (پانی پینے کے لیے) کنویں کے پاس آیا اور اتر کر پانی پیا، پھر نکلنے لگا تو اس نے دیکھا کہ ایک کُتا پیاس کے مارے مٹی چاٹ رہا ہے، وہ دوبارہ کنویں کے پاس آیا اور اپنے موزے کو پانی سے بھر کر کتے کے منہ سے لگا دیا، کتے نے پانی پی لیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے چوپایوں میں بھی اجر ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر تازہ جگر (جان کی خدمت) میں اجر ملتا ہے۔''

ہر جاندار پر رحم کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اجر رکھا ہے، حتیٰ کہ ہماری نظر میں جو حقیر ترین جانور کُتا ہے اس کو پانی پلانے سے ایک شخص کی مغفرت ہوگئی، تو گویا نیکی کے کسی معاملے کو بھی حقیر نہیں جاننا چاہیے خواہ وہ کسی جانور کی خدمت ہی کیوں نہ ہو۔

قُرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا:

---

[1] [صحيح] صحيح بخاري ، كتاب الأذان ، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي ، ح:709-صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام ، ح:470

[2] [صحيح] صحيح بخاري ، كتاب المساقاة ، باب فضل سقي الماء ، ح:2363-صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب فضل ساقي البهائم المحترمة وإ[illegible] ح 2244

يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ)). [1]

''اے اللہ کے رسول! میں جب بکری ذبح کرنے لگتا ہوں تو اس پر رحم کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو بکری پر بھی رحم کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔''

بکری کو ذبح کرتے ہوئے رحم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے اچھی طرح پکڑا یا باندھا جائے تاکہ وہ قابو میں رہے اور درمیانِ ذبح چھوٹ کر تڑپنے نہ لگے اور ذبح کرنے کا آلہ تیز دھار ہونا چاہیے تاکہ وہ ایک ہی دفعہ اسے ذبح کر ڈالے، ایسا نہ ہو کہ وہ کند ہو اور تیز نہ چلنے کی وجہ سے بکری کو تڑپانے کا باعث بنے، اسی طرح ذبح کرنے سے پہلے آلۂ ذبح جانور کے سامنے تیز کرنے سے بھی احتراز کرنا چاہیے تاکہ وہ جانور ذبح ہونے سے پہلے ہی موت کے خوف میں مبتلا نہ ہو جائے۔

چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا)). [2]

''جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کے حق کو نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

شارحینِ حدیث نے لَيْسَ مِنَّا کے متعدد معانی کیے ہیں، ان سب کا خلاصہ یہ ہے:

وہ ہماری سنّت کی پیروی کرنے والا، ہمارے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والا، ہماری ہدایت کو قبول کرنے والا، ہمارے علم و عمل کی اقتداء کرنے والا اور ہمارے بتائے ہوئے حکم پر عمل پیرا ہونے والا نہیں ہے۔ [3]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْمُغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ)). [4]

''بلاشبہ بوڑھے مسلمان، غلو و تقصیر سے بچنے والے صاحبِ قرآن اور منصف حکمران کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنے میں سے ہیں۔''

[1] [صحيح] مسند أحمد: 3/436-الأدب المفرد للبخاري: 373-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 26

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرحمة، ح: 4943-مسند أحمد: 1/257-صحيح الجامع للألباني: 6540

[3] فتح الباري بشرح صحيح البخاري: 9/70-شرح صحيح البخاري لابن بطال: 2/281-شرح مسلم للنووي: 1/109-شرح مسلم للسيوطي: 1/83

[4] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في تنزيل الناس منازلهم، ح: 4843-صحيح الجامع للألباني: 2199

بیوی کے حقوق

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عرفات میں دیے گئے نبی کریم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ، وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ)). [1]

"عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، کیونکہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت سے حاصل کرتے ہو اور اللہ کے کلمے سے ان کے ساتھ ہمبستری کو جائز کرتے ہو، یقیناً ان کے ذمے بھی تمہارے کچھ حقوق ہیں (وہ یہ کہ) وہ تمہارے بستروں پر ایسے کسی شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرو، اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو، لیکن ایسی مار نہ مارو کہ جو انہیں زخمی کردے، اور ان کے کھانے پینے اور تمہارے ذِمے لباس وغیرہ کی معروف انداز میں ذِمہ داری ادا کرنا ہے۔"

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ؟ قَالَ: ((أَنْ يُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَ، وَيَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى، وَلَا يَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ، وَلَا يَضْرِبَ الْوَجْهَ، وَلَا يُقَبِّحَ)). [2]

"عورت کا اپنے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جب وہ خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب وہ نیا لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے، اور صرف گھر ہی میں اسے تنہا چھوڑے، نہ اس کے چہرے پہ مارے اور نہ ہی اسے بُرا بھلا کہے۔"

ان دونوں حدیثوں میں زوجین کے حقوق وفرائض بیان کیے گئے ہیں، خوشحال ازدواجی زندگی کے لیے آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے ان زرّیں اصولوں کو اپنانا ناگزیر ہے۔

---

[1] [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، ح:1218-سنن أبوداود، كتاب المناسك، باب باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم، ح:1905-سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح:3074

[2] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب النكاح، باب في حق المرأة على زوجها، ح:2142-سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حق المرأة على الزوج، ح:1850-إرواء الغليل للألباني:2033

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُ إِذَا أَنْفَقَ نَفَقَتَهُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كُتِبَتْ لَهُ صَدَقَةً)). ❶

"مسلمان جب اپنی کمائی کو نیکی کی نیت سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ لکھ دی جاتی ہے۔"

یعنی اگر کوئی شخص اس نیت سے اپنے اہلِ خانہ پر خرچ کرتا ہے کہ میں اللہ کے حکم کی بجا آوری میں اپنے بیوی بچوں پر خرچ کر رہا ہوں تو اس کے لیے وہ بھی صدقہ بن جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دِينَارٌ أَعْطَيْتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَدِينَارٌ أَعْطَيْتَهُ مِسْكِينًا، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ. قَالَ: الدِّينَارُ الَّذِي تُنْفِقُهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا)). ❷

"ایک دینار وہ جو تُو نے راہِ خدا میں دے دیا، ایک دینار وہ جو تُو نے کسی مسکین کو دے دیا اور ایک دینار وہ جو تُو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، فرمایا کہ ان تینوں دیناروں میں سے اجر وثواب کے لحاظ سے سب سے عظیم دینار وہ ہے جو تُو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا راہِ خدا میں اور مساکین پر خرچ کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے، لیکن اگر اہلِ خانہ کے حقوق بہت عمدہ انداز میں ادا ہو رہے ہوں اور مالی وسعت بھی ہو تو پھر حسبِ حال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور محتاج و مساکین پر خرچ کرنا بھی اہم ہو جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقَعُوا فِيهِ)). ❸

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو، اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں، اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو تم اس کے لیے دعا کیا کرو اور اس کی برائیاں مت بیان کیا کرو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد، والوالدين ولو كانوا مشركين، ح:1002۔ مسند أحمد:4/120

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك، وإثم من ضيعهم أو حبس نفقتهم عنهم، ح:995۔ مسند أحمد:2/473

❸ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب المناقب، باب في فضل أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3895۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة:285

((إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهُ، وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ)).[1]

''بلاشک عورت ٹیڑھی پسلی کے مانند ہے، اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔''

نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق عورت کی پیدائش ٹیڑھی پسلی سے ہوئی ہے، اس بناء پر اس کے ساتھ اس ٹیڑھے پن کے ہوتے ہوئے ہی گزارا کیا جاسکتا ہے، اسے سیدھا کرنا یا سدھارنا سعی لاحاصل ہے کیونکہ فطری امور کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

خاوند کے حقوق

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، لِمَا عَظَّمَ اللّٰهُ مِنْ حَقِّهِ عَلَيْهَا)).[2]

''اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اس تعظیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے خاوند کے حق سے عورت پر لازم کی ہے۔''

سجدہ سوائے مسجودِ خلائق کے کسی کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو اپنے خاوند کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم فرماتا۔ اس فرمان سے خاوند کے مقام کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ عورت کو کس درجے تک اس کے حقوق کی ادائیگی کا پاس و لحاظ رکھنا چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانًا عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)).[3]

''جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (آنے سے) انکار کردے اور (وہ آدمی) اس سے ناراضگی کی حالت میں رات بسر کرے، تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

حصین بن محصن انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَمَّتَهُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَلَمَّا فَرَغَتْ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟)). قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتِ؟)). قَالَتْ: مَا آلُوهُ إِلَّا مَا

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المداراة مع النساء، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنما المرأة كالضلع))، ح:5184-صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، ح:1468

[2] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب النكاح، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة، ح:1159-إرواء الغليل للألباني:1998

[3] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ح:5193-صحیح مسلم، کتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، ح:1436

عَجَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: ((انْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ؟ فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ)). ❶

''ان کی (یعنی حصین کی) پھوپھی نے انہیں بتلایا کہ وہ کسی کام کی غرض سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، جب وہ فارغ ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تمہارا خاوند ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیسی ہو (یعنی اپنے خاوند کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہے؟) انہوں نے کہا: میں اس کی اپنی عجز کی انتہا تک پرواہ نہیں کرتی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے اپنے مقام کو پہچانو (یعنی اس کے حقوق کا خیال رکھو)، کیونکہ وہ تیری جنّت اور تیری جہنم ہے۔''

عجز کی انتہاء سے مراد یہ ہے کہ میں اس کا بہت زیادہ خیال نہیں رکھتی بلکہ مناسب سی دیکھ بھال کرتی ہوں، تو آپ ﷺ نے اسے ناکافی سمجھتے ہوئے فرمایا کہ وہ تیری جنت اور جہنم ہے، یعنی اگر تُو اس کے حقوق کو احسن انداز سے ادا کرے گی تو جنت کی حقدار ٹھہرے گی اور اگر اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھے گی تو جہنم میں بھی جا سکتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ عَنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ، فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ)). ❷

''عورت کا خاوند جب (گھر میں) موجود ہو تو وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی، نہ ہی وہ اس کے گھر میں موجود ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر (کسی کو گھر آنے کی) اجازت دے سکتی ہے، اور عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو بھی (راہِ خدا میں) خرچ کرے اس کا آدھا ثواب خاوند کو بھی ملے گا۔''

اس سے مراد نفلی روزہ ہے فرضی نہیں، کیونکہ فرائض کی ادائیگی میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی اور مال خرچ کرنے کے بارے میں بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر صرف اس مال سے خرچ کر سکتی ہے جو خاوند نے اسے اس کے خرچے وغیرہ کے لیے دیا ہو۔

غلاموں کے ساتھ اچھا رویہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ إلى قوله: ﴿وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:٣٦]

''والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ ۔۔۔ اور ۔۔۔ اپنے زیرِ ملکیت لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔''

❶ [صحيح] مسند أحمد: 341/4- مستدرك حاكم: 189/2- سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2612

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب النكاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها لأحد إلا بإذنه، ح: 5195- صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: 1026

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ کی آخری کلام یہ تھی: نماز، نماز، (اور) اپنے زیرِ ملکیت لوگوں (یعنی غلاموں اور لونڈیوں) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔''

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا:

((اَللّٰهَ اَللّٰهَ، الصَّلَاةَ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)). فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ. [2]

''اللہ، اللہ، نماز کا اہتمام کرنا اور اپنے زیرِ ملکیت لوگوں کا خیال رکھنا، آپؐ مسلسل یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی زبان مبارک رُک گئی۔''

گویا آپ ﷺ نے بہ وقتِ رحلت بھی جن اہم امور کے اہتمام کی بہ طورِ خاص وصیّت فرمائی ان میں سے ایک امر غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

معرور بن سوید بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟)). قُلْتُ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ)). [3]

''میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک عمدہ پوشاک پہنے ہوئے ہیں اور ان کے غلام نے بھی ایک عمدہ پوشاک پہنی ہوئی ہے، تو میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: ایک مرتبہ ایک شخص سے میری گالم گلوچ ہوگئی، اس نے رسول اللہ ﷺ کو میری شکایت کردی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے اسے اس کی ماں کی عار دِلائی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں، اگرچہ انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے،

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ح:5156-سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب هل أوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح:2698-مسند أحمد:78/1-إرواء الغليل للألباني:238/7

[2] [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح:1625-مسند أحمد:290/6

[3] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية، ولا يكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرك، ح:30-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس، ولا يكلفه ما يغلبه، ح:1661

سو جس شخص کا بھی بھائی اس کے ماتحت ہو اسے اس کو بھی وہی کچھ کھلانا چاہیے جو وہ خود کھائے اور اسے بھی وہی پہنائے جو وہ خود پہنے، اور ان کی طاقت سے زیادہ تم انہیں تکلیف مت دو اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ لادو بھی تو اس کام میں ان کی مدد کرو۔''

جس شخص کے ساتھ سیدنا ابوذرؓ کا یہ واقعہ پیش آیا تھا وہ سیدنا بلالؓ تھے، اور گالی گلوچ سے مراد لڑائی جھگڑے میں اُونچ نیچ ہو جانا یا بُرا بھلا کہنا مراد ہے۔ بلالؓ چونکہ غلام تھے اس لیے نبی ﷺ نے اس کا ذمہ دار سیدنا ابوذرؓ کو ٹھہرایا اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ حکم جاری فرمایا کہ غلاموں کے ساتھ امتیازی سلوک کی بجائے انہیں مساویانہ حقوق دِیے جائیں اور انہیں بھی ان سب سہولیات سے نوازا جائے جو اپنے لیے ہوں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَاءَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوكِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُمْ مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللهِ)). ❶

''تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو تمہارے موافق ہوں انہیں بھی تم وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اور جو ان میں سے تمہارے موافق نہ ہوں تو انہیں بیچ دو، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔''

موافق ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری خدمت کرتے ہوں، اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتے ہوں اور تابع فرمانی بجالاتے ہوں، اگر وہ یہ سب کرتے ہوں تو پھر انہیں اپنے جیسا کھلاؤ پلاؤ اور لباس پہناؤ۔ اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اگر وہ یہ سب نہ کرتے ہوں تو پھر انہیں سزائیں نہ دو یا ان کے حقوق سلب نہ کرو بلکہ ان کا حل یہ ہے کہ انہیں کسی اور کو بیچ دو مگر ان پر ظلم ہرگز نہ کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لَا يُطِيقُ)). ❷

''غلام کو اچھے طریقے سے کھانا اور لباس مہیا کیا جائے اور اسے اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی کام کی تکلیف نہ دی جائے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا صَنَعَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ لَهُ طَعَامًا فَجَاءَ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا، فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ)). ❸

''جب تم میں سے کسی شخص کا خادم اس کے لیے کھانا تیار کر کے اسے پیش کرے اور (چونکہ) اس نے (تیار

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ح:5161-مسند أحمد:158/5

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس، ولا يكلفه ما يغلبه، ح:1662

❸ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس، ولا يكلفه ما يغلبه، ح:1663-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في الخادم يأكل مع المولى، ح:3846

کرتے وقت) اس کی گرمی اور دھواں برداشت کیا ہوتا ہے (اس لیے) اسے (یعنی اس کے مالک کو) چاہیے کہ وہ اسے بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے، لیکن اگر کھانا کم ہو اور کھانے والے زیادہ ہوں تو پھر بھی ایک یا دو لقمے اس کے ہاتھ پہ رکھ دینے چاہییں۔''

افضل تو یہ ہے کہ اپنے غلام یا خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جائے لیکن اگر کسی وجہ سے اسے ساتھ بٹھانا ممکن نہ ہو تو پھر کھانے میں سے کچھ نہ کچھ، خواہ ایک یا دو لقمے ہی ہوں، اس کو تھما دینے چاہییں تا کہ اس نے جو کھانا پکاتے ہوئے آگ کی تپش برداشت کی ہے اس کا تھوڑا سا صلہ مل جائے۔

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ صَوْتًا: ((اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ، اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ، اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ، اللّٰهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)). فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى، قَالَ: ((أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ)). [1]

''میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے ایک آواز سنی: اے ابو مسعود! یاد رکھ، ابو مسعود! یاد رکھ، ابو مسعود! یاد رکھ کہ تیری اس پر قدرت سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تجھ پر قادر ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ نبی ﷺ تھے۔ میں نے (اسی وقت) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ رضائے الٰہی کے لیے آزاد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! اگر تم یہ نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ، أَوْ ضَرَبَهُ، فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)). [2]

''جس نے اپنے غلام یا لونڈی کو تھپڑ لگایا یا اسے مارا، تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ وہ اسے آزاد کر دے۔''

گویا غلام کو مارنا اس قدر بڑا جرم ہے کہ اس کا کفارہ اس غلام کی آزادی ہے، یعنی اسے آزاد کر کے ہی وہ اس گناہ سے بری ہو سکتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنَا، أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ)). [3]

---

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب صحبة المماليك، وكفارة من لطم عبده، ح:1659-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ح:5159-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب النهي عن ضرب الخدم وشتمهم، ح:1948

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب صحبة المماليك، وكفارة من لطم عبده، ح:1657

[3] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المحاربين، باب قذف العبيد، ح:6858-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنا، ح:1660

''جس نے اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائی تو اس پر روزِ قیامت (تہمت کی) حد لگائی جائے گی، سوائے اس کے کہ وہ اسی طرح ہو جیسے اس نے کہا۔''

یعنی اگر اس کا غلام یا لونڈی حقیقتاً ویسا ہی ہو جیسا اس نے کہا ہو تو اس صورت میں معافی ہو سکتی ہے وگرنہ روزِ قیامت اسے اس تہمت کی سزا میں حد لگائی جائے گی۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ سے پوچھا گیا:

كَمْ تَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ قَالَ: ((أَعْفُو عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً)). ❶

''آپؐ خادم سے کتنی مرتبہ درگزر کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس سے ہر روز ستّر مرتبہ درگزر کرتا ہوں۔''

اگر خادم یا نوکر ایک دن میں ستّر مرتبہ بھی غلطی کرتا ہے تو نبی ﷺ کے عمل کے مطابق اُسے ستّر بار ہی معاف کر دیا جائے، گویا اس کے بار بار غلطی کرنے پر اسے شائستگی اور نرمی سے سمجھایا تو جا سکتا ہے مگر زدوکوب نہیں کیا جا سکتا۔

جب خادم حُسنِ عمل کا مظاہرہ کرے

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ: أَجْرُ مَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَأَجْرُ مَا أَدَّى إِلَى مَلِيكِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ)). ❷

''وہ غلام جو اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس پر اس کے مالک کے خیر خواہی اور فرمانبرداری کے حقوق ہیں انہیں بھی بہ طریقِ احسن ادا کرتا ہے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے، ایک اجر اپنے رب کی اچھے طریقے سے عبادت کرنے کا اور دوسرا اجر اپنے اوپر عائد ہونے والے اپنے آقا کے حقوق کی ادائیگی کا۔''

لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اپنے مالک یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو پھر وہ اس فضیلت کا حقدار نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس گناہ کا سزاوار ٹھہرے گا۔

ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: رَجُلٌ آمَنَ بِالْكِتَابِ الْأَوَّلِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَرَجُلٌ

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ح:5164-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في العفو عن الخادم، ح:1949

❷ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق، وقوله: عبدي أو أمتي، ح:2551

كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، وَعَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ تَعَالَى وَحَقَّ مَوَالِيهِ)).•

''تین لوگ ایسے ہیں جنہیں دوہرے اجر سے نوازا جائے گا: (ایک) وہ بندہ جو پہلی کتاب پر بھی ایمان لایا اور اس پر بھی جو محمد (ﷺ) پر نازل کی گئی، (دوسرا) وہ شخص جس کی ملکیت میں لونڈی تھی، اس نے اس کی اچھے انداز میں تربیت کی پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی، اور (تیسرا) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرتا ہے۔''

زیرِ نگیں لوگوں کے بارے میں مسؤلیت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ رَاعٍ وَكُلَّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: فَالْأَمِيرُ رَاعٍ عَلَى النَّاسِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَامْرَأَةُ الرَّجُلِ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)).•

''سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے زیرِ نگیں لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، امیر (حکمران) لوگوں پر نگران ہے اور اس سے اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا، آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اپنے زیرِ نگیں لوگوں کے بابت سوال ہوگا، آدمی کی بیوی اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور اس سے ان کے بابت پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک اپنے زیرِ نگیں کے بارے میں مسؤل ہے۔''

دنیا میں آنے والا ہر شخص کسی نہ کسی فرد یا افراد کا نگران ہے اور اس سے اس کے زیرِ نگیں لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تمہاری نگرانی میں فلاں فلاں لوگ تھے، تم پر ان کی ذمہ داری عائد تھی تو تم نے وہ کسقدر نبھائی ہے؟ وہ اللہ و رسول کے فلاں فلاں حکم سے سرتابی کیا کرتے تھے تو تم نے انہیں کیوں نہیں سمجھایا؟ ان کی خبر کیوں نہیں لی؟ جاننے کے

[صحیح] صحيح بخارى، كتاب العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله، ح:97-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم إلى جميع الناس، ح:154

[صحیح] صحيح بخارى، كتاب الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿وأطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح:7137-صحيح مسلم، كتاب الأمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، ح:1829

باوجود ان سے اللہ ورسول کی نافرمانی ترک کروا کر ان کے احکام کی بجا آوری کا انہیں پابند کیوں نہیں بنایا؟ چنانچہ وہ رب کے حضور اپنے علاوہ اپنے زیرِ نگرانی لوگوں کے بابت بھی جوابدہ ہوگا۔ اس لیے ہر شخص کو اس ذِمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑنا چاہیے تاکہ کل روزِ قیامت رب تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے معاملے کو آسان بنایا جاسکے۔

نوکر کو مالک کے خلاف بھڑکانے کا گناہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلَى أَهْلِهِ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا)). [1]

"جس نے کسی نوکر کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں، اور جس نے کسی عورت کا اس کے خاوند کے خلاف ذہن بگاڑا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔"

نوکر کو مالک کے خلاف اور بیوی کو اس کے خاوند کے خلاف بھڑکانا بہت بڑے فساد کا باعث بنتا ہے، اس کی قباحت کی وجہ سے آپ ﷺ نے ایسے عملِ بد کے مرتکب کے ساتھ لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسا شخص ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں ہے۔

ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ [النساء: 36]

"والدین کے ساتھ، قریبی رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار ہمسائے، اجنبی ہمسائے، پہلو کے ساتھی اور راہ چلتے مسافر کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)). [2]

[1] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 13/8-مسند أحمد: 397/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 324

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب الوصاة بالجار، ح: 6014-صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: 2624

''جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے ساتھ (حسنِ سلوک کی) مسلسل وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وراثت میں شریک کردیں گے۔''

جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کو ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کی اسقدر شدید اور مسلسل تاکید فرماتے رہے کہ آپ ﷺ کو یہ گمان گزرنے لگا کہ شاید اسے وراثت میں ہی شامل کردیا جائے گا، یعنی جس طرح وارث اپنے مورّث کے مال کا حقدار ہوتا ہے اسی طرح ہمسائے کے بھی اس حق کا اہل ہونے کا گمان ہونے لگا۔

سیدنا ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ: ((فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ)).[1]

''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت (کے واقع ہونے) پر یقین رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزّت کرنی چاہیے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے اور جو اللہ وروزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے یا تو اچھی بات کرنی چاہیے یا پھر خاموش ہی رہنا چاہیے۔ اور ابوسلمہؓ سے مروی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا:) وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔''

گویا ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمسائے کے ساتھ بُرا سلوک کرنے والا کامل طور پر مومن نہیں ہے۔

سیدنا ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ)). ثَلَاثَةً، قَالُوا: وَمَنْ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْجَارُ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)). قَالُوا: وَمَا بَوَائِقُهُ؟ قَالَ: ((شَرُّهُ)).[2]

''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہے، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں ہے، آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ہمسایہ اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو۔ صحابہؓ نے پوچھا: اس کی تکلیفوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا شر۔''

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب إكرام الضيف، وخدمته إياه بنفسه، ح: 6135 صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف، ولزوم الصمت إلا عن الخير، ح: 48

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب إثم من لا يأمن جاره بوايقه، ح: 6016

اس امر کی شدت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ نبی مکرم ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھا کر ایک بار نہیں بلکہ تین بار فرمایا کہ وہ شخص ایمان سے متصف نہیں ہے جس کی شرانگیزیوں اور فتنہ پردازیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)). [1]

''اے اللہ کے رسول! میرے دو ہمسائے ہیں، میں ان میں سے کسے تحفہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں میں دروازے کے لحاظ سے جو تمہارے زیادہ قریب ہو۔''

ایک گھر کے بہت سے ہمسائے ہوتے ہیں، اگر تو اتنی استطاعت ہو کہ سبھی کو تحفہ دیا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا انتہائی فضیلت کا حامل عمل ہوگا، لیکن اگر اتنی استطاعت نہیں ہے بلکہ کسی ایک کو ہی دینے کی گنجائش ہو تو پھر اس ہمسائے کو تحفہ دینا چاہیے جس کا دروازہ آپ کے گھر کے قریب پڑتا ہو، کیونکہ وہی اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَلَوْ لِعَبْدٍ مُجَدَّعِ الْأَطْرَافِ، وَإِذَا صَنَعْتُ مَرَقَةً أَنْ أُكْثِرَ مَاءَهَا، ثُمَّ أَنْظُرُ أَهْلَ بَيْتٍ قَرِيبٍ مِنْ بَيْتِي فَأُصِيبُهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ. [2]

''نبی ﷺ نے مجھے (امیر کی) سمع و اطاعت کی وصیت فرمائی، اگرچہ وہ ناک کان کٹا غلام ہی ہو، اور (یہ بھی وصیت فرمائی کہ) جب میں سالن تیار کروں تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کروں، پھر میں دیکھوں کہ کونسا گھر میرے گھر کے قریب ہے تو انہیں بھی مناسب سا دے دوں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)). [3]

''اے مسلمان عورتو! کوئی بھی عورت اپنی ہمسائی (کو تحفہ دینے) کے لیے (کسی بھی چیز کو) ہرگز حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔''

حقِ ہمسائیگی ادا کرنے کے لیے کسی بھی چیز کو کمتر نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ جس قدر استطاعت ہو حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے، خواہ وہ ہنڈیا میں پانی زیادہ ڈال کے شوربا بنا کر اپنے سالن سے ہمسائے کو بھی حصہ دینے سے ہو یا بکری

---

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الشفعة، باب أي الجوار أقرب؟، ح:2259-مسند أحمد:239/6

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح:1837-الأدب المفرد للبخارى:113

[3] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الهبة، باب الهبة وفضلها والتحريض عليها، ح:2566-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة، ولو بالقليل ولا تمتنع من القليل لاحتقاره، ح:1030

کا ایک ٹکڑا ہی میسر آنے پر اسے اپنے ہمسائے کو بہ طورِ تحفہ پیش دینے سے ہو، کسی بھی طرح سے حسن سلوک کا جس قدر بھی مظاہرہ کیا جا سکتا ہے کرنا چاہیے۔

امام مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَغُلَامُهُ يَسْلُخُ شَاةً، فَقَالَ لِغُلَامِهِ: يَا غُلَامُ إِذَا فَرَغْتَ فَابْدَأْ بِجَارِنَا الْيَهُودِيِّ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: تَذْكُرُ الْيَهُودِيَّ أَصْلَحَكَ اللّٰهُ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنَّا أَوْ رَأَيْنَا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ. [1]

''ہم عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے غلام نے ایک بکری ذبح کی تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا: اے غلام! جب تو فارغ ہو جائے تو پہلے ہمارے یہودی ہمسائے کو (گوشت) دینا، آپؓ نے یہ تین مرتبہ فرمایا، لوگوں میں سے ایک آدمی بولا: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے آپ یہودی کی بات کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کی اسقدر وصیت فرماتے سنا کہ ہمیں گمان ہونے لگ گیا تھا کہ آپؐ اسے وراثت میں بھی حصے دار بنا دیں گے۔''

معلوم ہوا کہ اگر ہمسایہ غیر مسلم ہے تو اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے، یہ حکم صرف مسلمان ہمسایوں کے بارے میں خاص نہیں ہے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ)). [2]

''وہ شخص مومن نہیں ہے جو (خود تو) سیر شکم ہو، جبکہ اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔''

آپ ﷺ نے ایسے شخص کو مومنین کی صف سے خارج فرمایا ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھائے لیکن اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔

مہمان نوازی

سیدنا ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

[1] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في حق الجوار ، ح:5152-سنن ترمذی ، أبواب البروالصلة ، باب ما جاء في حق الجوار ، ح:1943

[2] [صحيح] الأدب المفرد للبخاري:112-مستدرك حاكم:4/167-سلسلة الأحاديث الصحيحة:149

فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ)) . [1]

''جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات ہی کہنی چاہیے، یا پھر خاموش رہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دِن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے ہمسائے کی عزت کرنی چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی ایک دِن اور ایک رات پر تکلف اور تین دن تک مناسب مہمان نوازی کرنی چاہیے اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے، اور مہمان کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے پاس ہی بیٹھ رہے کہ اسے پریشانی میں ہی ڈال دے۔''

مہمان کی ضیافت ہر مسلمان کا اخلاقی فرض ہے، رسولِ مکرم ﷺ نے ہر مومن شخص کو حکماً اس کی تاکید فرمائی ہے۔ مہمان کی میزبانی کی کم از کم مدت جو لازم ہے وہ ایک دِن ہے جبکہ تین دِن تک وہ اس کا حق رکھتا ہے، یعنی ایک دِن اس کی پُرتکلف خدمت کی جائے اور باقی دو دِن جو میسر ہو، اور اگر تین دِن کے بعد بھی میزبان اس کی خاطر تواضع کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔ یعنی میزبان کو اس مہمان نوازی کے بدلے میں صدقے کا اجر وثواب ملے گا۔ البتہ مہمان کے لیے بھی نبی کریم ﷺ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اسے اپنے میزبان کے ہاں بیٹھ نہیں رہنا چاہیے کہ اسے مشقت میں ہی ڈال دے بلکہ وہ کوشش کرے کہ جتنا جلدی ممکن ہو اپنے گھر کو روانہ ہو جائے۔

اشہبؒ بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ)) . قَالَ: تُكْرِمُهُ، وَتُتْحِفُهُ، وَتَخُصُّهُ، وَتَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضِيَافَةً. قَالَ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ الْخَطَّابِيُّ: مَعْنَاهُ يَتَكَلَّفُ لَهُ إِذَا نَزَلَ بِهِ الضَّيْفُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، فَيُتْحِفُهُ وَيَزِيدُهُ فِي الْبِرِّ عَلَى مَا يَحْضُرُهُ فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ، وَفِي الْيَوْمَيْنِ الْآخَرَيْنِ يُقَدِّمُ لَهُ مَا حَضَرَ، فَإِذَا أَمْضَى الثَّلَاثَ فَقَدْ قَضَى حَقَّهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَيْهِ اسْتَوْجَبَ بِهِ أَجْرَ الصَّدَقَةِ. [2]

''امام مالکؒ سے نبی ﷺ کے فرمان: ''مہمان کی ایک دِن اور ایک رات تک اچھی طرح ضیافت کی جائے۔'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میزبان اپنے مہمان کی عزت کرے، اسے تحفہ دے، اسے خصوصی اہمیت دے اور پورا ایک دِن اور ایک رات اس کی حفاظت کرے، اور مہمان نوازی تین

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب إكرام الضيف، وخدمته إياه بنفسه، ح: 6135 صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف، ح: 48

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الضيافة، ح: 3748

دِن تک ہوتی ہے۔ سلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مہمان اس کے ہاں آئے تو ایک دِن اور ایک رات اس کی پُرتکلّف خدمت کرے اور اسے تحفہ دے، اور اور دیگر ایام میں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور دوسرے دو دِنوں میں جو کچھ باقی ہو اسے پیش کر دے اور جب تین دِن گزر جائیں تو اس نے اپنا (مہمان نوازی کا) حق ادا کر دیا، لیکن اگر وہ اس سے بھی زیادہ کرے گا تو اس کے لیے صدقے کا اجر وثواب لازم ہو جائے گا۔''

مہمان نوازی صرف قیام وطعام کی نہیں ہوتی بلکہ مہمان کی ہر لحاظ سے خدمت، حفاظت، اکرام وتعظیم کرنا اور اپنی استطاعت کے مطابق اسے تحفہ دینا بھی مہمان نوازی میں شامل ہے۔ ابوعبیدہ الھروی اس حدیث کے مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں کہ تین دِن تک مہمان نوازی کرے، پھر اسے اتنا دے دیا جائے کہ جو ایک دِن اور ایک رات کی مسافت میں کفایت کر سکے۔ یَجُوزُ اصل میں حِیزَۃ سے ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانے اور پینے کی وہ مقدار جو مسافر ایک منزل سے دوسری منزل تک کے سفر کے دوران استعمال کرتا ہے۔

شقیق بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبِي عَلَى سَلْمَانَ فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزًا وَمِلْحًا وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ تَكَلَّفْنَا لَكُمْ. فَقَالَ صَاحِبِي: لَوْ كَانَ مِلْحُنَا فِيهِ زَعْتَرٌ فَبَعَثَ بِـطُهْرَتِهِ إِلَى الْبَقَّالِ فَرَهَنَهَا وَجَاءَ بِزَعْتَرٍ فَأَلْقَاهُ فِيهِ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا، فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْ قَنَعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مَطْهَرَتِي مَرْهُونَةً. [1]

''میں اور میرا ایک ساتھی سلمان کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں روٹی اور نمک پیش کیا اور فرمایا: اگر نبی ﷺ نے ہمیں تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم تمہارے لیے پُرتکلّف کھانا تیار کرتے۔ تو میرے ساتھی نے کہا: کاش! اگر اس نمک میں پہاڑی پودینہ ڈال دیا جائے (تو بہتر ہو جائے)، تو سلمان نے اپنا لوٹا سبزی فروش کو دیا اور اسے گروی رکھ کر اس کے عوض میں پہاڑی پودینہ لے آئے اور اس میں ڈال دیا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس رزق پر قناعت کی توفیق دی جو اس نے ہمیں عطا کیا۔'' تو سلمان فرمانے لگے کہ اگر تم نے اللہ کے دِیے ہوئے رزق پر کفایت کی ہوتی تو میرا لوٹا گروی نہ پڑا ہوتا۔''

اس سے مراد بے جا تکلف ہے کہ آدمی اپنی استطاعت سے بڑھ کر اور ضرورت سے زائد ضیافت کا اہتمام کرے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو مناسب تکلف میں حرج نہیں ہے، وگرنہ جو میسر ہو وہی پیش کر دینا چاہیے اور مہمان کو بھی اسی پر قناعت کرنی چاہیے۔

[1] [صحیح] مستدرک حاکم: 4/123- المعجم الکبیر طبرانی: 6/288- سلسلة الأحادیث الصحیحة: 2392

کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ [الدھر: 8]

''اور (نیک لوگ) اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا وَرَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ يَتَكَلَّمُ أَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ جس وقت (مدینہ) تشریف لائے تو لوگ جوق درجوق آپؐ کے پاس حاضر ہونے لگے، اور (سب کو) بتایا جانے لگا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ ہولیا تاکہ میں بھی آپؐ کو دیکھ کر آؤں، جب میں نے خوب اچھی طرح سے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا دیدار کیا تو میں ایک ہی بات سمجھا کہ آپؐ کا چہرہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ سب سے پہلی بات جو آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سُنی (وہ یہ تھی:) اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ، رشتے داری کو ملاؤ، رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں (ان تمام اعمال کے صلے میں) تم جنّت میں سلامتی سے داخل ہوجاؤ گے۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ)).[2]

''بھوکے کو کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔''

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا:

[1] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2485-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب إطعام الطعام، ح:3251-سلسلة الأحاديث الصحيحة:569

[2] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الجهادوالسير، باب فكاك الأسير، ح:3046-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض بالشفاء عند العيادة، ح:3105

يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ، لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ، أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ)). قَالَ: أَوَ لَيْسَتْ وَاحِدًا؟ قَالَ: ((لَا، عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا، وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ فِي ثَمَنِهَا، وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوفُ، وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ)). ❶

''اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنّت میں لے جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تُو خطبے کو مختصر کرے گا تو مانگنے سے بچ سکتا ہے، رُوح کو آزاد کرا اور گردن کو بھی آزادی دلا۔ اس نے کہا: یہ دونوں (یعنی رُوح اور گردن کو آزاد کرنا) ایک ہی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، رُوح کو آزاد کرنا یہ ہے کہ تُو اکیلا ہی کسی کو آزاد کرائے اور گردن کو آزاد کرانے کا مطلب یہ ہے کہ تُو اس کی قیمت (کی ادائیگی) میں تعاون کرے، زیادہ دودھ دینے والی بکری کا عطیہ کر، ظالم رشتے دار سے ملتا جلتا رہ، لیکن اگر تُو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا، نیکی کرنے کا کہہ اور برائی سے روک، اور اگر اس کی بھی تجھ میں طاقت نہیں ہے تو اپنی زبان سے سوائے اچھی بات کے اور کچھ مت بول۔''

سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّالَّةِ مِنَ الْإِبِلِ تَرِدُ حَيًّا خَالِيًا قَدْ لُطْتُهَا لِإِبِلِي، هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِيمَا أَسْقَيْتُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ، فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ)). ❷

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے گمشدہ اونٹ کے بابت پوچھا کہ اگر وہ میرے حوض پر آ جائے جو میں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لیے بنایا ہے، تو کیا اسے پانی پلانے پر مجھے ثواب ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! حرارت والی ہر ذی رُوح چیز (کی خدمت کرنے) میں ثواب ملتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: ((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)). ❸

''اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں جانوروں (کو کھلانے پلانے) میں بھی اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر تازہ جگر (جان کی خدمت) میں اجر ملتا ہے۔''

❶ [صحيح] مسند أحمد: 4/299- السنن الكبرى للبيهقي: ۱۰/273-مسند الطيالسي: 739-صحيح الترغيب والترهيب: 1898

❷ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، ح: 3686-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2152

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، ح: 2363-صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل ساقي البهائم المحترمة وإطعامها، ح: 2244

مذکورہ بالا تمام احادیث کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے حکم اور اس کے اجر وثواب سے متعلق ہیں، یہ حکم صرف محتاج ومسکین کو کھانا کھلانے کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی بھی دعوت وغیرہ کرنے سے یہی اجر وثواب ملتا ہے، بشرطیکہ نیّت فقط رضائے الٰہی کا حصول ہو۔ نیز اس میں تمام جاندار شامل ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا حیوان، ہر ایک سے نیکی کا یہ معاملہ کرنا باعثِ خیر ہے۔

تحائف کا تبادلہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ)). [1]

"اگر مجھے بازو (کا گوشت) تحفے میں دیا جائے تو بھی میں قبول کرلوں گا اور اگر مجھے پائے (کے گوشت) کی دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کرلوں گا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَا بِفِرْسِنِ شَاةٍ)). [2]

"اے مسلمان عورتو! کوئی بھی عورت اپنی ہمسائی (کو تحفہ دینے) کے لیے (کسی بھی چیز کو) ہرگز حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا کھر ہی ہو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((تَهَادُوا تَحَابُّوا)). [3]

"آپس میں تحائف دیا لیا کرو، اس سے باہم محبت بڑھتی ہے۔"

باہم تحائف کے تبادلے سے محبت بڑھتی ہے، تحفے میں گراں قیمت چیز دینا ہرگز ضروری نہیں ہے اور بے جا تکلفات واسراف سے تو اللہ و رسول نے ویسے ہی منع فرمایا ہے، اس لیے ان کو اپنے آپ پر لازم کر کے اس عظیم نیکی سے محروم نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر بکری کا ایک کھر بھی بہ طورِ تحفہ دینا کمتر نہیں ہے تو پھر چھوٹی سے چھوٹی کسی بھی چیز کو تحفے میں پیش کرنے میں عار نہیں سمجھنی چاہیے۔

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الهدية، باب القليل من الهبة، ح:2568-مسند أحمد:424/2

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الهبة، باب الهبة وفضلها والتحريض عليها، ح:2566-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة، ولو بالقليل ولا تمتنع من القليل لاحتقاره، ح:1030

[3] [حسن] السنن الكبرى للبيهقى:169/6-الأدب المفرد للبخارى:594-إرواء الغليل للألبانى:1601

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

النَّفَقَةُ فِي غَيْرِ حَقٍّ هُوَ التَّبْذِيرُ.[1]

''جہاں خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو، وہاں خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔''

ورّاد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ ثَلَاثًا: عُقُوقَ الْوَالِدَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَلَا وَهَاتِ، وَنَهَى عَنْ ثَلَاثٍ: قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَإِلْحَافِ السُّوَالِ)).[2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کو حرام کیا ہے: ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور ناحق مطالبہ کرنا اور تین کاموں سے منع فرمایا ہے: قیل وقال، مال ضائع کرنے اور لپٹ کر مانگنے سے۔''

مال ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسراف وتبذیر سے کام نہ لیا جائے، اسراف سے مراد یہ ہے کہ کسی کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے اور تبذیر اسے کہتے ہیں کہ ایسے کام میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنے کی سرے سے ضرورت ہی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والوں کی تعریف میں فرماتا ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ، الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ﴾ [آل عمران: 133]

''اپنے رب کی مغفرت اور جنّت کی طرف جلدی کرو (وہ جنّت) کہ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، وہ ان متّقین کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوشحالی وتنگی میں خرچ کرتے ہیں۔''

ایک مقام پہ اللہ تعالیٰ بخیل لوگوں کی مذمت میں فرماتا ہے:

[1] [حسن] السنن الکبری للبیہقی: 6/63

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، ح: 5975-صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة، والنهي عن منع وهات، ح: 1715

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ [الحدید: 24]

''اور اللہ تعالیٰ اِترانے والے شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا، جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخیلی سے کام لینے کا کہتے ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)) ❶

''کوئی دِن ایسا نہیں ہوتا کہ جب بندے صبح کو اُٹھتے ہیں تو (آسمان سے) دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا اچھا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! مال کو (خرچ کرنے سے) روک رکھنے والے کا مال تلف کر دے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ أَنْ يُنْفِقَ سَبَغَتِ الدِّرْعُ عَلَيْهِ، أَوْ مَرَّتْ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ يَعْنِي الدِّرْعَ، وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتّٰى أَخَذَتْ بِعُنُقِهِ أَوْ بِتَرْقُوَتِهِ فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَهِيَ لَا تَتَّسِعُ)) ❷

''خرچ کرنے والے اور کنجوسی کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جو لوہے کے دو کُرتے زیب تن کیے ہوئے ہوں، جو چھاتی سے لے کر ہنسلی تک ہوں۔ جب خرچ کرنے والا خرچ کرنا چاہتا ہے تو وہ کُرتا کشادہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے سارے جسم کو چھپا لیتا ہے اور اس کے نشانات کو مٹاتا جاتا ہے، اور جب کنجوس خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کُرتا سکڑ جاتا ہے اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کی گردن کو یا اس کی ہنسلی کو پکڑ لیتا ہے، بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا۔''

مطلب یہ ہے کہ سخی شخص خرچ کرنے سے فرحت محسوس کرتا ہے اور اس کا دِل فراخ و کشادہ ہو جاتا ہے جبکہ بخیل پہلے ہی مرحلے میں تنگ زِرہ کی طرح اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم سے چمٹا لیتا ہے اور انہیں اپنی جیب تک جانے ہی نہیں دیتا کہیں

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: ﴿فأما من أعطی واتقی، وصدق بالحسنی...﴾، ح:1442-صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب في المنفق والممسك، ح:1010

❷ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب مثل المتصدق والبخیل، ح:1443-صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب مثل المنفق والبخیل، ح:1021

وہ اپنا مال کم نہ کر بیٹھے، اس طرح اسے خرچ کرنے کی توفیق ہی نہیں مل پاتی اور یوں وہ فرحت وکشادگی سے محروم رہتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ وَالْمُتَفَحِّشَ، وَإِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَإِنَّهُ عِنْدَ اللهِ ظُلُمَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ وَالْبُخْلَ فَإِنَّهُ دَعَا مَنْ قَبْلَكُمْ إِلَى أَنْ يَقْطَعُوا أَرْحَامَهُمْ فَقَطَعُوهَا، وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَهُمْ فَاسْتَحَلُّوهَا، وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يَسْفِكُوا دِمَاءَهُمْ فَسَفَكُوهَا)). ❶

''بے حیائی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والے اور گالیاں بکنے والے کو پسند نہیں فرماتا، ظلم کرنے سے بھی خود کو بچائے رکھو کیونکہ ظلم روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اندھیرے کا باعث ہوگا اور انتہائی کنجوسی اور بخیلی سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی نے اپنے رشتے داروں سے قطع تعلقی پر مجبور کیا اور انہوں نے رشتے ناتے توڑ ڈالے، اسی نے انہیں حرام امور کو حلال کرنے پر اکسایا اور اسی نے انہیں اپنے خون بہانے پر بھڑکایا اور انہوں نے خون بہائے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ، وَجُبْنٌ خَالِعٌ)). ❷

''آدمی میں جو بُری خصلتیں ہوسکتی ہیں (وہ یہ ہیں) کہ (ایک تو وہ) کچے دِل والا انتہائی کنجوس ہو اور (دوسرا) دِل چھوڑ دینے والا انتہائی بُزدِل ہو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مرفوعاً مروی ہے کہ:

((لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ)). ❸

''ایک بندے کے دِل میں کنجوسی اور ایمان اکٹھے نہیں ہوسکتے۔''

گویا کنجوسی ایمان کے منافی امور میں سے ہے، جس دِل میں ایمان ہوگا اس میں کنجوسی نہیں ہوسکتی اور جس میں کنجوسی ہوگی وہ ایمان سے قاصر ہوگا۔

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ: 2]

❶ [صحيح] مسند أحمد: 302-صحيح ابن حبان: 1561-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2/357

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في الجرأة والجبن، ح: 2511-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 560

❸ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 9/161 مستدرك حاكم: 2/72-السنن الكبرى للنسائي: 4319-صحيح الجامع للألباني: 7616

''اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو، برائی اور زیادتی کے سلسلے میں تعاون مت کیا کرو۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)). وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ❶

''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کے مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔
آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک دی۔''

آپ ﷺ نے تشبیک دے کر یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کے دونوں ہاتھوں کو آپس میں مضبوطی سے ملا کر فرمایا کہ ایسے ہی ایک مومن دوسرے مومن کے لیے مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ مِثْلُ رَجُلٍ - أَوْ كَرَجُلٍ - وَاحِدٍ، وَإِذَا اشْتَكَى عَيْنَاهُ اشْتَكَى كُلُّهُ، وَإِذَا اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ)). ❷

''تمام مسلمان (آپس میں) ایک ہی آدمی کے مانند ہیں، جب اس کی آنکھوں کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم ہی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور (اسی طرح) جب اس کا سر درد ہوتا ہے تو سارا جسم ہی درد ہونے لگتا ہے۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ لَقِيَهُ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ)). ❸

''مومن، مومن کا آئینہ ہے، مومن، مومن کا بھائی ہے، جہاں کہیں بھی وہ اسے ملتا ہے اس کو نقصان سے بچاتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔''

اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرنے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بُرائی بیان نہ کرے، اس کی غیبت اور چغلی نہ کرے، اس پر تہمت و الزام نہ لگائے اور اس کے عیوب بیان نہ کرے، دوسرا مطلب یہ کہ اگر وہ گھر میں موجود نہ ہو تو اس کے گھر والوں کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے، اس کی عزت کا محافظ بنے اور اسے رسوا نہ کرے۔

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب تعاون المومنین بعضهم بعضا، ح: 6026 - صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تراحم المومنین وتعاطفهم وتعاضدهم، ح: 2585

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تراحم المومنین وتعاطفهم وتعاضدهم، ح: 2586

❸ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في النصیحة والحیاطة، ح: 4918 - الأدب المفرد للبخاري: 239 - سلسلة الأحادیث الصحیحة: 926

سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❶

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے تنہا چھوڑتا ہے، اور جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے اور جو کسی مسلمان کا دُکھ دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا دُکھ دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ أَخِيهِ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُسْلِمٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا جَلَسَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ يَتْلُونَ فِيهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)). ❷

''جس نے اپنے (مسلمان) بھائی سے دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دُور کی تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دُور کر دے گا، جس نے کسی مسلمان (کے عیوب) کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس (کے عیوب) پر پردہ ڈالے گا، جس نے کسی مسلمان کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا فرما دے گا، اللہ تعالیٰ تب تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہتا ہے، جو شخص حصولِ علم کی نیّت سے گھر سے نکلے اللہ تعالیٰ اس کی اس نیکی وجہ سے جنّت کا راستہ اس کے لیے آسان کر دیتا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کسی بھی مسجد میں فقط کتاب اللہ کی تلاوت اور اسے مل کر پڑھنے اور سمجھنے کے لیے

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المظالم، لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، ح: 2442 صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، ح: 2580

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر، ح: 2699

بیٹھتے ہیں فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پہ سایہ فگن ہوجاتی ہے اوراللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس موجود افراد کے پاس کرتا ہے اور جسے اس کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔"

حدیث میں بیان آخری بات کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں صرف اور صرف نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔ اگر کسی کے پاس اعمال نہ ہوئے تو وہ حسب ونسب کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، اس کی نجات کا ذریعہ نہیں بن پائے گا۔ وہاں صرف نیک اعمال یا اللہ کی رحمت ہی بچا پائے گی۔ اگر نسب کی وجہ سے رعایت ہوتی تو نبی ﷺ اپنی پیاری صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ سے یہ نہ فرماتے کہ نیک اعمال کرلو، کیونکہ روزِ قیامت میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي، فَقَالَ: ((مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ، وَلَكِنِ ائْتِ فُلَانًا))، فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)). ❶

"نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! میری سواری ہلاک ہوگئی ہے مجھے کوئی سواری عنایت کر دیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے جو میں تجھے دوں، لیکن فلاں شخص کے پاس جا (وہ تجھے دیدے گا۔) چنانچہ وہ آدمی اس کے پاس گیا تو اس نے اسے سواری دے دی، وہ (دوبارہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کو اس کا بتلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھلائی کے کام پر کسی کی راہنمائی کی اسے بھی بھلائی کرنے والے کے اجر وثواب جتنا اجر ملے گا۔"

یعنی نیکی اور بھلائی کا کام کرنے والے کو تو اجر وثواب ملنا ہی ہے، لیکن جو شخص اسے نیکی کی راہ دکھاتا ہے اسے بھی نیکی کرنے والے کے مثل اجر وثواب ملتا ہے۔ گویا نیک کام کی راہنمائی کرنا خود نیکی کرنے کے مترادف ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ))، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَلْيَعْمَلْ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ))، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ)). أَوْ قَالَ: ((بِالْمَعْرُوفِ))، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)). ❷

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره، وخلافته في أهله بخير، ح:1893-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الدال على الخير، ح:5129-سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله، ح:2671

❷ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب على كل مسلم صدقة، فمن لم يجد فليعمل بالمعروف، ح:1445-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح:1008

"ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ کما کر خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کر دے۔ صحابہؓ نے پوچھا: اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے، یا وہ ایسا نہ کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ (لوگوں کو) بھلائی اور نیکی کی ترغیب دے۔ صحابہؓ نے کہا: اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ (لوگوں کو) برائی سے روکے، یقیناً یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔"

معلوم ہوا کہ ہر مسلمان صدقہ کرنے کا اہل ہوتا ہے، لازمی نہیں کہ وہ مالی صدقہ ہی کرے بلکہ اس حدیث کے مطابق لوگوں کو نیکی کے کاموں کی ترغیب دینا اور برائی کے کاموں سے منع کرنا بھی صدقہ ہی ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ)). ❶

"ہر نیک کام صدقہ ہے۔"

یعنی خیر و بھلائی اور نیکی کا ہر وہ کام جو اللہ کی رضا اور لوگوں کے فائدے کا باعث بنے وہ صدقہ ہے، اس میں تعبدی امور کے علاوہ اخلاقیات اور معاشرت کے تمام امور شامل ہیں۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلَى كُلِّ نَفْسٍ كُلَّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ مِنْهُ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ نَتَصَدَّقُ وَلَيْسَ لَنَا أَمْوَالٌ؟ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ التَّكْبِيرُ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتَعْزِلُ الشَّوْكَةَ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ وَالْعَظْمَ وَالْحَجَرَ، وَتَهْدِي الْأَعْمَى، وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ وَالْأَبْكَمَ حَتَّى يَفْقَهَ، وَتُدِلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلَى حَاجَةٍ لَهُ قَدْ عَلِمْتَ مَكَانَهَا، وَتَرْفَعُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيفِ، وَتَسْعَى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ إِلَى اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيثِ، كُلُّ ذَلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ، وَلَكَ فِي جِمَاعِ زَوْجَتِكَ أَجْرٌ)). قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كَيْفَ يَكُونُ لِي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ أَجْرَهُ، ثُمَّ مَاتَ أَكُنْتَ تَحْتَسِبُهُ؟)). قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَفَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟)). قَالَ: قُلْتُ: بَلِ اللهُ خَلَقَهُ، قَالَ: ((أَفَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟)). قَالَ: قُلْتُ: بَلِ اللهُ هَدَاهُ، قَالَ: ((أَفَأَنْتَ كُنْتَ تَرْزُقُهُ؟)). قَالَ: قُلْتُ: بَلِ اللهُ يَرْزُقُهُ، قَالَ: ((فَكَذَلِكَ يَضَعُهُ فِي حَلَالِهِ وَجَنِّبْهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: 1005- سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في المعونة للمسلم، ح: 4947-

أَمَاتَهُ،وَلَكَ أَجْرُهُ)). ❶

''ہر بندے پر روزانہ صدقہ کرنا لازم ہے، ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس تو مال ودولت ہی نہیں ہے ہم کہاں سے صدقہ کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ امور بھی صدقے کی قبیل سے ہی ہیں (کہ تو یہ پڑھے:) سبحان الله، الحمدلله، لااله الاالله، الله اكبر اور استغفر الله، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے، لوگوں کی گزرگاہ سے کانٹے، ہڈی اور پتھر کو ہٹا دے، نابینے کو راستہ دکھائے اور گونگے بہرے کو بات سمجھائے، کسی کام میں راہنمائی کے طلبگار کی اچھی طرح سے راہنمائی کرے (کہ کسی اور سے پوچھنے کی اس کو ضرورت نہ رہے)، اپنی کاوشوں کو مہمان کے لیے خاص کرے اور دادرسی کے لیے فریاد کرنے والے سے تعاون کرے، یہ تمام امور تیری جان پر صدقے کے ہی قبیل سے ہیں، (یہاں تک کہ) اپنی بیوی سے ہمبستری کرنے میں بھی تجھے ثواب ملے گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اپنی شہوت کی تکمیل کرنے میں ہمیں کیسے ثواب مل سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارا بچہ ہو، وہ تجھے مل جائے اور تُو اس سے ثواب کی امید بھی رکھتا ہو، پھر وہ فوت ہو جائے تو کیا تُو اس سے اجر کی امید رکھے گا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اسے پیدا کیا تھا؟ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: (نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تُو نے اسے ہدایت دی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: (نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے ہدایت دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اسے رزق تُو دیا کرتا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: (نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اسے رزق دیا کرتا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح وہ اس بچے کو اس کے حلال مقام پہ رکھتا ہے اور اسے حرام سے بچاتا ہے، سو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے زندہ رکھے اور اگر چاہے تو اسے موت دیدے، لیکن تمہیں اس کا اجر ملے گا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا يَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ يَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: ((تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ)). ❷

''اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بندہ کسی مظلوم کی مدد تو کر سکتا ہے، لیکن وہ ظالم کی مدد کیسے کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کی مدد یہ ہے کہ) تُو اسے ظلم کرنے سے روکے۔''

❶ [صحيح] مسند أحمد: 5/168-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 575

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المظالم، باب أعن أخاك ظالماً أو مظلوماً، ح: 2444-سنن ترمذى، أبواب الفتن، باب منه، ح: 2255

یعنی اگر اسے ظلم کرنے سے روکے گا تو یہ برائی سے منع کرنے کی وجہ سے نیکی کے کام میں تعاون ہوگا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ فِي حَاجَتِهَا .[1]

''اگر اہلِ مدینہ میں سے ایک لونڈی بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا کرتی تو آپؐ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ بھی چل دیا کرتے تھے۔''

نبی ﷺ اس معاملے میں چنداں عار نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ایک لونڈی کا کہا کیوں مانیں یا اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے زحمت کیوں کریں، بلکہ آپ ﷺ تو یکسانیت کے درس کا عملی نمونہ پیش کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ آزاد و غلام میں کوئی فرق نہ کرتے تھے اور سب کو ایک ہی درجہ دیتے اور ایک ہی نظر سے دیکھتے، یہاں تک کہ اگر ایک لونڈی بھی آپؐ سے اپنی کوئی حاجت بیان کر دیتی تو آپؐ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بھی اس کے ساتھ چل پڑتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اس خصلتِ مدیحہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ:

وَلَا يَأْنَفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ.[2]

''آپ ﷺ بیواؤں اور مساکین کے ساتھ جا کر ان کی ضرورت پوری کرنے کو ناپسند نہیں فرماتے تھے۔''

سفارش کا بیان

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا﴾ [النساء: 85]

''جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے، تو اسے بھی اس کا حصہ ملے گا۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ سَائِلٌ قَالَ: ((اشْفَعُوا لِتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)).[3]

''رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی مانگنے والا آتا تو آپؐ فرماتے: سفارش کر دیا کرو، تاکہ تمہیں اجر سے

[1] [صحیح] صحیح . کتاب الأدب ، باب الکبر ، ح:6072، سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد ، باب البراءة من الکبر والتواضع ، ح:4177

[2] [صحیح] سنن نسائی ، کتاب الجمعة ، باب مایستحب من تقصیر الخطبة ، ح:1414، مستدرك حاکم:2/614، صحیح الجامع للألبانی:5005

[3] [صحیح] صحیح بخاری ، کتاب الزکاة ، باب التحریض علی الصدقة والشفاعة فیها ، ح:1432، صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، باب استحباب الشفاعة فیما لیس بحرام ، ح:2627

نوازا جائے، اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر وہی فیصلہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔''
یعنی ہونا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے مگر سفارش کر دینے سے سفارش کرنے والا اجر وثواب کا حقدار بن جاتا ہے۔

صلح کرانے کی فضیلت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ [النساء: 114]

''ان کی اکثر خفیہ سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں ہوتی، ہاں! بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کی، یا نیک کام کی، یا لوگوں میں صلح کرانے کی بات کرے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: 10]

''یقیناً تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، سو تم (ناراضگی کی صورت میں) اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: مَا يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ وَيَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)). [1]

''ہر اس دن میں کہ جس میں سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی روزانہ) انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے، پھر اگر وہ دو لوگوں کے درمیان انصاف کر دے تو یہ بھی صدقہ ہے، کسی کی سواری کے معاملے میں مدد کر دے، وہ اس طرح کہ اسے اس پر سوار کرا دے یا اس کا سامان اٹھا کر اس پہ رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے صدقہ ہے اور راستے سے جو وہ تکلیف دہ چیز ہٹا دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔''

اس حدیث میں بھی صدقے کی مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں، ان میں سے ایک صورت دو لوگوں کے درمیان

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجهادوالسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه، ح:2989- صحیح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح:1009

انصاف کرنا ہے، یہاں انصاف سے مراد یہ ہے کہ اگر دو مسلمان بھائی آپس میں ناراض اور قطع تعلق ہوں دونوں کے پاس الگ الگ جا کر دوسرے کی تعریف کی جائے اور اس کے محاسن بیان کیے جائیں، اور اس کے متعلق اس دوسرے بھائی کی محبت اور چاہت بیان کی جائے، تا کہ اس کا دِل نرم پڑ جائے اور وہ صلح کے لیے تیار ہو جائے۔ انصاف کرے، یعنی اچھائیاں ہی بیان کرے، ایسا نہ ہو کہ دوسرے کی کوئی ایسی برائی ذکر کر دے جس سے ان کی رنجش ختم ہونے کی بہ جائے اور بھی بڑھ جائے۔ علاوہ ازیں انصاف یہاں اپنے حقیقی معنی میں بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ اگر دو مسلمان بھائیوں کا کسی معاملے میں تنازعہ ہو گیا ہے تو ان دونوں میں انصاف کرتے ہوئے جس کی زیادتی ہو اسے سمجھانا بجھانا چاہیے اور صاحبِ حق کو اس کا حق دِلا کر ان دونوں میں صلح کرا دینی چاہیے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں صدقے کی اور بھی صورتیں بیان ہوئی ہیں، گویا یہ حدیث ان گزشتہ حدیث کی ہی تشریح ہے جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی مذکور ہے کہ ہر نیک کام صدقہ ہے۔

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟)). قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: ((صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)). ❶

''کیا میں تمہیں نماز، روزے اور صدقے سے بھی افضل درجے کا عمل نہ بتلاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتلایئے)، تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپس میں صلح صفائی رکھنا (ان تمام سے افضل ہے۔) کیونکہ آپس کی بدسلوکی تو دِین کو مُونڈ کر رکھ دینے والی بات ہے۔''

یعنی بدسلوکی دِین کا نام ونشان ہی ختم کر دیتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے باعث انسان بہت سی دیگر اخلاقی گراوٹوں کا شکار ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر جب وہ اپنے مسلمان بھائی سے صلح رکھنے کی بجائے اس سے بدسلوکی رکھے گا تو اس سے بول چال بھی ختم کر دے گا، اس کے متعلق دِل میں حسد، بغض، کینہ اور نفرت پیدا کر لے گا، اس کے بارے میں اتہام والزام کا مرتکب ہوگا، اس کی غیبت اور چغلی کرنے لگے گا، غرضیکہ ہر وہ کام کرنے پر اُتر آئے گا جس سے دوسرے مسلمان بھائی کی تذلیل ہو سکے۔ تو گویا بدسلوکی بہت سی برائیوں کا باعث بنتی ہے اسی لیے اسے دِین کو مُونڈ کر رکھ دینے والا بُرا عمل قرار دیا گیا ہے۔

سیدہ اُمِ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ خَيْرًا، أَوْ نَمَا خَيْرًا)). ❷

❶ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في إصلاح ذات البين ، ح:4919-سنن ترمذى ، أبواب صفة القيامة ، باب منه ، ح:2509-مسند أحمد:444/6

❷ [صحيح] صحيح بخارى ، كتاب الصلح ، باب ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس ، ح:2692-صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه ، ح:2605

''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح کرائے (اور اس غرض سے) وہ اچھی بات کہہ بھی دیتا ہے اور کوئی اچھی بات چھپا بھی لیتا ہے۔''

سیدہ اُمِ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ:

مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكَذِبِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ، كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا أُعِدُّهُ كَاذِبًا اَلرَّجُلَ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُولُ الْقَوْلَ لَا يُرِيدُ بِهِ إِلَّا الْإِصْلَاحَ، وَالرَّجُلَ يَقُولُ الْقَوْلَ فِي الْحَرْبِ، وَالرَّجُلَ يُحَدِّثُ امْرَأَتَهُ، وَالْمَرْأَةَ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا)). [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین خلافِ حقیقت باتوں کے سوا کسی بات کو بیان کرنے میں رُخصت دیتے نہیں سنا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس شخص کو جھوٹا شمار نہیں کرتا جو لوگوں کے مابین صلح کرواتا ہے اور وہ کوئی (جھوٹی) بات کہہ دیتا ہے جس سے اس کا ارادہ فقط اصلاح کا ہوتا ہے، اور (دوسرا) وہ آدمی جو دورانِ جنگ کوئی (جھوٹی) بات کہتا ہے اور (تیسرا) وہ شخص جو اپنی بیوی سے کوئی (خلافِ حقیقت) بات بیان کرے اور بیوی اپنے خاوند سے ایسی کوئی بات بیان کرے۔''

اس حدیث میں تین امور میں جھوٹ بولنے کی رخصت دی گئی ہے بلکہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق درحقیقت یہ جھوٹ نہیں ہیں: (1) وہ شخص جو دو ناراض مسلمان بھائیوں میں صلح کراتا ہے اور ان کی ناراضگی دُور کرنے کے لیے ایک کے پاس دوسرے بھائی کے اس کے بارے میں اچھے خیالات اور تعریفی کلمات اپنی طرف سے ہی بنا کر بیان کر دیتا ہے کہ وہ تو تمہیں بہت اچھا سمجھتا ہے، تمہاری بہت تعریف کرتا ہے، تمہارے بارے میں اس کے خیالات لڑائی کے باوجود بھی بہت اچھے ہیں، اس نے تمہاری یہ تعریف کی، وہ تعریف کی وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ اپنے بارے میں دوسرے بھائی کے اچھے تاثرات دیکھ کر اپنی ناراضگی ختم کر دے۔ (2) دورانِ جنگ دشمن کو شکست دینے کے لیے کوئی جھوٹی بات کہہ کر یا غلط افواہ اُڑا کر اسے دھوکہ دینا۔ (3) خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لیے اگر کچھ خلافِ حقیقت بات کہہ دیں تو وہ بھی جھوٹ میں شمار نہیں ہوگا۔

مسلمان بھائی کے راز کی حفاظت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِذَا حَدَّثَ الْإِنْسَانُ حَدِيثًا فَرَأَى الْمُحَدَّثُ الْمُحَدِّثَ يَلْتَفِتُ حَوْلَهُ فَهِيَ أَمَانَةٌ)). [2]

[1] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في إصلاح ذات البين ، ح: 4921

[2] [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في نقل الحديث ، ح: 4868-سنن ترمذی ، أبواب المناقب ، باب كيف الرقى ، ح: 3896-مسند أحمد: 3/352- سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1090

''جب انسان کوئی بات کررہا ہو اور جس شخص کے پاس وہ بات کررہا ہو وہ اسے اِدھر اُدھر دیکھتا پائے تو وہ بات امانت ہوتی ہے۔''

یعنی جب ایک شخص دوسرے سے کوئی بات کرتے ہوئے اپنے اِردگرد دیکھتا رہتا ہے کہ کہیں کوئی سن ہی نہ لے، تو دوسرے شخص کو سمجھ جانا چاہیے یہ اس کی رازکی بات ہے جو وہ اس کے پاس بہ طورِ امانت بیان کر رہا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ بات کرنے والے کی وضاحت کے بغیر ہی اس بات کو امانت سمجھے اور کسی کے پاس بیان نہ کرے۔

چغل خوری کی مذمت

ہمام بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ حُذَيْفَةَ مَرَّ رَجُلٌ، فَقَالُوا: هٰذَا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى السُّلْطَانِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). [1]

''میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی گزرا، لوگوں نے کہا کہ یہ آدمی بادشاہ کو باتیں پہنچاتا ہے۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے ان دو لوگوں کے بابت روایت کرتے ہیں جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)). [2]

''ان میں سے ایک چغلی کیا کرتا تھا۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیعت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا يَعْضَهُ بَعْضُنَا بَعْضًا)). [3]

''اور ہم میں سے کوئی بھی کسی دوسرے پر قبیح الزام نہیں تھوپے گا۔''

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ من النمیمة، ح:6056-صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة، ح:105

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر أن لا یستتر من بوله، ح:216-سنن أبوداود، کتاب الطهارة، باب الاستبراء من البول، ح:20-سنن ترمذی، أبواب الطهارة، باب التشدید في البول، ح:70-سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب التنزه من البول، ح:31

[3] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لأهلها، ح:1709-مسند أحمد:313/5

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ، الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ)). ❶

''کیا میں تمہیں بتلاؤں نہ کہ قبیح الزام کیا ہے؟ وہ چغل خوری ہے، جو لوگوں میں دشمنی ڈال دیتی ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے چغل خوری کی تفسیر کے بابت روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((نَقْلُ الْحَدِيثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰى بَعْضٍ))، لِيُفْسِدَ بَيْنَهُمْ. ❷

''لوگوں میں سے ایک کی بات سُن کر دوسرے کو بتلانا، تاکہ ان میں بدسلوکی پیدا ہوجائے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَجِدُ شِرَارَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ: الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِحَدِيثِ هٰؤُلَاءِ، وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيثِ هٰؤُلَاءِ)). ❸

''روزِ قیامت تو لوگوں میں سے بُرا شخص اسے پائے گا جو دورُخا یعنی دوغلا ہوگا، جو اِن کے پاس آ کر کچھ اور بات کرتا تھا اور اُن کے پاس جا کر کچھ اور کہتا تھا۔''

مذکورہ بالا تمام تر احادیث چغل خوری کی مذمت میں بیان ہوئی ہیں، چغل خوری کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے فرمادی ہے کہ صرف فتنہ وفساد ڈالنے کی غرض سے ایک شخص کی بات سُن کر دوسرے کو جا کر بتلانا چغل خوری کہلاتا ہے اور اس قبیح خصلت کے حاملین کا انجام آپ پڑھ چکے ہیں۔

دوسرے مسلمان کے لیے بھی وہی پسند کرنا جو اپنے لیے ہو

کمالِ ایمان سے متصف ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند کیا جائے جو بندہ اپنے لیے کرتا ہے، اس کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)). ❹

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم النميمة، ح:2606-مسند أحمد:437/1

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم النميمة، ح:2606-مسند أحمد:437/1

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب ما قيل في ذي الوجهين، ح:6058-صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب خيار الناس، ح:2526

❹ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب من الايمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح:13-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من خصال الايمان أن يحب لأخيه المسلم ما يحب لنفسه من الخير، ح:45

''تم میں سے کوئی بھی تب تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی کچھ پسند نہ کرنے لگے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ)). [1]

''جو شخص یہ پسند کرے کہ اسے جہنم سے بچالیا جائے اور جنّت کا داخلہ نصیب کر دیا جائے تو اسے اس حالت میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو، اور وہ لوگوں کو بھی وہی کچھ دینا پسند کرتا ہو جو وہ اپنے لیے دیا جانا پسند کرتا ہے۔''

شعبہؒ بیان کرتے ہیں کہ:

انْتَهَيْتُ إِلٰى رَجُلٍ يُحَدِّثُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ، فَقَالَ: أَنَا بِمِنًى غَادِيًا إِلٰى عَرَفَاتٍ، فَدَنَوْتُ فَأَخَذْتُ بِالزِّمَامِ أَوْ قَالَ: بِالْخِطَامِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: ((تُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتُحِبُّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْكَ، وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْكَ، خَلِّ عَنْ وُجُوهِ الرِّكَابِ)). [2]

''میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جو لوگوں کو حدیثیں بیان کر رہا تھا، میں (بھی وہاں) بیٹھ گیا، اس نے کہا: میں منٰی میں تھا اور عرفات کو جانے کا ارادہ کر رہا تھا، تو میں (آپ ﷺ کے) قریب ہو گیا اور (آپؐ کی سواری کی) لگام پکڑ لی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بیان کیجیے جو مجھے جنّت کے قریب کر دے اور جہنّم سے دُور کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم کیا کر، زکاۃ کی ادائیگی کیا کر، بیت اللہ کا حج کر، ماہِ رمضان کے روزے رکھا کر، لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور وہی کچھ ان کے لیے ناپسند کر جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، چلو اب سواری کے سامنے سے ہٹ جاؤ۔''

بدگمانی اور جاسوسی سے اجتناب

بغیر تصدیق و تحقیق کے کسی کے بارے میں اپنی طرف سے ہی یا سُن سنا کر کوئی منفی رائے قائم کر لینا بدگمانی اور لوگوں سے چھپ کر یا ان کی لاعلمی میں ان کی ایسی باتیں سننا کہ جن کا کسی اور کو پتہ چل جانا انہیں پسند نہ ہو، جاسوسی کہلاتا ہے۔

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الأمر بالوفاء ببيعة الخلفاء، الأول فالأول، ح:1844-مسند أحمد:192/2

[2] [صحيح] مسند أحمد:372/5-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1477

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات: 12]

''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اورتم جاسوسی بھی مت کیا کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)). ❶

''یقیناً لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو دورُخا (یعنی دوغلا) ہے، وہ اِن کے پاس ایک رُخ لے کے آتا ہے اوراُن کے پاس اپنا دوسرا رُخ دِکھاتا ہے۔''

اوررسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا)). ❷

''گمان کرنے سے بچو، کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، اورجاسوسی مت کرو، ٹوہ مت لگاؤ، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش مت کرو، ایک دوسرے سے حسد مت کرو، باہم بُغض مت رکھو اوراے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاو۔''

حسد سے اجتناب اور حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم

کسی شخص کی کوئی خوبی، اچھائی، کامیابی، خوشحالی، مال ودولت یا علم ومنصب میں برتری دیکھ کر کسی دوسرے شخص کے نفس میں ایسی جلن (Jealousy) پیدا ہوتی ہے جس سے وہ یہ خواہش کرنے لگتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہوکر اسے مل جائے، اسے حسد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ جلّ شانہ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: 5]

❶ [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الأدب، باب ما قيل في ذي الوجهين، ح:6058-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب خيار الناس، ح:2526

❷ [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الأدب، باب: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾، ح:6066-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب تحريم الظن، والتجسس، والتنافس، والتناجش ونحوها، ح:2563

"(اے پیغمبر! آپ کہہ دیجیے) میں حاسد کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جب وہ حسد کرے۔"

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَلَا تَحَاسَدُوا)). ❶

"ایک دوسرے سے حسد مت کرو۔"

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلَكِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّينَ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذَلِكَ لَكُمْ، أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)). ❷

"تم میں پہلی اُمتوں کی بیماری یعنی حسد اور بُغض سرایت کر جائیں گے، یہ مُونڈ کے رکھ دینے والے ہیں، میری مراد یہ نہیں کہ یہ بال مونڈ دیتے ہیں بلکہ یہ دِین کو مونڈ کے رکھ دیتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم تب تک جنّت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ ایمان والے نہ بن جاؤ، اور تب تک ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جو تمہیں محبت میں پختہ کر دے؟ آپس میں سلام پھیلاؤ۔"

یعنی ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کہنا محبت کی پختگی کا سبب ہے اور حسد و بغض کی بیماری سے سلامت رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

غیبت اور عیوب کی ٹوہ لگانے کی ممانعت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ [الحجرات: 12]

"تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن التحاسد والتدابر، ح:6064-صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهي عن التحاسد والتباغض والتدابر، ح:2558-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب فیمن یهجر أخاه المسلم، ح:4910-سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الحسد، ح:1935-سنن ابن ماجه، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیة، ح:3849

❷ [حسن] سنن ترمذی، أبواب صفة القیامة، باب منه، ح:2510-مسند أحمد:1/156-الإرواء:3/238

اسے تو تم ناپسند کرتے ہو۔''

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ)).[1]

''اے وہ لوگو کہ جو اپنی زبان سے تو ایمان قبول کر چکے ہو مگر دلوں میں ابھی جاگزیں نہیں ہوا! تم مسلمان بھائیوں کی غیبت مت کرو اور نہ ہی ان کے مخفی عیوب ٹٹولو، کیونکہ جو اپنے بھائی کے عیب ٹٹولنے لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب ٹٹولنے لگ جائے گا، اور اللہ جس کے عیوب ٹٹولنے لگ پڑے تو اسے گھر کے اندر بھی رُسوا کر کے چھوڑتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظَافِرُ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)).[2]

''جب میرا رب مجھے معراج پر لے گیا تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتیں اچھالتے تھے۔''

غیبت کہتے کس کو ہیں؟ اس کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے، جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟)). قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)). قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ))[3]

''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے (مسلمان) بھائی کے متعلق ایسی بات بیان کرو کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ پوچھا گیا کہ اگر وہ بات جو میں کہہ رہا ہوں اس میں پائی جاتی ہو تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے

[1] [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في الغيبة ، ح:4880-

[2] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في الغيبة ، ح:4878-مسند أحمد:224/3

[3] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب تحريم الغيبة ، ح:2589-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في الغيبة ، ح:4874-سنن ترمذی ، أبواب البروالصلة ، باب ما جاء في الغيبة ، ح:1934

فرمایا: اگر وہ بات جو تم کہتے ہو وہ اس میں پائی جاتی ہو تو تم نے اس کی غیبت کی ہے، اور اگر تمہاری کہی ہوئی بات اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا ہے۔''

یعنی غیبت کہتے ہی اس عیب کے بیان کرنے کو ہیں جو اس شخص میں پایا جاتا ہو جس کی غیبت کی جا رہی ہے، اور اگر وہ عیب اس میں پایا ہی نہ جاتا ہو تو پھر یہ بہتان ہوگا، جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

گالی دینے، عار دِلانے اور کسی کی عزت اچھالنے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هَاهُنَا - يُشِيرُ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ)).[1]

''ایک دوسرے سے حسد مت کرو، باہم بُغض مت رکھو، ایک دوسرے پر بڑھا چڑھا کر بولی مت لگاؤ، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور تم میں سے کوئی بھی کسی دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے، اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ (کیونکہ) مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رُسوا کرتا ہے اور نہ اسے نیچا دِکھاتا ہے۔ تقوٰی یہاں ہے (آپؐ نے یہ) اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے (فرمایا)۔ آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزّت حرام ہے۔''

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَهِدْتُ الْأَعْرَابَ يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عَلَيْنَا حَرَجٌ مِنْ جُنَاحٍ فِي كَذَا؟ فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ وَضَعَ الْحَرَجُ إِلَّا امْرُؤٌ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيهِ شَيْئًا فَذَلِكَ الَّذِي حَرَجَ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا خَيْرُ مَا يُعْطَى الْعَبْدُ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ)).[2]

''میں بھی اس وقت بدوی لوگوں کے پاس موجود تھا جب وہ نبی ﷺ سے سوال کر رہے تھے کہ کیا فلاں کام

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله، ح: 2564

[2] [صحیح] سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب ما أنزل الله داء، إلا أنزل له شفاء، ح: 3436-مسند أحمد: 278/4-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 433

کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! گناہ کو اُٹھالیا گیا ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت سے ایک حصہ کاٹ لیا تو یہ وہ شخص ہے جس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ پھر انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! بندے کو جو (اللہ کی طرف سے) بہترین چیز عطا کی گئی ہے، وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اخلاق۔"

عزت اچھالنے یا عزت کا ایک حصہ کاٹ لینے سے مراد یہ ہے کہ دوسرے مسلمان کے بارے میں کوئی ایسی بات کرنا یا کسی ایسے عمل کا مظاہرہ کرنا جس سے اس کی عزت پر آنچ آتی ہو، خواہ اس کا کوئی جسمانی عیب بیان کیا جائے، اخلاقی خصلت ذکر کی جائے یا اس کے گھر کی عزت کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی جائے، غرضیکہ قولی و فعلی کسی طور پر بھی اسے تضحیک کا نشانہ بنانا اس کی عزت اچھالنا ہے اور ایک مومن کے لائق مقام نہیں ہے کہ وہ ایسی گھناونی حرکت کرے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)).[1]

"مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔"

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ)).[2]

"کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فاسق یا کافر ہونے کا الزام نہ لگائے، کیونکہ اگر اس کا ساتھی (جسے اس نے یہ کہا ہو) ایسا نہ ہوا تو اس الزام کا مورد وہ خود ہی ٹھہرے گا۔"

یعنی اگر اس کے الزام کے مطابق وہ شخص کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہو کہ جس سے کفر یا فسق لازم آتا ہو تب تو اس کی یعنی الزام لگانے والے کی معافی کی گنجائش ہے لیکن اگر اس میں ایسی کوئی برائی نہ پائی جاتی ہو تو پھر اپنے اس الزام کا مورد وہ خود ہی ٹھہرے گا۔

سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ -مَرَّتَيْنِ- قَالَ: ((لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ))، قَالَ قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللهِ،

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن من أن یحبط عمله وهو لا یشعر، ح:48-صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبي صلی الله علیه وسلم: ((سباب المسلم فسوق وقتاله کفر))، ح:64

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی من السباب واللعن، ح:6045-مسند أحمد:5/181

الَّذِي إِذَا كَانَ بِكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ)). قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ: ((لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا)). قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً، قَالَ: ((وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَعَلَيْهِ)). [1]

''میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی باتوں کو سن رہے تھے، وہ جو بھی حکم جاری کرتا لوگ اسے مان لیتے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُولَ اللّٰهِ میں نے یہ دومرتبہ کہا۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: عَلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہو، کیونکہ یہ میّت کا سلام ہے، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) میں اللہ کا رسول ہوں، (وہ اللہ) کہ جب تجھے کوئی دُکھ تکلیف پہنچتی ہے اور تُو اسے پکارے تو وہ تیری تکلیف دُور کردیتا ہے، اگر تجھ پہ قحط چھا جاتا ہے اور تُو اسے پکارتا ہے تو وہ تیری فصل کو اگاتا ہے اور جب تُو کسی بنجر زمین یا صحراء میں ہو اور تُو اپنی سواری کھو بیٹھے پھر تُو اسے پکارے تو وہ تجھے تیری سواری لوٹا دیتا ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: مجھے کوئی وصیّت فرمادیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کو گالی بالکل نہ دے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد آزاد، غلام، اونٹ اور بکری کسی کو بھی کبھی گالی نہیں دی۔ مزید آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو ہرگز کمتر مت سمجھ، اپنے بھائی سے بات کرتے ہوئے ہنستے اور کھلتے چہرے سے بات کر، کیونکہ یہ بھی نیکی ہے، اپنے تہہ بند کو نصف پنڈلی تک اُٹھا کر رکھ، اگر اتنا نہیں کرسکتا تو ٹخنوں تک کر، البتہ ٹخنوں سے نیچے تہہ بند لٹکانے سے بچ، کیونکہ یہ تکبّر کی علامت ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ تکبّر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا تجھ میں پائی جانے والی کسی ایسی بات پر تمہیں عار دِلائے جسے وہ جانتا ہو تو تُو اس کی کسی ایسی بات پر عار نہ دِلا جو تُو جانتا ہو، کیونکہ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔''

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةُ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَأَنَّ هَذِهِ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَمَنْ

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار، ح:4084-سنن ترمذی، أبواب الإستئذان، باب ما جاء في كراهة أن يقول عليك السلام مبتدئاً، ح:2722-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1403

قَطَعَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). ❶

''سب سے بڑا سُود (زیادتی) کسی مسلمان کی عزّت پر ناحق دست درازی کرنا ہے۔ اور رَحِمْ (رشتہ داری) رحمان کی شاخ ہے، سوجس نے اسے کاٹا اس پر اللہ تعالیٰ جنّت حرام کر دے گا۔''

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ)). ❷

''سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ جلد ہی اس دنیا میں بھی سزا سے دوچار کرنے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کے لیے سزا باقی رکھے گا۔''

ظالم سے انتقام لینے کی بجائے عفو و درگزر

گو کہ ظالم سے بدلہ لینے کی قدرت نہ ہونے کے باوجود بھی اسے معاف کر دینا نیکی ہے کیونکہ اس سے ظلم کرنے والے کا عند اللہ مواخذہ نہیں ہوتا، لیکن بدلے اور انتقام کی قدرت کے باوجود ظالم کو معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے، کیونکہ اس صورت میں معاف کر دینے کی وجہ خالصتاً رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَعَلَ رَجُلٌ يَشْتِمُ أَبَا بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَجَعَلَ يَعْجَبُ وَيَتَبَسَّمُ، فَلَمَّا أَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ بَعْضَ قَوْلِهِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ، فَلَحِقَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَانَ يَشْتُمُنِي وَأَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهِ غَضِبْتَ وَقُمْتَ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ كَانَ مَعَكَ مَنْ يَرُدُّ عَنْكَ، فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ قَعَدَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لِأَقْعُدَ مَعَ الشَّيْطَانِ)). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ مَظْلِمَةً فَغَضَى عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهُ)). ❸

''ایک آدمی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہے جا رہا تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے، آپ

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الغيبة، ح:4876-مسند أحمد:190/1

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في النهي عن البغي، ح:4902-سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة، باب منه ح:2511-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب باب البغي، ح:4211-مسند أحمد:36/5-سلسلة الأحاديث الصحيحة:918

❸ [حسن] مسند أحمد:436/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2231

کو اس کی یہ حرکت بہت عجیب لگی اور آپؐ مسکرانے لگے۔ لیکن جب وہ بہت زیادہ ہی بولنے لگ گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی کسی بات کا جواب دے دیا، تو رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے اور اُٹھ کر چلے گئے۔ ابوبکرؓ پیچھے گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب تک وہ مجھے بُرا بھلا کہتا رہا تو آپؐ بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی ایک بات کا جواب دے دیا تو آپؐ نے غصہ کر لیا اور اُٹھ کر آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ (اللہ کی طرف سے) تیرے ساتھ (ایک فرشتہ) مقرر تھا جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا تھا، لیکن جب تم نے اس کا جواب دیا تو شیطان (وہاں آ کر) بیٹھ گیا، اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جس بندے پر بھی ظلم کیا جائے اور وہ اللہ کی خاطر خاموش رہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مدد کے ساتھ اسے عزت و غلبہ عطا فرماتا ہے۔''

سعید بن مسیبؒ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اسی دوران ایک آدمی ابوبکر رضی اللہ عنہ (کو بُرا بھلا کہہ کر) تکلیف دینے لگا، ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہ دیا، اس نے دوسری بار اذیّت دی، ابوبکرؓ پھر بھی خاموش رہے، اس نے تیسری مرتبہ ایذاء رسانی کی ابوبکرؓ نے بھی جواب دے کر اس سے بدلہ لے لیا۔ جب ابوبکرؓ نے بدلہ لیا تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر چلے گئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کی ان باتوں کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ کہہ رہا تھا، لیکن جب تُو نے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا، اور جب شیطان آ گیا تو میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)). [2]

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الانتصار، ح:4896

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب استحباب العفو والتواضع، ح:2588-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في التواضع، ح:2029

''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا اور نہ کسی کو معاف کر دینے سے عزت میں کمی ہو جاتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ عزّت میں اضافہ ہی فرماتا ہے، اور جو شخص بھی اللہ کے لیے جھک جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔''

معاشرتی جاہلی رویّوں میں مخالف سے انتقام نہ لینا بزدلی اور ذِلّت کی علامت سمجھا جاتا ہے جو کہ فساد پھیلانے کا سراسر شیطانی ہتھکنڈہ ہے، حالانکہ درحقیقت معاف کرنا ہی عزت سے ہمکنار ہونے کا موجب عمل ہے۔

غصے سے اجتناب

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ [آل عمران: 134]

''غصے کو پی جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے (ایسے) لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ)). قَالُوا: فَمَنِ الشَّدِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). [1]

''مدِّ مقابل کو پچھاڑ دینے والا سخت جان نہیں ہوتا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تو پھر سخت جان کون ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔''

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہادر اور سخت جان وہ نہیں ہوتا کہ جس کی کسی سے لڑائی ہو تو وہ مدِ مقابل کو چت کر دے، بلکہ حقیقی بہادر وہ شخص ہوتا ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے، جس پر غصہ ہوا سے اللہ کی رضا کی خاطر معاف کر دے اور جذبات میں آ کر کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھے جس سے بعد میں ندامت اور پچھتاوا ہو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، وَلَكِنَّ الشَّدِيدَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). [2]

''مدِّ مقابل کو پچھاڑ دینے والا سخت جان نہیں ہوتا بلکہ (درحقیقت) غصے کے وقت خود پر قابو رکھنے والا سخت جان ہوتا ہے۔''

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ح: 6114- صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب وبأي شيء یذهب الغضب، ح: 2609

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ح: 6114- صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل من یملك نفسه عند الغضب وبأي شيء یذهب الغضب، ح: 2609

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مُرْنِي وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَعْقِلُهُ، قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)). فَأَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)). وَفِي رِوَايَةٍ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، الْحَدِيثَ.[1]

"ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: مجھے (کسی عمل کا) حکم فرمایئے، لیکن بہت زیادہ احکام مت دیجیے، تاکہ میں اسے سمجھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کیا کر۔ آپؐ نے اسی بات کو بار بار دوہرایا اور فرمایا: غصہ مت کیا کر۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اس آدمی نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ جس پر عمل پیرا ہو کر میں جنّت میں جا سکوں۔ اس کے بعد وہی ساری حدیث آخر تک۔"

اس سائل نے نبی ﷺ سے موجبِ جنت عمل کے بارے میں سوال کیا اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ میں بہت زیادہ احکام یاد نہیں رکھ سکتا بلکہ صرف ایک ہی جامع سا حکم بتلا دیجیے، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔ تو گویا غصہ نہ کرنا بقیہ تمام احکام سے اہم ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے یقیناً اسے وہی حکم فرمایا ہوگا جو آپؐ کی نظر میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل اور جامع ہوگا۔ البتہ یہ یاد رہے کہ جن دیگر امور پر اس عمل کو فضیلت دی گئی ہے وہ نفلی امور ہیں، ان میں فرائض شامل نہیں ہیں، فرائض وواجبات کا حکم اپنی جگہ برقرار رہے گا کیونکہ ان کی کسی بھی شخص کے لیے معافی نہیں ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ)).[2]

"جب تم میں سے کسی شخص کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہیے، سو اگر اس سے غصہ چلا جائے تو (ٹھیک ہے) اور اگر پھر بھی ختم نہ ہو تو لیٹ جائے۔"

نبی ﷺ نے غصہ دُور کرنے کا ایک شاندار نسخہ بتلایا ہے۔ ماہرینِ نفسیات کے مطابق بھی اگر غصے کے دوران انسان کی حالت (Position) تبدیل کر دی جائے تو غصے کے باعث اس کے خون کی گردش میں جو تیزی آئی ہوتی ہے اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور یوں جذبات قابو میں آ جاتے ہیں اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب بھی انسان کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو اسے فوراً بیٹھ جانا چاہیے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جانا چاہیے تاکہ وہ ان جذبات سے مغلوب ہونے کی بہ جائے انہیں ختم کر سکے۔

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ح:6116-سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في كثرة الغضب، ح:2020-مسند أحمد:362/2

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما يقال عند الغضب، ح:4782-مسند أحمد:152/5-

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے سخت غصے والے شخص کے بابت روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)). ❶

''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر وہ اسے (غصے کے وقت) پڑھ لے گا تو اس کا غصہ جاتا رہے گا، (وہ کلمہ یہ ہے:) أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ''میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

یہ بھی غصہ ختم کرنے کا نہایت مؤثر علاج ہے، کیونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور أعوذ باللہ پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے تو غصہ بھی جاتا رہتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا جَرَعَ عَبْدٌ جَرْعَةً أَعْظَمَ أَجْرًا مِنْ جَرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)). ❷

''کوئی بھی گھونٹ بندہ ایسا نہیں پیتا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں رضائے الٰہی کی خاطر غصے کا گھونٹ پینے سے بڑھ کر اجر و ثواب کا حامل ہو۔''

مراد یہ ہے کہ رضائے الٰہی کی خاطر غصہ پی جانا اور کسی پر اس کا نفاذ نہ کرنا اجر و ثواب کے لحاظ سے سب سے عظیم عمل ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا عَثْرَتَهُ أَقَالَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). ❸

''جو کسی مسلمان کا سودا واپس کر لے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ، مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا)). ❹

''عزّت دار لوگوں کی لغزشیں معاف کر دیا کرو، جب تک کہ وہ کسی قابلِ حد جرم تک نہ پہنچیں۔''

یعنی اگر کسی معزز شخص سے کوئی خطا و لغزش ہو جائے تو اس سے درگزر کر دینا اور انتقام نہ لینا ہی افضل ہے، کیونکہ حقیقت میں وہ ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کو نقصان پہنچائے یا کسی کی دِل آزاری کا باعث بنے بلکہ غیر ارادی طور پر یا شیطان کے بہکاوے میں آ کر ایسا کر بیٹھتا ہے۔

---

❶ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح:3282-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب، ح:2610

❷ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحلم، ح:4189-

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في فضل الإقالة، ح:-3460سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب الإقالة، ح:2199-

❹ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الحد يشفع فيه، ح:4375-مسند أحمد:181/6-سلسلة الأحاديث الصحيحة:638

حلم و بردباری اور محبت وچاہت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اشج بن عبدالقیس سے فرمایا:

((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ)). ❶

''تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں: بردباری اور وقار۔''

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ:

((التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ)). ❷

''آخرت کے کام کے سوا کسی بھی کام میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔''

غلطی وکوتاہی کی معافی

اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کا مواخذہ کرنے کی بہ جائے اسے معاف کر دینا چاہیے۔ معافی بھی کُلی طور پر دی جائے، یعنی سرزنش کی کسی ادنیٰ سی صورت کا بھی اظہار نہ کیا جائے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اپنے خادم کو ''اُف'' تک نہیں کہا کرتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ، وَلَا قَالَ لِشَيْءٍ فَعَلْتُهُ: لِمَ فَعَلْتَ كَذَا؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَفْعَلْهُ: أَلَا فَعَلْتَ كَذَا؟. ❸

''میں نے دس سال رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت کی، قسم بخدا! آپؐ نے مجھے کبھی بھی اُف تک نہیں کہا، اور نہ تو کسی ایسے کام پہ کہ جو میں نے کیا ہو یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی ایسے کام پہ کہ جو میں نہ کر سکا ہوا یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ خَادِمًا قَطُّ، وَلَا ضَرَبَ امْرَأَةً لَهُ قَطُّ، وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله ورسوله، وشرائع الدين، والدعاء إليه، ح:18

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرفق، ح:4810-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1794

❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب حسن الخلق والسخاء، وما يكره من البخل، ح:6038-صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس خلقاً، ح:2309

شَيْئًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُهُ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِلّٰهِ، فَإِذَا كَانَ لِلّٰهِ انْتَقَمَ لَهُ، وَلَا عُرِضَ عَلَيْهِ أَمْرَانِ إِلَّا أَخَذَ الَّذِي هُوَ أَيْسَرُ حَتَّى يَكُونَ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. ❶

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی خادم کو اور اپنی کسی بیوی مارتے نہیں دیکھا، اور نہ ہی آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا سوائے راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے، اگر آپؐ کو کوئی نقصان پہنچایا گیا تو آپؐ نے اس کا انتقام نہیں لیا، سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی معاملہ ہو، اللہ تعالیٰ کے معاملات میں آپؐ انتقام لیا کرتے تھے اور اگر دو کام آپؐ کے سامنے آتے تو آپؐ ان دونوں میں سے آسان ترین کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، کیونکہ اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ ﷺ تو گناہ سے تمام لوگوں سے زیادہ دُور رہتے تھے۔''

معاملات میں نرم رویہ

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ)). ❷

''اے عائشہ! یقیناً اللہ تعالیٰ نرم ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے، وہ نرمی پر وہ کچھ عطا کر دیتا ہے، جو وہ سختی اور اس کے علاوہ کسی بھی اور چیز پر عطا نہیں کرتا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ ایک اونٹ پر سوار تھیں اور اسے مارنے لگیں، نبی ﷺ نے (یہ دیکھا تو) فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَمْ يُنْزَعْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)). ❸

''اے عائشہ! نرمی اپناؤ، کیونکہ جس بھی چیز میں نرمی آ جاتی ہے اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی چھین لی جاتی ہے اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔''

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

❶ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته صلی الله علیه وسلم للآثام واختیاره من المباح، أسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته، ح:7232

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل الرفق، ح:2593

❸ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل الرفق، ح:2594-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في الرفق، ح:4808

((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ)).❶

''جو نرمی سے محروم کر دیا گیا، وہ بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔''

متانت وسنجیدگی اور پاکیزہ کردار

کسی بھی مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ غیر سنجیدہ، بدچلن اور بدکردار ہو، کیونکہ یہ خصائلِ رذیلہ اسلام کے ماننے والے کی ناموس وعزت اوراس کے دِین کے منافی امور میں سے ہیں۔ حقیقی مسلمان تو نیک چلن اور پاکیزہ کردار کا حامل ہوتا ہے، اسی طرح نہ وہ حق بات کرنے کے وقت خاموش رہتا ہے اور نہ ہی بے فائدہ اور غیر ضروری باتوں اور کاموں میں اُلجھا رہتا ہے بلکہ بامقصد اور میانہ رو ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)).❷

''نیک چال چلن، پاکیزہ کردار اور میانہ روی نبوّت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔''

شرم وحیاء اور پاکدامنی

شرم وحیاء بندۂ مسلم کا امتیازی وصف ہے۔ جس شخص میں حیاء نہ ہو وہ حقیقی مسلمان نہیں ہوتا، کیونکہ حیاء کے وجود سے ہی ایمان کا کامل وجود ہے اور اس کے فقدان سے نہ صرف بندہ کمالِ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ تمام اخلاقی گراوٹوں کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔ حیاء جتنا بھی ہو کم ہی ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)).❸

''نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دے، کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔''

صحیح بخاری میں یہ حدیث ذرا تفصیل کے ساتھ موجود ہے، اس میں ذکر ہے کہ وہ آدمی اپنے جس بھائی کو سمجھا رہا تھا

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، ح:2592-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرفق، ح:4809

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الوقار، ح:4776-مسند أحمد:1/296

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب الحياء من الايمان، ح:24-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب شعب الايمان، ح:36

وہ بہت شرمیلا تھا، یہ اسے اتنا شرمانے کے بارے میں سرزنش کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم اسقدر شرماتے ہو کہ بسا اوقات اس کی وجہ سے تمہارا نقصان بھی ہوجاتا ہے، اس لیے اتنا شرمانا اچھا نہیں ہے۔ پاس سے نبی ﷺ کا گزر ہوا تو آپ ﷺ نے یہ سُن لیا اور اسے فرمایا: ایسا مت کہو، کیونکہ حیاء تو ایمان کا حصہ ہے، اس لیے اسے حیاء کو کم کرنے کی نصیحت مت کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوبکرہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ)). [1]

''حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنّت میں (لے جانے والا) ہے، بدزبانی بداخلاقی کا حصہ ہے اور بداخلاقی جہنّم میں (لے جانے والی) ہے۔''

گویا حیاء موجبِ جنّت اور بدزبانی موجبِ جہنّم ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ، وَالْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ)). [2]

''حیاء سراسر بھلائی ہی ہے، اور حیاء بھلائی ہی لے کر آتا ہے۔''

یعنی حیاء کا نتیجہ سوائے خیر وبھلائی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا، یہ سراسر خیر کا ہی پیش خیمہ ہوتا ہے۔

سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)). [3]

''پہلے انبیاء کی کلام سے جو بات لوگوں نے یاد رکھی ہے وہ یہ ہے کہ جب تجھے حیاء محسوس نہ ہو تو جو تیرا جی چاہے کر۔''

جب انسان میں حیاء کا فقدان ہوجائے تو اس پر وعظ ونصیحت کچھ اثر نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی کا کچھ پاس ولحاظ رکھتا ہے، بلکہ اس کا نفس اسقدر شیطنت میں غرق ہوجاتا ہے کہ وہ جو بھی کرتا رہے اسے کچھ پرواہ نہیں ہوتی، نہ اسے رب تعالیٰ کا خوف رہتا ہے اور نہ ہی لوگوں میں بدنامی کا ڈر، گویا وہ ان لوگوں میں شمار ہوجاتا ہے کہ جن کی نظر میں ہوائے نفسانیہ کے سوا کسی اور چیز کی اہمیت نہیں رہتی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا

[1] [صحيح] سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في الحياء، ح:2009-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحياء، ح:4184-المعجم الكبير للطبراني:178/18-سلسلة الأحاديث الصحيحة:495

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب شعب الإيمان، ح:37

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، ح:3483-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الحياء، ح:4797

عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ. ❶

''رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیاء والے تھے، اور جب آپؐ کسی بات یا کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ہم اسے آپؐ کے چہرے سے ہی پہچان لیا کرتے تھے۔''

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)). ❷

''تم میں سے جو شخص برائی دیکھے، اگر تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے ختم کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے، لیکن اگر اس کے پاس اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے منع کرے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دِل سے ہی بُرا جانے، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

اس حدیثِ مبارکہ میں برائی کو ختم کرنے کے تین مراتب بیان ہوئے ہیں: ❶ سب سے افضل مرتبہ یہ ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ ❷ اس سے کم فضیلت والا مرتبہ یہ ہے کہ برائی کرنے والے کو زبان سے منع کیا جائے۔ ❸ تیسرا مرتبہ ان دونوں سے کم فضیلت والا ہے، وہ یہ کہ برائی کو دِل میں ہی بُرا جانا جائے۔ یاد رہے کہ دوسرا مرتبہ تبھی اختیار کیا جاسکتا ہے جب پہلے پر عمل کی طاقت نہ ہو اور تیسرا بھی اسی صورت میں اختیار کیا جائے گا جب دوسرے کی بھی استطاعت نہ ہو، لیکن اگر افضل درجے کی استطاعت موجود ہو تو ادنیٰ درجے کو اختیار کرنا درست نہیں ہے بلکہ اسی پر عمل کرنا ضروری ہے جس کا وہ اہل ہے۔ پھر یہ فریضہ صرف علماء کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ہر صاحبِ ایمان شخص پر اس کی حیثیت واستطاعت کے مطابق واجب ہے۔

حُسنِ خُلق، فراخ دِلی اور نرم مزاجی

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

---

❶ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب من لم يواجه الناس بالعتاب، ح:6102—صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كثرة حيائه صلى الله عليه وسلم، ح:2320

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الايمان وأن الايمان يزيد وينقص، ح:49—سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب الخطبة يوم العيد، ح:1140—سنن ترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء في تغيير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب، ح:2172—سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب ما جاء في صلاة العيدين، ح:1275

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا ، وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا)).❶

''رسول اللہ ﷺ بدزبان اورلڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: یقیناً تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اخلاق کے لحاظ سے تم سب سے اچھا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)). وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ)).❷

''مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جو ان میں بہ اعتبارِ اخلاق سب سے اچھا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی بھیجا گیا ہے۔''

گویا جو شخص اخلاقی اوصاف سے کامل طور پر متصف نہ ہو وہ کامل مومن بھی نہیں ہوتا اور خود کو کامل مومن بنانے کے لیے اخلاقِ حسنہ کا اہتمام ضروری ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ)).❸

''بلاشائبہ بندۂ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے رات کو قیام کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ پالیتا ہے۔''

یعنی خود کو اچھے اخلاق سے متصف کر لینے سے آدمی اتنے اجر وثواب کا حقدار بن جاتا ہے جتنا ثواب وہ شخص کماتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات اللہ کے حضور کھڑے ہو کر نماز میں بسر کرتا ہو۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ فَقَدْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الْخَيْرِ)). وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيزَانِ خُلُقٌ حَسَنٌ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ)).❹

❶ [صحيح] صحيح بخارى ، كتاب الأدب . باب حسن الخلق والسخاء ، وما يكره من البخل ، ح:6035-صحيح مسلم ، كتاب الفضائل ، باب كثرة حيائه صلى الله عليه وسلم ، ح:2321

❷ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب السنة ، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه ، ح:4682-مسند أحمد:250/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة:284

❸ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في حسن الخلق ، ح:4798-

❹ [صحيح] سنن ترمذى ، ابواب البروالصلة ، باب ما جاء في حسن الخلق ، ح:2002-سلسلة الاحاديث الصحيحة:519

''جسے نرمی سے کچھ حصہ عطا کر دیا گیا اسے بھلائی کے کچھ حصے سے نواز دیا گیا اور جو نرمی کے کچھ بھی حصے سے محروم رہا اسے خیر و بھلائی کے حصے سے ہی محروم کر دیا گیا۔ اور آپ ﷺ کا فرمان ہے: میزانِ عمل میں سب سے بھاری چیز اچھا اخلاق ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیاء اور بدزبان شخص سے نفرت کرتا ہے۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا)). [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت صاحبِ کرم ہے، وہ عالی ظرف اور بلند اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور کمینہ خصلت کو ناپسند فرماتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ)). [2]

''مومن سادہ لوح اور کشادہ ظرف ہوتا ہے، جبکہ فاجر چالاک فریبی اور تنگ ظرف ہوتا ہے۔''

یعنی چالاکی، فریبی، دغابازی، کم ظرفی اور گھٹیاپن جیسے تمام خصائلِ رزیلہ ایک حقیقی مومن کی شان کے لائق نہیں ہیں بلکہ یہ فاجر و فاسق و فاجر شخص کی خصلتیں ہیں۔ مومن کا تو ان سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ)). [3]

''مومن اُلفت و محبت رکھنے والا ہوتا ہے، اور ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی جو نہ تو خود کسی سے اُلفت رکھتا ہو اور نہ ہی اس سے کوئی رکھے۔''

اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائیوں سے خود الفت و محبت رکھے گا تو ہی وہ ان کی محبت پائے گا، لیکن اگر وہ کسی کو اس لائق ہی نہ گردانے کہ اس پہ اپنی محبت نچھاور کرے تو اسے بھی کوئی قابلِ التفات نہیں سمجھے گا اور ایسا شخص بہ فرمانِ نبویؐ خیر و بھلائی سے قاصر ہوتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کے دِلوں میں اپنی محبت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انہیں بھی محبت کا مقام دیا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ هَيِّنًا لَيِّنًا سَهْلًا قَرِيبًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)). [4]

[1] [صحيح] سلسلة الأحاديث الصحيحة:1378

[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حسن العشرة، ح:4790-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في البخيل، ح:1964-سلسلة الأحاديث الصحيحة:935

[3] [صحيح] مسند أحمد 35/5-سلسلة الأحاديث الصحيحة:426

[4] [صحيح] سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2488-مسند أحمد:415/1-سلسلة الأحاديث الصحيحة:938

”جو شخص باوقار وسنجیدہ، نرم مزاج، آسانی پیدا کرنے والا اور قربت رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔“

سیدنا مکحول رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ، كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ الَّذِي إِنْ قِيدَ انْقَادَ، وَإِنْ أُنِيخَ اسْتَنَاخَ عَلَى صَخْرَةٍ)) [1]

”باوقار اور سنجیدہ مومنین نکیل والے اس اونٹ کے مانند ہیں کہ جسے باندھ دیا جائے تو وہ بندھ جائے اور اگر اسے بیٹھنے کو کہا جائے تو وہ چٹان پر بھی بیٹھ جائے۔“

یعنی حقیقی مومن کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اس میں اکڑ اور انا نہیں ہوتی، بلکہ نہایت عاجز، منکسر مزاج اور فرمانبردار شخص ہوتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، سَمْحًا إِذَا اشْتَرَى، سَمْحًا إِذَا اقْتَضَى)). [2]

”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو (سودا) بیچتے وقت نرمی کرتا ہے، خریدتے وقت بھی اور جب تقاضا کرتا ہے تب بھی نرمی سے کام لیتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے لیے رحم کی دعا فرمائی ہے جو ہر معاملے میں نرمی اپناتا ہے، کسی بھی کام میں سختی و درشتی کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ ہستی کہ خدا تعالیٰ کے بعد اسی کا درجہ ہے اور وہ تمام جہانوں سے افضل و اعلیٰ ہے، اس ہستی کی دعا کا حقدار بننے کے لیے اپنے آپ میں نرمی پیدا کر لینا کوئی بڑا عمل نہیں ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ الْتَقَمَ أُذُنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ رَجُلٌ فَيَتْرُكُ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ. [3]

”میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے نبی ﷺ کے کان میں کوئی بات کہی ہو تو آپؐ نے اپنا سر دُور کر لیا ہو، یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی اپنا سر دُور کر لیتا تھا، اور نہ ہی میں نے ایسا کبھی دیکھا کہ کسی نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا ہو تو آپؐ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ہو، یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی آپؐ کا ہاتھ چھوڑ دیتا تھا۔“

یعنی آپ ﷺ اخلاقیات سے متعلقہ چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتے تھے کہ مبادا کسی شخص کے دل میں کوئی بات نہ آ جائے۔

[1] [حسن] سلسلة الأحاديث الصحيحة: 936

[2] [صحيح] صحيح بخاری، کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبیع، ح: 2076-

[3] [حسن] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في حسن العشرة، ح: 4794

حُسنِ معاشرت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ: مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ، وَلَكِنْ يَقُولُ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا)). ❶

''نبی کریم ﷺ کو جب کسی آدمی کے بارے میں کسی بات کا پتہ چلتا تو آپؐ (اس کا نام لے کر) نہیں کہتے تھے کہ فلاں شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ بلکہ آپ ﷺ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح اس طرح کہتے پھرتے ہیں۔''

چونکہ تمام لوگوں کے بیچ اگر کسی کو مخاطب کر کے یا اس کا نام لے کر اسکی غلطی کی نشاندہی کی جائے تو اس سے اس شخص کی بے عزتی ہوتی ہے اور تمام لوگوں کی نظروں کا نشانہ بننے کی وجہ سے اسے نہایت شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے، اس لیے آپ ﷺ کسی کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ عمومی انداز میں سب کو مخاطب کر کے فرما دیا کرتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسے ایسے کہتے یا کرتے ہیں؟ اس عمدہ انداز سے وہ شخص جسکی اصلاح مقصود ہوتی تھی، از خود سمجھ جاتا تھا کہ یہ میرے بارے میں کہا جا رہا ہے، یوں اس کی عزت پر بھی حرف نہیں آتا تھا اور اس کی اصلاح بھی ہو جاتی تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ))، فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْتَ: ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ)). فَلَمَّا دَخَلَ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). ❷

''ایک آدمی نے نبی ﷺ سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دے دو (یہ اپنے) خاندان کا بہت برا آدمی ہے۔ جب وہ اندر آیا تو آپ ﷺ نے اس سے نرم لہجے میں بات چیت کی، پھر جب وہ باہر نکل گیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپؐ نے تو اسے خاندان کا بُرا آدمی کہا تھا، پھر جب وہ اندر آیا تو آپؐ نے بہت نرم لہجے میں اس سے بات چیت کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بلاشائبہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام و مرتبے کے لحاظ سے تمام لوگوں میں سے

❶ [صحیح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في حسن العشرة ، ح:4788

❷ [صحیح] صحیح بخاری ، كتاب الأدب ، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب ، ح:6054-صحیح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب مداراة من يتقى فحشه ، ح:2591

بدترین شخص وہ ہوگا جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو۔''

یعنی آپ ﷺ نے اسکے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اس کو اندر آنے سے منع نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ ایسا شخص بدترین ہوتا ہے کہ جس کی بدزبانی سے ڈرتے ہوئے لوگ اسے چھوڑ دیں۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ الَّذِي يُعَاشِرُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَفْضَلُ مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُعَاشِرُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ)). [1]

''وہ مومن جو لوگوں کے ساتھ رہ کر زندگی گزارتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے، یہ اس مومن سے افضل ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ رہ کر زندگی گزارتا ہے اور نہ ہی ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔''

رضائے الٰہی کی خاطر باہم محبت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ)). فَذَكَرَهُمْ وَذَكَرَ مِنْهُمْ: ((رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ، اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا)). [2]

''سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دِن اپنے سائے میں جگہ دے گا کہ جس دِن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ ہی نہیں ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سات لوگوں کا ذکر کیا اور ان میں ان دو آدمیوں کا بھی ذکر کیا جو فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں، اسی بنیاد پر اکٹھے اور جدا ہوتے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي؟ اَلْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي)). [3]

''یقیناً اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فرمائے گا میرے جلال وعظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج کہ جس دِن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے، میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دیتا ہوں۔''

[1] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2507-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ح:4032-مسند أحمد:43/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة:939

[2] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، ح:660-صحیح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ح:1031

[3] [صحیح] صحیح مسلم، كتاب البر والصلة، باب في فضل الحب في الله، ح:2566-مسند أحمد:237/2

بوادریس علوی بیان کرتے ہیں کہ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا:
لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَوَاصِلِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَصَافِينَ فِيَّ. ❶

''میں آج تمہیں صرف وہی بات سناؤں گا جو میں نے محمد ﷺ کی زبان سے سنی ہے: (وہ یہ ہے کہ) فرمانِ باری تعالیٰ ہے: میری خاطر باہم محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے، میری وجہ سے ایک دوسرے سے جُڑنے والوں کے لیے میری محبت مستحکم ہو گئی ہے، اور میری رضا کے لیے آپس میں خاص تعلق رکھنے والوں کے لیے میری محبت مضبوط ہو چکی ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((مَا تَحَابَّ اثْنَانِ فِي اللّٰهِ إِلَّا كَانَ أَفْضَلُهُمَا أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)). ❷

''جو بھی دو شخص آپس میں رضائے الٰہی کی خاطر محبت رکھتے ہیں، ان میں سے افضل وہ ہے جو اپنے ساتھی سے اس کی نسبت زیادہ محبت کرتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((لَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَحَتَّى يَكُونَ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَحَتَّى يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)). ❸

''تم میں سے کوئی بھی شخص تب تک ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ (ان امور کو نہ اپنا لے کہ) وہ جس آدمی سے محبت کرتا ہو اس سے صرف اللہ کی رضا کی خاطر محبت رکھے، اور اسے (کفر اور جہنم) سے بچا لینے کے بعد اسے کافر ہو جانا اسی طرح ناپسند ہو جس طرح کہ اسے آگ میں ڈال دیا جانا ناپسند ہو اور اسے اللہ و رسول کے ساتھ ان کے علاوہ تمام لوگوں اور تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((يَا عَبْدَ اللّٰهِ! أَيُّ عُرَى الْإِسْلَامِ أَوْثَقُ؟)). قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((الْوَلَايَةُ فِي اللّٰهِ، الْحُبُّ فِي اللّٰهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)). ❹

❶ [صحیح] مسند أحمد: 5/229-مستدرك حاكم: 4/170-صحيح الجامع للألباني: 4321
❷ [صحیح] مستدرك حاكم: 4/170-صحيح ابن حبان: 2509-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 540
❸ [صحیح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب الحب في الله، ح: 6041-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، ح: 43
❹ [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي: 10/223-المعجم الكبير للطبراني: 10/212-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1728

''اے عبداللہ! اسلام کا کونسا کڑا زیادہ مضبوط ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی، اللہ کی خاطر محبّت اور اسی کی خاطر بُغض رکھنا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے کہا:

إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فِي اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَأَخْبَرْتَهُ؟)). قَالَ: لَا. قَالَ: ((فَأَخْبِرْهُ)). قَالَ: فَلَقِيَهُ بَعْدُ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللهِ قَالَ: فَأَحَبَّكَ الَّذِي لَهُ أَحْبَبْتَنِي. [1]

''میں فلاں شخص سے فقط رضائے الٰہی کی خاطر محبت رکھتا ہوں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے بتلایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بتاؤ (کہ تم اس سے محبت کرتے ہو)۔ راوی کہتے ہیں کہ بعد میں وہ آدمی اس سے ملا اور اسے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تم سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ تو اس نے جواب میں کہا: تجھ سے وہ محبت کرے جس کی خاطر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔''

چنانچہ آدمی کو جس سے اللہ کی رضا کی خاطر محبت ہو اسے بتلا دینا چاہیے تا کہ اس نیکی میں وہ بھی شریک ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ جسے بتلایا جائے اسے جواباً دعا دینی چاہیے اور محبت کا جواب محبت سے دینا چاہیے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ! الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). [2]

''اے اللہ کے رسول! ایک آدمی کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

لہٰذا اس معاملے میں انسان کو احتیاط کرنی چاہیے کہ وہ کس سے محبت رکھتا ہے؟ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اس کی محبت کسی ایسے شخص سے ہو جو فاسق و فاجر اور اللہ کا پیارا نہ ہو تو وہ روزِ قیامت اسی کے ساتھ ہو، بلکہ اس چیز کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اس کی محبوب شخصیت اللہ تعالیٰ کی محبوب شخصیت ہی ہو یعنی نیکوکار اور برگزیدہ لوگوں سے وہ محبت رکھے تا کہ کل قیامت کے دن ان کے ساتھ ہی جنّت کا داخلہ پا سکے۔

[1] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب إخبار الرجل الرجل بمحبته إياه، ح:5125

[2] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، ح:6170-صحیح مسلم، كتاب البر والصلة، باب المرء مع من أحب، ح:2640

مسلمان بھائی سے ملاقات کی فضیلت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، فَقَالَ: هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُدُّهَا؟ قَالَ: لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ لَهُ)). ❶

''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملنے جارہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھادیا، جب وہ اس فرشتے کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی کو ملنے کے ارادے سے جارہا ہوں، فرشتے نے کہا: کیا تیرے ذمے اس کی کوئی چیز ہے جسے تُو لوٹانے جارہا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں، میں تو صرف اس سے اللہ کی رضا کی خاطر محبت کرتا ہوں (اور اسی وجہ سے ملنے جارہا ہوں)، تو اس فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں (تاکہ تجھے بتلاؤں) کہ اللہ عزوجل بھی تجھ سے اسی طرح محبت رکھتا ہے جیسے تُو اس کی رضا کی خاطر اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا عَادَ الرَّجُلُ أَخَاهُ أَوْ زَارَهُ فِي اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مَنْزِلًا فِي الْجَنَّةِ)). ❷

''جب کوئی آدمی فقط رضائے الٰہی کی خاطر اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت یا اس کی زیارت کرتا ہے، تو فرمانِ باری تعالیٰ ہے: تُو بہت اچھا ہے، (اس نیک کام کے لیے) تیرا چلنا بھی اچھا ہے اور تُو نے جنت میں اپنا گھر تیار کرلیا ہے۔''

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ))، قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ،

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب في فضل الحب في الله، ح:2567-مسند أحمد: 2/292

❷ [حسن] سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في زيارة الإخوان، ح:2008-سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في ثواب من عاد مريضاً، ح:1443-

وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتْبَعْهُ)).❶

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھے حقوق ہیں: پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسے حقوق ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تُو اسے ملے تو اسے سلام کہہ، جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر، جب وہ تجھ سے خیر خواہی کا طلبگار ہو تو اس سے خیر خواہی کر، جب وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر اس کا جواب دے، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کر اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔''

خیر خواہی کے طلب گار سے خیر خواہی کرنے کا مطلب ہے کہ جب اسے کسی معاملے میں مشورہ درکار ہو تو اسے اچھا اور مفید مشورہ دینا، یا اسے کسی مشکل وقت میں اس کی ضرورت ہو تو اس کے کام آنا، یا اس میں کوئی تعبدی امور کی کوتاہی یا اخلاقی برائی پائی جاتی ہو تو اس کی اصلاح کے لیے اسے سمجھانا اور نصیحت کرنا، غرضیکہ وہ تمام امور خیر خواہی میں شامل ہیں جن سے دوسرے مسلمان کا بھلا ہوتا ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ، وَالْقَسِّيِّ، وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ.❷

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم فرمایا: مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، چھینک کا جواب، سلام کا جواب، دعوت قبول کرنے، قسم پوری کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سات کاموں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی، ریشم، استبرق، دیباج، سُرخ چوغہ اور قسی پہننے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے۔''

'حریر' عام ریشم کو کہتے ہیں اور یہ کُلی طور پر ہر ریشمی کپڑے پر بھی بولا جاتا ہے، باقی سب بھی ریشم کی ہی قسمیں ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ 'استبرق' بہت نفیس اور موٹا ریشم ہوتا ہے اور 'دیباج' خالص ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں یعنی جس کا تانا بانا ہی ریشم کا ہوتا ہے اور 'قسی' شام و مصر میں تیار ہو کر آنے والے ریشمی ملبوسات پر بولا جاتا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ [صحیح] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، ح:1240- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، ح:2162

❷ [صحیح] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، ح:1239- صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ح:2066

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)). [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنّت میں تب تک نہیں جاسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور تم تب تک ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں کہ جسے کرنے سے تم باہم محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''

گویا سلام کو عام کرنا دخولِ جنّت کا باعث ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ)). [2]

''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی تیمارداری کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)). قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). [3]

''راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بعض مجلسیں راستے میں لگانا ہمارے لیے ضروری ہوجاتا ہے جن میں (آپس میں) باتیں کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مجلس لگانے پہ مُصِر ہی ہو تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا: راستے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نظریں جھکائے رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

---

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة إلا المومنون، وأن محبة المومنین من الایمان، ح: 54-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في إفشاء السلام، ح: 5193-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب منه، ح: 5193-سنن ابن ماجه، المقدمة، ح: 68

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجهادوالسیر، باب فكاك الأسیر، ح: 3046-سنن أبوداود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض بالشفاء عند العیادة، ح: 3105

[3] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب بدء السلام، ح: 6229-صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النهي عن الجلوس في الطرقات وإعطاء الطریق حقه، ح: 2121

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ))، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((لِلَّهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَرَسُولِهِ، وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ)). أَوْ قَالَ: ((وَأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)). [1]

"یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، بلاشبہ دین خیر خواہی ہے، بے شک دین سراسر خیر خواہی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور اس مسلمانوں کے ائمہ کے لیے۔ یا فرمایا: مسلمانوں کے ائمہ اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ بندہ اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اس کی بندگی کو بجالائے، رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کی نبوت پر کامل ایمان ویقین رکھنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کے احکام وفرامین کو بلا تاویل وتوجیہہ کے قبول کیا جائے، کتاب اللہ کے لیے خیر خواہی سے مراد اس کی تلاوت اور اس میں مزکور احکاماتِ الٰہیہ کو پہلے اپنی نجی زندگی اور پھر پورے معاشرے پر نافذ کرنا، مسلمانوں کے ائمہ یعنی امراء وسلاطین کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ بھلائی اور اچھائی کے کاموں میں ان کی معاونت کرے اور برائی کے کاموں میں ان کی اصلاح کرے اور عام لوگوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، ہر مسلمان کے حقوق کی ادائیگی کرے، کسی کی عزت کو داغدار نہ کرے، ہر شخص کو اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق اسی قدر زیادہ عزت دے، حسبِ استطاعت اپنے ضرورت مند بھائی کی مدد کرے، جتنا ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے، غرضیکہ اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے بارے میں اخلاقیات کے تمام تر اوصافِ حمیدہ کو ملحوظ رکھے۔

زیاد بن علاقہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. [2]

"میں نے نبی ﷺ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)). [3]

---

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: 55-سنن ابوداود، كتاب الأدب، باب في النصيحة، ح: 4944-

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((الدين النصيحة: لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم))، ح: 57-صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: 56

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في المشورة، ح: 5128-سنن ترمذى، أبواب الأدب، باب أن المستشار موتمن، ح: 2822-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب المستشار موتمن، ح: 3745-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1641

''جس سے مشورہ مانگا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔''

جس طرح ایک امین شخص لوگوں کی امانتوں کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح وہ شخص کہ جس سے مشورہ لیا جائے امین کے حکم میں ہوتا ہے یعنی مشورہ لینے والے کی بات اس کے پاس امانت ہوتی ہے اور اس پر اس امانت کی حفاظت واجب ہے، مشورے کی حفاظت سے مراد کسی اور کو اس بات کی خبر نہ ہونے دینا ہے۔

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ، قَالَ: ((اعْزِلِ الْأَذٰى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ)). [1]

''اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی بات سکھلا دیجیے جس سے میں فائدہ اُٹھاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے (گزرنے کے) راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا کر۔''

فائدہ اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں لوگوں کی محبت کے حصول کی صورت میں فائدہ مل سکے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کی صورت میں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ تُؤْذِي النَّاسَ)). وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ فَقَالَ: ((وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ، فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ)). [2]

''میں نے جنّت میں ایک آدمی ٹہلتے گھومتے دیکھا (جس نے عمل یہ کیا تھا کہ) سرِ راہ لگے ہوئے ایک ایسے درخت کو کاٹا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔ اور ابو صالح کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس نے راستہ میں ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی دیکھی تو اسے اُٹھا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس (کے اس عمل) کی قدر کی اور اسے معاف فرما دیا۔''

یعنی راستے میں ایک ایسا درخت لگا ہوا تھا (اور ایک روایت کے مطابق کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی تھی) جس سے گزرنے والے تنگ ہوتے تھے، اس شخص نے وہ درخت اکھاڑ پھینکا (یا وہ ٹہنی اٹھا کر راستے سے ہٹا دی) تا کہ لوگوں کو تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کے بدلے میں اسے جنت عطا فرما دی۔

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الإشارة بالسلاح إلى مسلم، ح:2618-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب إماطة الأذى عن الطريق، ح:3681

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب [illegible]، ح:1914

احسان و نعمت پر شکر گزاری

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ)). ❶

''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔''

چونکہ لوگوں کا شکریہ ادا کرنا بالواسطہ اللہ تعالیٰ ہی کی شکر گزاری ہوتی ہے، کیونکہ جس احسان پر کسی محسن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اسے وہ احسان کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ہی دی ہوتی ہے، اس لیے محسن کا شکریہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے، اس لیے یہ فرمایا کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا حقیقت میں وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ قَالُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَهَبَتِ الْأَنْصَارُ بِالْأَجْرِ كُلِّهِ، قَالَ: ((لَا، مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ)). ❷

''مہاجر صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ سارا ثواب تو انصار لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (تب تک تم بھی ثواب پاتے رہو گے) جب تک تم ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور ان کی نیکی کو سراہتے رہو گے۔''

مہاجرین کی مدینہ آمد پر انصار نے ان پر بہت سے احسانات کیے اور مواخاۃ قائم ہونے پر اپنے حقیقی بھائیوں سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ بھائی چارے کا اظہار کیا۔ ان کی انہی بڑی بڑی نیکیوں کی وجہ سے مہاجر صحابہؓ نے کہا کہ سارا اجر وثواب تو انصار صحابہؓ نے اپنے اعمال ناموں میں لکھوا لیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک تم ان کے احسانات کے بدلے میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے طور پر ان کے لیے دعائیں کرتے رہو گے تب تک تم بھی ثواب کماتے رہو گے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ، فَإِنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ، وَالْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ)). ❸

❶ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في شكر المعروف ، ح:4811-مسند أحمد:203/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة:416

❷ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في شكر المعروف ، ح:4812-سنن ترمذي ، أبواب صفة القيامة ، باب منه ، ح:2483

❸ [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في شكر المعروف ، ح:4813-سنن ترمذي ، أبواب البر والصلة ، باب ما جاء في المتشبع بما لم يعطه ، ح:2034

''جسے کوئی چیز دی جائے اور وہ استطاعت رکھتا ہو تو اسے بھی بدلے میں کوئی چیز دینی چاہیے، لیکن اگر وہ استطاعت نہیں رکھتا تو اس کی (یعنی وہ چیز دینے والے کی) تعریف کر دینی چاہیے، سو اگر اس نے اس کی تعریف کر دی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا، لیکن اگر اس نے اسے چھپایا (یعنی تعریف بھی نہ کی) تو اس نے اس کی ناشکری کی، اور جس نے نہ ملنے والی چیز پر شکم سیری کا اظہار کیا وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کے مانند ہے۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ، وَمَنِ اسْتَجَارَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَجِيرُوهُ)). [1]

''جو تم سے اللہ کے نام پر (کوئی چیز) مانگے اس کو دو، جو تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو، اگر تم (بدلے میں دینے کے لیے کوئی چیز) نہ پاؤ تو اس کے لیے دعا کر دیا کرو، یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے اور جو تم سے اللہ کے نام پر (دشمن وغیرہ سے) بچنے کے لیے پناہ چاہے تم اسے پناہ دو۔''

یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ:

((مَنْ أُنْزِلَتْ إِلَيْهِ نِعْمَةٌ فَلْيَشْكُرْهُ)).

''جس شخص کو کسی نعمت سے نوازا جائے تو اسے اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ))، قَالُوا: لِمَ؟ قَالَ: ((لِكُفْرِهِنَّ))، قَالُوا: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَيَكْفُرْنَ الْعِشْرَةَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)). [2]

''میں نے جہنّم کو دیکھا تو آج جیسا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، اور میں نے جہنّم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے کفر کی وجہ سے۔ صحابہؓ نے پوچھا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں، بلکہ) وہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور (ان کے) احسان کو نہیں مانتی ہیں، اگر تو ان میں سے کسی پر زندگی بھر احسان کرتا رہے پھر وہ تجھ سے

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يستعيذ من الرجل، ح:5109-مسند أحمد:2/68-

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح:907

ذرہ سی بھی کوئی کمی محسوس کرے تو کہے گی کہ میں نے تو تجھ سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی فطری خصلت کا تذکرہ فرمایا ہے کہ عورت کبھی بھی اپنے خاوند سے خوش نہیں ہوتی بلکہ اس کے ہزارہا احسانات کے باوصف بھی اگر کبھی کوئی ذرہ سی تنگی آن پڑی تو پچھلے سارے احسانات بھول کر ناشکری کی زبان چلانے لگے گی کہ مجھے تو تم سے کبھی سکون ملا ہی نہیں ہے، ان کی اسی ناشکری، ناقدری اور احسان فراموشی کی وجہ سے آپ ﷺ نے جہنم میں انہی کی اکثریت دیکھی ہے۔

احسان جتلانے کی ممانعت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾ [البقرة: 264]

''تم اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)). [1]

''تین لوگ ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ تو بات کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: کسی کو کچھ دے کر احسان جتلانے والا، اپنے تہہ بند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اُٹھا کر اپنے سامان کو بیچنے والا۔''

کسی مفلس وحاجتمند پر احسان فقط اللہ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے نہ کہ اس سے کسی صلے اور بدلے کی طمع رکھتے ہوئے احسان کا معاملہ کرنا چاہیے، اور جب کوئی احسان کر دیا جائے تو پھر اسے بھول جانا چاہیے اور اس کی جزا کی امید فقط اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے اور اپنے ممنون کو اپنے قول وفعل کسی بھی طرح سے اپنی احسان مندی باور نہیں کرانی چاہیے تا کہ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو، اور نہ ہی اس کے کسی ناپسندیدہ رویے کے ردِّعمل میں اسے اپنے احسانات یاد دِلا کر طعن وملامت کرنے جیسی غلیظ حرکت سے بھی اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ احسان جتلانے سے نہ صرف اس کا اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی کلام، اس کی نظرِ رحمت اور تزکیے سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، والمن بالعطية، وتنفيق السلعة بالحلف، ح:106-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار، ح:4087-سنن ترمذى. أبواب البيوع، باب ما جاء فيمن حلف على سلعة كاذباً. ح:1211-سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب ما جاء في كراهية الأيمان في الشراء والبيع، ح:2208

تواضع کا اظہار اور تکبر سے اجتناب

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ)).❶

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ تم اسقدر عاجزی اختیار کرو کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ، الْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ)).❷

”سادگی ایمان کا حصہ ہے، سادگی ایمان کا حصہ ہے۔“

گویا جس میں سادگی کا عنصر موجود نہیں ہے وہ ایمان میں کمال نہیں رکھتا۔

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ:

ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ)).❸

”ایک دِن اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے پاس دنیا کا ذِکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔“

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ تَوَاضَعَ لِي هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِبَطْنِهَا إِلَى الْأَرْضِ، رَفَعَهُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِبَطْنِهَا إِلَى السَّمَاءِ)).❹

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، ح:2865-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التواضع، ح:4895-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ح 4179

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، الباب الأول، ح:4161-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب من لا يوبه له، ح:4118-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1646

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، الباب الأول، ح:4161-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب من لا يوبه له، ح:4118-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1646

❹ [صحيح] مسند أحمد:1/44-صحيح الترغيب والترهيب:2894

”فرمانِ باری تعالیٰ ہے: جو میرے لیے اس طرح جھک جاتا ہے-آپؐ نے اپنی دائیں ہتھیلی کو پھیلایا اور اس کے پیٹ (یعنی درمیانی حصے) سے زمین کی طرف اشارہ کیا- اسے اللہ تعالیٰ اس طرح بلند فرما دیتا ہے- اور آپؐ نے اپنی دائیں ہتھیلی کو پھیلایا اور اس کے پیٹ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔“

نبی ﷺ نے تواضع کی ترغیب دیتے ہوئے عملی طرز کی مثال سے سمجھایا اور جھکنے کے الفاظ بولتے ہوئے اپنی ہتھیلی سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ یوں جھک جانا جیسے زمین کی طرح سب سے نیچے ہو جائے، اور اس کا انعام یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلندی کے حصول کے بابت بتلاتے ہوئے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کے صلے میں اللہ تمہیں یوں بلندیاں عطا فرمائے گا جیسے یہ آسمان بلند ہے۔

سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ، كُلُّ ضَعِيفٍ مُسْتَضْعَفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ، كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)). وَرُوِّينَا فِي غَيْرِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ: ((كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)). [1]

”کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کا نہ بتلاؤں؟ ہر کمزور اور تواضع اختیار کرنے والا شخص (جنتی ہے) اگر وہ اللہ پر قسم بھی ڈال دے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دیتا ہے، کیا میں تمہیں جہنمی لوگوں کا نہ بتلاؤں؟ ہر اکھڑ مزاج، اکڑ اکڑ کر چلنے والا اور تکبر کرنے والا (جہنمی ہے)۔“

واقف و ناواقف کو سلام

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)). [2]

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اسلام کا کونسا کام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ کام کہ) تُو کھانا کھلائے اور ہر واقف و ناواقف شخص کو سلام کہے۔“

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب الكبر، ح:6071-صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ح:2853

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، ح:28-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان تفاضل الإسلام، وأي أموره أفضل، ح:39

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). ❶

"چھوٹا بڑے کو سلام کہے گا، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). ❷

"سوار پیدل کو سلام کہے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْمَاشِيَانِ إِذَا اجْتَمَعَا، فَأَيُّهُمَا بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ. ❸

"دو چلنے والے جب اکٹھے ہوتے ہیں تو ان دونوں میں جو سلام میں پہل کرے وہی افضل ہے۔"

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)). ❹

"یقیناً لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں پہلے سلام کہے۔"

مندرجہ بالا احادیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ پہلے سلام کرنا کس کا فرض ہے؟ تو مختلف نوعیتوں کے حوالے سے مختلف لوگوں کا ذکر فرمایا، یعنی چھوٹا بڑے کو سلام کرے، راہ چلتا شخص بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ بِتِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلَكِنْ عَنْ رُكْنِهِ

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب تسليم الصغير على الكبير، ح: 6234-

❷ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب تسليم الماشي على القاعد، ح: 6233-صحیح مسلم، كتاب السلام، باب يسلم الراكب على الماشي والقليل على الكثير، ح: 2160

❸ [صحیح] الأدب المفرد للبخاري: 143-صحيح ابن حبان: 1935-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1146

❹ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في فضل من بدأ السلام، ح: 5197-صحيح الجامع للألباني: 2011

الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ يَقُولُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ)). وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ يَوْمَئِذٍ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا سُتُورٌ۔ ❶

''رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لاتے تو سیدھا دروازے کی طرف رُخ کر کے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں کونے میں کھڑے ہوجاتے اور السلام علیکم کہتے، اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب گھروں (کے دروازاں) پر پردے نہیں ہوتے تھے۔''

گھر کے دروازے کے بالکل سامنے کھڑے ہونا نامناسب امر ہے، خاص طور پر جب گھر کے دروازے پہ پردہ نہ ہو، کیونکہ اس طرح گھر کے اندر نگاہ پڑنے کا خدشہ ہوتا ہے اور گھر میں مستورات کے علاوہ بھی بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں جو سوائے اہلِ خانہ کے کسی اور کے دیکھنے کے لائق نہیں ہوتے، اس لیے نبی کریم ﷺ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ فَقَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَيَدْخُلُ عُمَرُ؟)). ❷

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے، جبکہ آپؐ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے، تو عمرؓ نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کیا عمر اندر آسکتا ہے؟''

ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ: ((اخْرُجْ إِلَى هٰذَا وَعَلِّمْهُ الِاسْتِئْذَانَ)). فَقَالَ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ، فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ. ❸

''نبی ﷺ گھر تشریف فرما تھے کہ بنو عامر کا ایک شخص آیا اور آپؐ سے اجازت لیتے ہوئے بولا: کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس کے پاس باہر جا کر اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاو، چنانچہ اس نے اسے (جا کر) کہا کہ یوں کہو: السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (اس نے جب ایسے کہا) تو نبی ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گیا۔''

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب كم مرة يسلّم الرجل في الاستئذان، ح:5186-الأدب المفرد للبخارى:1085

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يفارق الرجل ثم يلقاه أيسلم عليه؟، ح:5201-الأدب المفرد للبخارى:4108

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب كيف الاستئذان؟، ح:5177-

تین بار اجازت طلب کرنا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا فِي مَجْلِسٍ عِنْدَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَأَتَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ مُغْضَبًا حَتَّى وَقَفَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ، هَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ؟)). قَالَ أُبَيٌّ: وَمَا ذَا بِكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمْسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، ثُمَّ جِئْتُهُ الْيَوْمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي جِئْتُ أَمْسِ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا، ثُمَّ انْصَرَفْتُ قَالَ: قَدْ سَمِعْنَاكَ وَنَحْنُ حِينَئِذٍ عَلَى شُغْلٍ، فَلَوْ مَا اسْتَأْذَنْتَ حَتَّى يُؤْذَنَ لَكَ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ كَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَوَاللهِ لَأُوجِعَنَّ ظَهْرَكَ وَبَطْنَكَ، أَوْ لَتَأْتِيَنِّي بِمَنْ يَشْهَدُ لَكَ عَلَى هٰذَا. قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: فَوَاللهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَحْدَثُنَا سِنًّا، قُمْ يَا أَبَا سَعِيدٍ، فَقُمْتُ فَأَتَيْتُ عُمَرَ، فَقُلْتُ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هٰذَا۔ [1]

''ہم اُبَی بن کعبؓ کی مجلس میں شریک تھے کہ ابوموسیٰؓ اشعری رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں آئے اور (ہمارے پاس آ کر) کھڑے ہوگئے اور بولے: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تین مرتبہ اجازت لی جائے اور اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ہے وگرنہ واپس چلا جائے؟ اُبی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ہوا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (ان کے پاس حاضر ہونے کی) تین مرتبہ اجازت مانگی لیکن انہوں نے مجھے اجازت نہیں دی، سو میں واپس چلا آیا۔ پھر آج میں ان کے پاس گیا اور انہیں بتلایا کہ میں کل بھی آیا تھا اور تین مرتبہ سلام کہا (یعنی اندر آنے کی اجازت مانگی، لیکن اجازت نہیں ملی) تو میں واپس چلا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تمہارا سلام سنا تو تھا لیکن ہم اس وقت کسی کام میں مشغول تھے، تو تم تب تک اجازت کیوں نہ مانگتے رہے جب تک کہ تمہیں اجازت دے نہ دی جاتی؟ میں نے کہا: میں نے تو اسی طریقے کے مطابق اجازت مانگی تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ انہوں نے کہا: قسم بخدا! یا تو تُو اپنی اس بات پر کوئی گواہ لے کر آ، یا پھر میں تیری پُشت اور پیٹ کو ضرور تکلیف سے دوچار کروں گا (یعنی تمہیں سزا دوں گا)، اُبی بن کعبؓ نے (یہ سُن کر) فرمایا: اللہ کی قسم! تیرے ساتھ (گواہی کے لیے) ہم میں سب سے کم عمر کھڑا ہوگا، اے ابوسعید! اُٹھو۔ چنانچہ میں اُٹھا اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب التسلیم والاستئذان ثلاثاً، ح:6245-صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب الاستئذان، ح:2153

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)). فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا)). مَرَّتَيْنِ، كَأَنَّهُ كَرِهَهُ. ❶

"میں اپنے باپ پر قرض کے مسئلے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے؟ تو میں نے کہا: میں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں، میں۔ گویا کہ آپ ﷺ نے اس انداز کو ناپسند فرمایا۔"

یعنی اگر صاحبِ خانہ آنے والے سے اس کا نام پوچھے تو اسے اپنا نام ہی بتانا چاہیے نہ کہ یوں کہنا چاہیے کہ "میں ہوں" نبی ﷺ نے ایسا کہنے کو ناپسند فرمایا ہے۔

مجلس میں شرکت و برخاستگی کے وقت سلام

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْمَجْلِسَ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنْ قَامَ وَالْقَوْمُ جُلُوسٌ فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنَّ الْأُولَى لَيْسَتْ بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)). ❷

"جب تم میں سے کوئی مجلس میں آئے تو اسے سلام کہنا چاہیے، سو اگر وہ کھڑا ہو اور لوگ بیٹھے ہوں تو اسے ہی سلام کہنا چاہیے، کیونکہ پہلا دوسرے کی نسبت زیادہ حق نہیں رکھتا۔"

لمحہ بھر کی مفارقت کے بعد بھی سلام

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ لَقِيَ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ حَائِطٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ)). ❸

"جو اپنے (مسلمان) بھائی کو ملے تو اسے سلام کہنا چاہیے، اگر ان دونوں کے درمیان درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور جب وہ اس سے ملے تو اسے پھر سلام کہنا چاہیے۔"

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الإستئذان، باب إذا قال: من ذا؟ فقال: أنا، ح:6250-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب كراهة قول المستأذن أنا، إذا قيل من هذا، ح:2155

❷ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في السلام إذا قام من المجلس، ح:5208-سنن ترمذي، أبواب الإستئذان، باب ما جاء في التسليم عند القيام وعند القعود، ح:2706-مسند أحمد:2/287

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يفارق الرجل ثم يلقاه أيسلم عليه؟، ح:5200-

سلام کیسے کہنا چاہیے؟

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((عَشَرَةٌ)). ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((عِشْرُونَ)). ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((ثَلَاثُونَ)). [1]

"ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اوراس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: (اس نے) دس نیکیاں (حاصل کیں)۔ پھر دوسرا آیا اوراس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا تو نبی ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: (اس نے) بیس نیکیاں (حاصل کیں)۔ پھر ایک اور شخص آیا اوراس نے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ کہا، تو آپ ﷺ نے اس کا بھی جواب دیا اور فرمایا: (اس نے) تیس نیکیاں (حاصل کیں)۔"

سلام میں ایک کا عمل پوری جماعت سے کفایت

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ:

((يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ، إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ، وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ)). [2]

"جب کوئی جماعت گزرے اوران میں سے ایک بندہ بھی سلام کردے تواس جماعت کفایت کرجائے گا، اور (اسی طرح) مجلس میں سے ایک بھی شخص سلام کا جواب دے دے توان سب کو کفایت کرجائے گا۔"

یعنی اگر زیادہ لوگ ہوں اور انہوں نے کسی کو سلام کہنا ہو یا انہیں کوئی شخص سلام کہہ دے تو پوری جماعت کا سلام کہنا یا سب کا جواب دینا ضروری نہیں ہے بلکہ ان میں سے ایک شخص بھی سلام کہہ دے یا سلام کرنے والے کا جواب دے دے تو تمام کی طرف سے کفایت کرجاتا ہے۔

[1] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب کیف السلام؟، ح:5195-سنن ترمذی، أبواب الإستئذان، باب ما ذکر في فضل السلام، ح:2689-عمل الیوم واللیلة للنسائی:118

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب ما جاء في رد الواحد عن الجماعة، ح:5210-سلسلة الأحادیث الصحیحة:1148

بچوں کو سلام

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کہا۔''

عورتوں کو سلام

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَرَّ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نِسْوَةٌ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا. [2]

''نبی ﷺ ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کہا۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر وہی شخص عمل کر سکتا ہے جسے عورتوں کے فتنے سے محفوظ رہنے میں اپنے آپ پر اعتماد ہو، یا پھر ان عورتوں کو سلام کہا جا سکتا ہے جن کی شادی کی عمر گزر چکی ہو، لیکن اگر کسی کو عورتوں کے فتنے سے محفوظ رہنا ممکن نظر نہ آتا ہو یا جسے وہ سلام کرنا چاہے وہ نوجوان عورت ہو تو ایسی صورت میں سلام نہیں کرنا چاہیے۔

ذمی لوگوں کو سلام اور ان کے سلام کا جواب

سہیل بن ابی صالح بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى، فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ أَبِي: لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ، فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ)). [3]

---

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الإستئذان، باب التسليم على الصبيان، ح:6247-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب السلام على الصبيان، ح:2168

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في السلام على النساء، ح:5204-سنن ترمذی، أبواب الإستئذان، باب ما جاء في التسليم على النساء، ح:2697

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يرد عليهم، ح:2167-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في السلام على أهل الذمة، ح:5205-سنن ترمذی، أبواب الإستئذان، باب ما جاء في التسليم على أهل الذمة، ح:2700

''میں اپنے باپ کے ساتھ شام کی طرف گیا تو لوگ عیسائیوں کی عبادت گاہوں کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں سلام کہتے تھے، تو میرے والد نے کہا: تم انہیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو، کیونکہ ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں سلام میں پہل مت کرو اور جب راستے میں تمہارا ان سے سامنا ہو جائے تو انہیں تنگ ترین راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

اس روایت میں دو چیزیں بیان ہوئی ہیں: ایک یہ کہ غیر مسلم لوگوں کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے اور دوسری یہ کہ اگر راستے میں کہیں ان کا سامنا ہو جائے تو ان کے گزرنے کے لیے راستہ تنگ کر دیا جائے۔ یہ حکم اس لیے ہے تا کہ انہیں اپنی کمتری اور مسلمانوں کے غلبے کا احساس ہو سکے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ قَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [1]

''یقیناً جب یہودی تمہیں سلام کرتے ہیں تو وہ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی تم پر موت آئے) کہتے ہیں، سو تم انہیں وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی) کہہ کر جواب دے دیا کرو۔''

وَعَلَيْكُمْ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ جیسا اس نے کہا ہوگا ویسا ہی اسے جواب مل جائے گا۔ یعنی اگر تو اس نے واقعی سلامتی کی دعا دی ہوگی تو جواباً اسے بھی سلامتی کی دعا مل جائے گی اور اگر اس نے سلام کے دھوکے میں سام یعنی موت کی بد دعا دی ہوگی تو جواباً اسے بھی ویسے ہی بد دعا مل جائے گی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ قَالَتْ: فَفَهِمْتُهَا، قُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)). [2]

''چند یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اَلسَّامُ عَلَيْكَ (یعنی تم پر موت آئے) کہا، تو ہم سمجھ گئے۔ چنانچہ میں نے جواباً عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (یعنی تم پر موت آئے اور لعنت ہو) کہہ

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام، ح:6257-صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیهم، ح:2164

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام، ح:6256-صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیهم، ح:2165

دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! چھوڑو (ایسے نہ کہو)، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے وَعَلَيْكُمْ کہہ کر جواب دے دیا ہے۔''

غیر مسلموں کے سلام کے جواب میں وَعَلَيْكُمْ کہنے کی حکمت یہ ہے کہ اگر تو انہوں نے سلام ہی کہا ہوگا تو انہیں ان کے سلام کا جواب مل جائے گا لیکن اگر انہوں نے سلامتی کی دعا کے بجائے موت کی بددعا دی ہو تو انہیں بھی وہی جواب مل جائے گا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ((سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى)).[1]

''رسول اللہ ﷺ نے شاہِ روم ہرقل کے نام یہ پیغام لکھا کہ ہر اس شخص پر سلامتی ہو جو بھی ہدایت کی پیروی کرے۔''

شاہِ روم جو کہ نصرانی تھا، نبی ﷺ نے اسے بھی سلام نہیں لکھا بلکہ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى لکھا، مراد یہ تھا کہ اگر تم ہدایت کی پیروی کرو گے تو تم پر سلامتی ہوگی۔

دو مسلمانوں کی ملاقات

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا ذَرٍّ! لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ مُنْبَسِطٍ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِذَا طَبَخْتَ قِدْرًا فَأَكْثِرْ مَرَقَتَهَا وَاغْرِفْ مِنْهَا لِجِيرَانِكَ)).[2]

''اے ابوذر! تو کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر مت سمجھ، خواہ وہ نیکی یہی ہو کہ تو اپنے (مسلمان) بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے، اور اگرچہ (وہ نیکی یہ ہو کہ) تو پانی مانگنے والے کے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈال دے، اور جب تو ہانڈی پکائے تو اس کا شوربہ زیادہ بنالیا کر اور اس سے اپنے پڑوسی کو بھی دے دیا کر۔''

قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).[3]

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، ح:7

[2] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح:2625 سنن ترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في إكثار ماء المرقة، ح:1833

[3] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب المصافحة، ح:6263

''میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا نبی ﷺ کے صحابہ مصافحہ کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔''

زراع رضی اللہ عنہ، جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے، بیان کرتے ہیں کہ:

فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ. [1]

''ہم اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اُتر کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسے دینے لگے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ الشَّامَ اسْتَقْبَلَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَبَّلَ يَدَهُ. [2]

''جب وہ شام تشریف لائے تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ اِفک کے بابت روایت کرتی ہیں کہ:

فَقَالَ أَبَوَايَ: قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [3]

''میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا: اُٹھو اور رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دو۔''

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

حِينَ طَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاصِرَتِهِ، فَطَلَبَ الْقِصَاصَ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ فَاحْتَضَنَهُ أُسَيْدٌ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ- [4]

''جس وقت نبی ﷺ نے ان کی کوکھ میں لکڑی چبھوئی تو انہوں نے قصاص مانگ لیا، تو نبی ﷺ نے اپنا قمیص اُٹھا دیا اور اُسید آپؐ کے پیٹ سے چمٹ گئے اور آپؐ کے پہلو کو چومنے لگے۔''

کَشْحٌ سے مراد کوکھ اور پسلیوں کے درمیان کی جگہ ہے۔ اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی کریم ﷺ سے محبت اور وارفتگی کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس درجے تک رسول اللہ ﷺ سے پیار کرتے تھے، علاوہ ازیں اس سے یہ بات بھی احاطہ علم میں آتی ہے کہ آدمی کا اپنی محبوب شخصیت کے جسم کو بوسہ دینا جائز ہے۔

دینی وجوہات کی بناء پر قطع تعلق

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ

[1] [حسن] سنن ابوداود، کتاب الأدب، باب في قبلة الرجل، ح: 5225

[2] السنن الكبرى للبيهقي 101/7

[3] [صحيح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قبلة الرجل ولده، ح: 5219

[4] [صحيح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قبلة الجسد، ح: 5224

فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ يَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) [1]

''ایک دوسرے سے بُغض مت رکھو، باہم حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دِن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے اور جب وہ آپس میں ملیں تو یہ اس سے منہ پھیر لے اور وہ اس سے منہ پھیر لے، ان دونوں میں سے بہتر وہ ہوگا جو سلام میں پہل کرے۔''

سیدنا ہشام بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُصَارِمَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صُرَامِهِمَا، وَإِنَّ أَوَّلَهُمَا فَيْئًا يَكُونُ سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةً لَهُ، فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْ سَلَامَهُ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ، رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ شَيْطَانٌ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صُرَامِهِمَا لَمْ يَدْخُلَا الْجَنَّةَ)). أَوْ قَالَ: ((لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ)). [2]

''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دِن سے زیادہ قطع تعلقی کرے، وہ جب تک آپس میں قطع تعلق رہتے ہیں تب تک حق سے ہٹے رہتے ہیں، اور ان میں سے جو پہلے اپنے غصے کو ختم کرتا ہے تو اس کا غصہ ختم کرنے میں پہل کرنا اس کے لیے کفارہ بن جائے گا، پھر اگر وہ دوسرے کو سلام کہتا ہے اور وہ اس کے سلام کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اسے جواب دیتا ہے تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دیتے ہیں جبکہ دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے، لیکن اگر (ان میں سے کوئی بھی ناراضگی ختم نہ کرے اور) وہ قطع تعلقی میں ہی انہیں موت آجائے تو وہ دونوں جنت میں نہیں جاسکیں گے۔ یا فرمایا کہ وہ دونوں جنت میں ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔''

سیدنا ابوخراش سُلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)). [3]

''جس نے اپنے (مسلمان) بھائی سے ایک سال تک بول چال چھوڑے رکھی، تو وہ (بہ اعتبارِ گناہ) اس کا خون بہانے کے مثل ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، ح:6065- صحيح مسلم، كتاب البر والصلة باب النهي عن التحاسد والتباغض والتدابر، ح:2559

[2] [صحیح] مسند الطيالسي:1223- الأدب المفرد للبخاري:402

[3] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، ح:4915- مسند أحمد:4/320- سلسلة الأحاديث الصحيحة:928

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)) [1]

''سوموار اور جمعرات کے دِن جنّت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندہ مومن کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتا ہو، سوائے اس شخص کے جس کی اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہو، تو (ان کے بارے میں یہ) کہا جاتا ہے کہ انہیں تب تک چھوڑے رکھو جب تک کہ یہ صلح نہیں کر لیتے۔''

یعنی باہم ناراض دو مسلمان بھائیوں کو تب تک بخشش سے محروم رکھا جاتا ہے جب تک وہ صلح نہیں کر لیتے۔

باعثِ تہمت امور سے احتراز

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی کسی بیوی کے ساتھ (جا رہے) تھے کہ ایک آدمی گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا فُلَانُ هَذِهِ امْرَأَتِي فُلَانَةُ)). فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّ بِهِ، فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ)). [2]

''اے فلاں! یہ میری فلاں بیوی ہے۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کون ہوتا ہوں کہ ایسا گمان کروں؟ اور نہ ہی میں نے آپؐ کے بارے میں کوئی گمان کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً شیطان ابنِ آدم کے جسم میں خون کے چلنے کی جگہ پر دوڑتا ہے۔''

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اور اس میں اپنے وساوس اور خیالات ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے اس صحابیؓ سے وضاحت فرما دی تاکہ شیطان اس کے دل میں کوئی برا خیال نہ ڈال دے۔

مجلس نشیں اور صحبت نشیں کون ہو؟

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَجَلِيسِ السُّوءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الشحناء والتهاجر، ح:2565-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم، ح:4916-سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في المتهاجرين، ح:2023

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رئي خاليا بامرأة وكانت زوجته أو محرما له أن يقول هذه فلانة ليدفع ظن السوء به، ح:2174-سنن أبوداود، كتاب السنة، باب في ذراري المشركين، ح:4719

يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً)) . ❶

''نیک ہم نشین کی مثال اور برے ہم نشین کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے کے مثل ہے۔ سو جو کستوری اٹھانے والا ہے وہ یا تو تجھے دے دے گا، یا تُو اس سے اس سے خرید لے گا اور یا تُو اس سے اچھی خوشبو ہی پالے گا۔ اور جو بھٹی دھونکنے والا ہے وہ یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا، یا پھر تُو اس سے بدبُو ہی پائے گا۔''

اسی طرح اچھے شخص کی صحبت سے اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہی حاصل ہوگا، یا تو وہ خود کوئی فائدے کی بات بتادے گا، اگر وہ خود نہیں بتاتا تو تم اس سے پوچھ سکتے ہو، اور اگر یہ دونوں ہی نہ ہوں تو کم از کم اس کی صحبت کے اثر سے ہی تم اچھی عادات وخصائل اپنالو گے، اور اس کے برعکس بُرا صحبت نشین ہے، وہ جب بھی کوئی بات بتائے گا تو بے فائدہ اور نقصان کی بات ہی بتائے گا اور اگر وہ کچھ نہ بھی بتائے تو اس سے کسی طور بھی چنداں کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا بلکہ اس کی صحبت کے اثر سے تم بھی بری عادات وخصائل کے حامل ہو جاؤ گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)) . ❷

''آدمی اپنے دوست کے دِین پر ہی ہوتا ہے، سو تم میں سے (ہر) شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بناتا ہے۔''

آدمی کے دوستوں کو دیکھ کر ہی اس کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے کردار وسیرت کا حامل ہے، کیونکہ انسان اپنے دوستوں کے دِین یعنی طور وطرز اور انہی کے طریق ونہج پر ہوتا ہے، اس لیے کسی کو اپنا دوست بنانے سے پہلے اس کے جمیع امور وخصائل کو بہ خوبی ملاحظہ کرنا چاہیے تاکہ اُس کے درست نہ ہونے پر اس کا شمار بھی اسی کے ساتھ نہ کیا جانے لگے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ)) . ❸

''تُو صرف مومن شخص کو ہی اپنا ساتھی بنا اور تیرا کھانا صرف متقی شخص ہی کھائے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

❶ [صحیح] صحيح بخاری ، كتاب البيوع ، باب في العطار وبيع المسك ، ح:2101-صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب استحباب مجالسة الصالحين ، ومجانبة قرناء السوء ، ح:2628

❷ [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب من يومر أن يجالس ، ح:4833-سنن ترمذی ، أبواب الزهد ، باب منه ، ح:2378-مسند أحمد:2/334-سلسلة الأحاديث الصحيحة:927

❸ [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب من يومر أن يجالس ، ح:4832-سنن ترمذی ، أبواب الزهد ، باب ما جاء في صحبة المومن ، ح:2395-صحيح الجامع للألباني:7341

((الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ)). [1]

''رُوحوں کے لشکر کے لشکر الگ الگ ہیں، سو جو (عالمِ ارواح میں) ایک دوسرے سے متعارف تھیں (دنیا میں آ کر) ان میں محبت ہوگئی، اور جو وہاں ایک دوسرے سے ناواقف تھیں، ان (کا دنیا) میں بھی اختلاف ہی رہا۔''

یہ محبت اور اختلاف روحانی مناسبت سے ہے، اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب عالمِ ارواح میں رُوحوں کے لشکر موجود تھے تو جو رُوحیں دنیا میں آنے سے پہلے وہاں ایک دوسرے سے متعارف ہوگئیں تھیں، دنیا میں آ کر ان کی باہم محبت ہوگئی، لیکن جن کا وہاں آپس میں مزاج نہ مل سکا وہ دنیا میں آ کر بھی ایک دوسرے کے مخالف ہی رہیں۔ مثال کے طور پر نیک شخص کا مزاج نیک سے ہی ملتا ہے اور اسی کو اپنا صحبت نشیں اور مجلس نشیں بنائے گا، اسی طرح بُرے شخص کی عادات بُرے سے ہی میل کھاتی ہیں اور وہ اسی سے ہی میل جول رکھے گا، اور ان دونوں طرح کے یعنی نیک اور بے لوگوں کا آپس میں چنداں مزاج نہیں ملتا اور نہ ہی ان کی عادات وخصائل میں کچھ مماثلت ہے، اس لیے یہ عالمِ ارواح میں بھی ایک دوسرے سے مانوس نہ ہوسکیں اور دنیا میں آ کر بھی ان کا آپس میں اختلاف ہی رہا۔

گمراہی کے خدشے کی صورت میں گوشہ نشینی

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟)). قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ جَاهَدَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَالَ: ((ثُمَّ مَنْ؟)). قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ثُمَّ مُؤْمِنٌ يَعْتَزِلُ فِي شِعْبٍ يَتَّقِي رَبَّهُ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). [2]

''لوگوں میں سے زیادہ فضیلت کا حامل کون شخص ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ بار بار یہی فرمایا تو صحابہؓ نے کہا: جو راہِ خدا میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کون؟ صحابہؓ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب الأرواح جنود مجندة، ح: 3336 – صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب الأرواح جنود مجندة، ح: 2638

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجهادوالسیر، باب أفضل الناس مومن مجاهد بنفسه وماله في سبیل الله، ح: 2786 – صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: 1888

بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی گھاٹی میں علیحدگی اختیار کرلے، اپنے رب سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو اپنی برائی (سے بچانے کے لیے) چھوڑ دے۔"

رہبانیت اور گوشہ نشینی ویسے تو اسلام کی نظر میں ناجائز ہے لیکن اگر لوگوں کے ساتھ رہنے سے دین کو نقصان پہنچتا ہو اور وہ تعبدی امور کو بجانہ لاسکتا ہو یا لوگوں کی اکثریت اسلام پر قائم نہ رہی ہو اور گمراہی اس قدر بڑھ گئی ہو کہ اپنا ایمان بھی متزلزل ہوتا نظر آرہا ہو، یا پھر اس کی وجہ سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو تو پھر گوشہ نشینی اختیار کرنا افضل ہے، لیکن اگر اس کا لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا لوگوں کے حق میں مفید ہو، ان کی اصلاح و تربیت کا باعث ہو اور وہ لوگوں کے مصائب پر صبر بھی کرسکتا ہو تو ایسی صورت میں لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا ہی افضل ہے اس صورت میں گوشہ نشینی اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلنَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيهَا رَاحِلَةً)).

"لوگ ایسے ہوجائیں گے جیسے سو اونٹوں میں سواری کے قابل ایک اونٹ بھی نہیں ہوتا۔"

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا معنٰی یوں کیا گیا ہے کہ لوگ احکامِ دین میں برابر ہوجائیں گے، کسی صاحبِ حیثیت کو عام شخص پر چنداں فضیلت نہیں ہوگی۔ "سو اونٹوں کی طرح ہوجائیں گے جن میں کوئی سواری کا اونٹ نہیں ہوگا" اس میں مذکور لفظ رَاحِلَةٌ اس چیز پر دلالت کرتا ہے جو کُوچ کرجاتی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اکثر لوگ ردّی ہوں گے، لہٰذا تو ان کی صحبت میں زیادہ مت رہ، اور لوگوں میں سے اہلِ فضل (نیکوکار لوگ) ہی انجام کا قصد کریں گے لیکن ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی (ایسے ہی) جیسے بوجھ اٹھانے والے اونٹوں میں (تھوڑے سے) سواری کے قابل اونٹ ہوتے تھے۔

سیدنا مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَيَبْقَى حُفَالَةٌ مِثْلُ حُفَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيهِمُ اللّٰهُ بَالًا)). [1]

"نیک لوگ ایک ایک کرکے (دنیا سے) چلے جائیں گے اور ان کے بعد جَو یا کھجور کے بھوسے کے مثل لوگ باقی رہ جائیں گے، اللہ تعالیٰ کو ان کی چنداں پرواہ نہیں ہوگی۔"

حُفَالَةٌ کا مطلب ہے کسی بھی چیز کا باقی بچ جانے والا ناکارہ اور خراب حصہ، جسے ہم بھوسہ یا تلچھٹ کہتے ہیں۔ تو گویا دنیا کے بہترین لوگ اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندے ہیں اور ان کے دنیا سے گزر جانے کے بعد باقی سب ناکارہ لوگ ہی رہ جائیں گے، جن کا ہونا یا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی نظر میں برابر ہے۔

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحين، ح: 6434- مسند أحمد: 4/193

سرگوشی کی ممانعت

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا، فَإِنَّ ذَٰلِكَ يُحْزِنُهُ)). وَرَوَاهُ مَنْصُورٌ، عَنْ شَقِيقٍ بِمَعْنَاهُ، وَزَادَ: ((حَتَّى يَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ)). [1]

''جب تم تین لوگ ہو تو دو آدمی اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، کیونکہ یہ بات اس (تیسرے) شخص کو پریشان کرے گی۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ (وہ دونوں تب تک سرگوشی نہ کریں) جب تک کہ وہ لوگوں میں گھل مل نہیں جاتے۔''

اس حدیثِ مبارکہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ اگر ایک جگہ پر تین لوگ موجود ہوں تو ان میں سے دو لوگوں کو آپس میں سرگوشی نہیں کرنی چاہیے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ خدشہ ہے کہ اس تیسرے شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید انہوں نے میرے بارے میں کوئی بات کی ہو جو مجھ سے چھپائی ہے۔ یہ خیال اسے پریشان کر سکتا ہے اور کسی مسلمان کو پریشان کرنا بہ جائے خود ایک گناہ ہے۔

بہ وجہ تکریم کھڑے ہونے کا جواز

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ والی حدیث میں ہے کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو کہا:

فَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُونِي بِالتَّوْبَةِ، حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي، فَمَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ. [2]

''لوگ مجھے فوج در فوج ملے اور وہ معافی کی مبارکباد دے رہے تھے، جب میں مسجد میں داخل ہوا تو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ لپک کر آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی، مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی شخص اُٹھ کر میری طرف نہیں آیا، اور میں طلحہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو کبھی نہیں بھول سکوں گا۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب إذا کانوا أکثر من ثلاثة فلا بأس بالمسارة والمناجاة، ح:6290۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم مناجاة الاثنین دون الثالث بغیر رضاه، ح:2184

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، وقول الله عز وجل: ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾، ح:4418۔ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب بن مالک وصاحبیه، ح:2769

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ وَكَانَ قَرِيبًا، فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ)). [1]

''جب (یہودیوں کے قبیلہ) بنوقریظہ نے سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہتھیار ڈال دیے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف (آدمی) بھیجا، وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب پاس آ گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔''

شعبہؒ بیان کرتے ہیں کہ:

فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ، أَوْ خَيْرِكُمْ)).

''جب وہ مسجد کے قریب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: اپنے سردار، یا (فرمایا:) اپنے بہترین شخص کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا. [2]

''جب وہ نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپؐ ان کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے چومتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپؐ کے استقبال میں کھڑی ہو جاتیں، آپ کا ہاتھ پکڑ کر چومتیں اور آپؐ کو اپنی نشست پر بٹھاتیں۔''

طارق بن عبدالرحمان احمسی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا جُلُوسًا عَلَى بَابِ الشَّعْبِيِّ إِذْ جَاءَ جَرِيرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ قَالَ: فَدَعَا الشَّعْبِيُّ لَهُ بِوِسَادَةٍ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا أَبَا عَمْرٍو حَوْلَكَ أَشْيَاخٌ وَقَدْ جَاءَ هٰذَا الْغُلَامُ فَدَعَوْتَ لَهُ بِوِسَادَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْقَى لِجَدِّهِ وِسَادَةً، وَقَالَ: ((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ)). [3]

''ہم شعبیؒ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ تشریف لائے، شعبیؒ نے ان

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح:3804-صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز قتال من نقض العهد، وجواز إنزال أهل الحصن على حكم حاكم عدل أهل للحكم، ح:1768

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب ما جاء في القيام، ح:5217

[3] [حسن] سلسلة الأحاديث الصحيحة:1205

کے لیے تکیہ منگوایا، ہم نے ان سے عرض کیا: اے ابوعمرو! آپ کے اردگرد بزرگ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں مگر جونہی یہ لڑکا آیا ہے آپ نے اس کے لیے تکیہ منگوالیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، یقیناً رسول اللہ ﷺ نے اپنے جدِّ امجد کے لیے تکیہ رکھا تھا اور فرمایا کہ جب تمہارے پاس قوم کا معزز شخص آئے تو اسکی عزت کیا کرو۔“

کسی معزز شخص کے استقبال میں کھڑے ہونے کی مذکورہ تمام احادیث ایسی صورت کے بارے میں ہیں کہ وہ شخص خود یہ پسند نہ کرتا ہو کہ جب وہ آئے تو لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، اور اگر کوئی شخص اپنے لیے ایسا اکرام خود پسند کرتا ہو، جیسا کہ ہمارے حکام یا انکساری سے عاری امراء طبقہ، تو ایسے شخص کے بارے میں شدید وعید وارد ہوئی ہے جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).[1]

”جو شخص یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے رہیں تو اسے اپنا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ میں بنا لینا چاہیے۔“

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ وعید اس صورت میں ہے کہ جس کے لیے کھڑا ہوا جائے وہ خود اس بات کا حکم دے کہ لوگ اس کی آمد پر اس کے استقبال میں کھڑے ہوں اور تکبر و بڑائی کی بناء پر ان پر اس بات کو لازمی کر دے اور پھر جب وہ بیٹھ جائے تو لوگ اس کے سامنے سیدھے کھڑے رہیں، یعنی وہ انہیں بیٹھنے کو نہ کہے بلکہ ان کا کھڑے رہنا اسے اچھا لگتا ہو۔

مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود بیٹھنے کی ممانعت

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَقْعُدُ فِيهِ آخَرُ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا.[2]

”رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ پر بیٹھ جائے، لیکن تم کشادہ اور وسیع ہو جایا کرو۔“

کیونکہ جو شخص پہلے آ کر بیٹھا ہے وہی اس جگہ پر بیٹھنے کا حقدار ہے، بعد میں آنے والے کا اسے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في قيام الرجل للرجل، ح:5229-سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، ح:2755-مسند أحمد:91/4-سلسلة الأحاديث الصحيحة:357

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الإستئذان، باب ﴿إذا قيل لكم تفسحوا في المجلس، فافسحوا يفسح الله لكم وإذا قيل انشزوا فانشزوا﴾، ح:6270-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم إقامة الإنسان من موضعه المباح الذي سبق إليه، ح:2177

جانا اس شخص کی حق تلفی ہے، اس لیے اس سے منع فرمایا گیا۔ البتہ اس کا حل بتلا دیا گیا کہ بہ جائے کسی کو اٹھانے کے مجلس کشادہ کر لی جائے اور تھوڑا کھلے کھلے ہو لیا جائے تا کہ نیا آنے والا بھی با آسانی بیٹھ سکے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ كَانَ فِيهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ)). [1]

''جب تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے جہاں وہ بیٹھا ہوا اُٹھ کر جائے، پھر وہ واپس آئے تو اپنی اس جگہ پر بیٹھنے کا وہی زیادہ حق رکھتا ہے۔''

یعنی اگر کوئی شخص کسی ضرورت کے باعث مجلس سے اٹھ کر جاتا ہے تو کسی اور کو اس کی جگہ پر نہیں بیٹھ جانا چاہیے، بلکہ اس کی جگہ خالی ہی رکھی جائے یا اگر کوئی بیٹھ بھی جائے تو اس کی واپسی پر اس کی جگہ چھوڑ دی جائے تا کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ سکے لیکن اگر اس کے واپس نہ آنے کا یقین ہو تو پھر اس کی جگہ پر بیٹھا جا سکتا ہے۔

دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا [2]

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان بیٹھے، ہاں اگر ان کی اجازت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔''

منتہائے مجلس پر بیٹھنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسْنَا حَيْثُ نَنْتَهِي. [3]

''جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے تو جہاں ہم آخر میں ہوتے وہیں بیٹھ جاتے۔''

---

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب إذا قام من مجلسه، ثم عاد فهو أحق به، ح:2179-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب من قام عن مجلس فرجع فهو أحق به، ح:3717

[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يجلس بين الرجلين بغير إذنهما، ح:4844-سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح:2752

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التحلق، ح:4825-سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب منه، ح:2725

یعنی آخر میں آ کر آگے بیٹھنے کے لیے لوگوں کے کندھے پھلانگ پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے تاکہ لوگوں کو بھی تکلیف نہ ہو اور آدابِ مجلس بھی پامال نہ ہوں۔

وسیع وکشادہ مجلس

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا)). [1]

''بہترین مجلس وہ ہے جو بہت کشادہ اور کھلی ہو۔''

کیونکہ اگر جگہ کی تنگی ہو تو سبھی لوگ تنگ ہوتے رہتے ہیں اور ہر نئے شخص کی آمد پر ساری مجلس کو اِدھر اُدھر ہونا پڑتا ہے، اس لیے پہلے ہی کسی وسیع وکشادہ جگہ کا انتخاب کیا جائے تاکہ بعد میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو اور مقصودِ مجلس تمام تر توجہ وانہماک سے حاصل کیا جائے۔

بلاتکلف مجلس میں جگہ پانا

سیدنا ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ. قَالَ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی آئے، دو تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور ایک چلا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے، ان میں سے ایک نے تو مجلس میں کچھ گنجائش دیکھی تو وہ وہاں بیٹھ گیا، اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا، جبکہ

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في سعة المجلس، ح:4820-مسند أحمد:69/3-سلسلة الأحاديث الصحيحة:832

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، ومن رأى فرجة في الحلقة فجلس فيها، ح:66-صحيح مسلم. كتاب السلام، باب من أتى مجلسا فوجد فرجة فجلس فيها وإلا وراءهم، ح:2176

تیسرا واپس چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تین لوگوں کی بات نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی طرف جگہ چاہی تو اللہ نے اسے جگہ دے دی، دوسرے نے شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے شرم محسوس کی اور تیسرے نے منہ پھیر لیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔“

اللہ تعالیٰ نے شرم محسوس کی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹھنے کے لیے جگہ نہ دی اور منہ پھیر لینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیسرے شخص کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے کی توفیق ہی نہ دی۔

حلقے بنا کر بیٹھنے کی کراہیت

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ حِلَقٌ مُتَفَرِّقُونَ، فَقَالَ: ((مَا لِي أَرَاكُمْ عِزِينَ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: كَأَنَّهُ يُحِبُّ الْجَمَاعَةَ. [1]

”ہم الگ الگ حلقے لگائے بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم فرقوں میں بٹے بیٹھے ہو۔ محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسے فرمایا کہ جیسے آپؐ جماعت (یعنی ایک جگہ مل کر بیٹھنے) کو پسند فرماتے ہیں۔“

لیکن اگر کسی فائدے اور مقصد کے باعث حلقوں میں بیٹھنا ناگزیر ہو تو اس صورت میں ایسا کرنا جائز ہوگا۔

بیٹھنے کی کیفیت

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ. [2]

”نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو سورج خوب طلوع ہو جانے تک اپنی جگہ پر ہی چارزانو ہو کر بیٹھے رہا کرتے تھے۔“

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة، والنهي عن الإشارة باليد، ح:430-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التحلق، ح:4823

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح، وفضل المساجد، ح:670-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يجلس متربعاً، ح:4850-سنن ترمذى، أبواب الصلاة، باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، ح:585

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَبِيًا بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا. ❶

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبے کے صحن میں دونوں رانیں پیٹ سے لگائے، دونوں ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے سُرین پر بیٹھے دیکھا۔"

سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّهَا رَأَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ ارْعَوَيْتُ مِنَ الْفَرَقِ. ❷

"انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ دونوں رانوں کو پیٹ سے ملا کر اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ بنا کر سرین کے بل بیٹھے ہوئے تھے، جب میں نے آپ ﷺ کو بیٹھنے کی خشوع والی اس حالت میں دیکھا تو میں خوف کے مارے لرز گئی۔"

یعنی جب انہوں نے دیکھا کہ دو عالم کے تاجدار اور تمام انبیاء کے سردار ہوتے ہوئے بھی اتنی عاجزی اور خشوع کے ساتھ بیٹھے ہیں تو فرماتی ہیں کہ میں اس قدر ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی اور آپ ﷺ کے اس انداز میں بھی ایسی جلالت اور ہیبت نظر آئی کہ میں خوف کے مارے لرز اٹھی۔

بیٹھنے کی ناپسندیدہ کیفیت

سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ هَكَذَا، وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِي الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي وَاتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي، فَقَالَ: ((أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ؟)). ❸

"نبی ﷺ (میرے پاس سے) گزرے اور میں اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی پُشت کے پیچھے کر کے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ اور اس کے نچلے حصے پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہو جن پر غضب کیا گیا ہے؟"

ہمارے معاشرے میں لوگ اس انداز میں عموماً بیٹھتے ہیں، یعنی ہاتھ کو کمر کے پیچھے زمین پر رکھ کر اس پہ ٹیک

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب الاحتباء بالید، وھو القرفصاء، ح:6272

❷ [حسن] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في جلوس الرجل، ح:4847

❸ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في الجلسة المکروھة، ح:4848

لگا کر بیٹھنا، جبکہ مذکورہ حدیث میں اس انداز کو غضب الٰہی کا نشانہ بننے والے لوگوں کا انداز کہا گیا ہے، لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ)).[1]

''جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں بیٹھا ہو، پھر اس سے سایہ ہٹ جائے اور وہ کچھ حصہ دھوپ میں ہو جائے اور کچھ سائے میں تو اسے (وہاں سے) کھڑے ہو جانا چاہیے۔''

ابوحازم روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ جَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ فِي الشَّمْسِ فَأَمَرَ بِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الظِّلِّ.[2]

''وہ (مسجد میں آئے) آئے اور نبی ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ دھوپ میں کھڑے ہو گئے، تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تو وہ سائے میں آ گئے۔''

آدھا دھوپ میں اور آدھا سائے میں بیٹھنا یا کھڑے ہونا طبی طور پر انسانی صحت کے لیے ضرر رساں ہے، اسی لیے اس سے منع فرمایا گیا۔

ذکرِ الٰہی سے خالی مجلس کا گناہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً)).[3]

''جو بھی لوگ کسی ایسی مجلس سے اُٹھتے ہیں جس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کرتے ہوں تو وہ کسی مردار گدھے پر سے اُٹھنے کے مثل ہیں، اور وہ مجلس (روزِ قیامت) ان کے لیے حسرت بن جائے گی۔''

یعنی روزِ قیامت وہ مجلس ان کے لیے اس طرح وبال بن جائے گی کہ وہ یہ حسرت اور تمنا کریں گے کہ کاش ہم نے اس مجلس میں اللہ کا ذکر کیا ہوتا۔

---

1. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الجلوس بين الظل والشمس، ح: 4821-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 737
2. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الجلوس بين الظل والشمس، ح: 4822
3. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب كراهية أن يقوم الرجل من مجلسه ولا يذكر الله، ح: 4855-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 77

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَأَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ تَقُولُ كَلَامًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا خَلَا، قَالَ: ((هٰذَا كَفَّارَةُ مَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور پھر اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ''اے اللہ! تو اپنی تعریف کے ساتھ بہت پاک ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تیری بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔'' صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ یہ جو کلمات کہتے ہیں انہیں آپؐ تنہائی میں نہیں پڑھتے (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (دعا) مجلس میں ہونے والی باتوں کا کفارہ ہے۔''

یعنی مجلس میں بیٹھنے کے دوران سبقتِ لسانی سے جو باتیں ہو جاتی ہیں مجلس ختم کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنے سے ان خطاؤں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

چھینکنا پسندیدہ اور جمائی لینا ناپسندیدہ عمل ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاوُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَوْ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى مَنْ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ: يَرْحَمُكَ اللهُ، وَإِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ الشَّيْطَانُ فَلْيُخْفِهِ مَا اسْتَطَاعَ)). [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے۔ سو تم میں سے جب کسی کو چھینک آئے

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في كفارة المجلس، ح:4859

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب ما يستحب من العطاس وما يكره من التثاوب، ح:6223-سنن ترمذى، أبواب الأدب، باب ما جاء إن الله يحب العطاس ويكره التثاوب، ح:2747

تواسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا چاہیے، یا وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو سننے والے کا یہ حق ہے کہ وہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ (یعنی اللہ تم پر رحم فرمائے) کہے۔ اور جب وہ جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے، اس لیے جس قدر ہو سکے جمائی کو روکنا چاہیے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَيَقُولُ هُوَ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)).[1]

''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (یعنی ہر حال میں تمام تر تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) اور اس کے (مسلمان) بھائی، یا (فرمایا:) اس کے ساتھی کو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا چاہیے، اور پھر اس کے جواب میں وہ (یعنی چھینکنے والا) یَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ کہے (یعنی اللہ تمہیں ہدایت سے نوازے اور تمہارا معاملہ درست فرمائے)۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح سے مروی ہے کہ:

((شَمِّتْ أَخَاكَ ثَلَاثًا، فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ)).[2]

''اپنے بھائی کی چھینک کا تین بار جواب دو، اور جو اس سے زیادہ بار چھینکے تو وہ زکام ہے۔''

یعنی اگر زکام کی وجہ سے کوئی بار بار چھینک رہا ہو تو اس صورت میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ سے جواب نہ بھی دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ جن چھینکوں کے جواب کا حکم ہے وہ صرف پہلی تین چھینکیں ہیں، اس کے بعد والی زکام کے باعث ہوتی ہیں اس لیے ان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ))، ثُمَّ عَطَسَ أُخْرٰى، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَزْكُومٌ)). وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى فِي الثَّالِثَةِ[3]

''ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس چھینک ماری تو آپ ﷺ نے فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، پھر اس نے دوسری

---

[1] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب ما جاء في تشميت العاطس ، ح:5033-صحيح بخاری ، كتاب الأدب ، باب ما يستحب من العطاس وما يكره من التثاوب ، ح:4622

[2] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب كم مرة يشمت العاطس ، ح:5034

[3] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الزهد والرقائق ، باب تشميت العاطس ، وكراهة التثاوب ، ح:2993-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب كم مرة يشمت العاطس ، ح:5037-سنن ترمذی ، أبواب الأدب ، باب ما جاء كم يشمت العاطس ، ح:2743

مرتبہ ماری تو نبی ﷺ نے فرمایا: مَزْکُوْمٌ (یعنی اسے زکام لگا ہوا ہے)۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے تیسری مرتبہ چھینکنے پر آپؐ نے یہ فرمایا تھا۔"

اس روایت میں دوسری یا تیسری مرتبہ کے چھینکنے کو بھی زکام کہا گیا ہے، البتہ تین چھینکوں تک جواب دینا بہتر عمل ہے۔

جو چھینک کر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" نہ کہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَتَرَكَ الْآخَرَ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَطَسَ رَجُلَانِ فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَتَرَكْتَ الْآخَرَ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدْ)). [1]

"نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینک ماری، تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کا جواب (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر) دے

دیا جبکہ دوسرے کا نہ دیا۔ میں نے عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! دو آدمیوں نے چھینک ماری اور آپؐ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا نہیں دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا تھا اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہیں کہا۔"

یعنی جس شخص نے الحمد للہ کہا تھا آپ ﷺ نے اس کا جواب دے دیا اور جس نے نہیں کہا تھا اسے جواب نہیں دیا۔ اس لیے رحمتِ خداوندی کی دعا لینے کے لیے ضروری ہے کہ الحمد للہ کہا جائے۔

سیدنا ابوموسیٰؓ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوهُ، وَإِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ)). [2]

"جب تم میں سے کوئی چھینک مارے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ کر) اس کا جواب دو، اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے تو اس کا جواب مت دو۔"

اس حدیث میں بھی اسی بات کا ذکر ہے کہ چھینک کے جواب میں رحمت کی دعا لینے کا وہی حقدار ہے جو پہلے الحمد للہ کہے، اور جو چھینکنے پر الحمد للہ نہیں کہتا اسے جواب میں یرحمك الله بھی نہیں کہا جائے گا۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب الحمد للعاطس، ح:6221 صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب تشمیت العاطس، وکراهة التثاوب، ح:2991

[2] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب تشمیت العاطس، وکراهة التثاوب، ح:2992-الأدب المفرد للبخاری:941

آہستہ آواز میں چھینکنا مسنون عمل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ غَضَّ صَوْتَهُ وَحَمَرَ وَجْهُهُ. [1]

''رسول اللہ ﷺ جب چھینک مارتے تھے تو اپنی آواز کو پست رکھتے اور آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا۔''

معلوم ہوا کہ چھینتے وقت آواز کو پست رکھنا سُنّتِ رسول ہے۔

کھانے کی دعوت قبول کرنے کا حکم

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ فَلْيُجِبْ)). [2]

''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو شادی کی یا اس جیسی کوئی اور دعوت دے تو اسے قبول کرنے چاہیے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ)) [3]

''جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے، سو اگر تو اس نے روزہ نہ رکھا ہو تو اسے کھالینا چاہیے لیکن اگر روزے سے ہو تو اسے دعا کر دینی چاہیے۔''

یعنی وہاں حاضر ضرور ہونا چاہیے، البتہ انہیں بتا دیا جائے کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس لیے کھا نہیں سکتا اور ان کے لیے برکت کی دعا کر دینی چاہیے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في العطاس، ح: 5029-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في خفض الصوت وتخمير الوجه عند العطاس، ح: 2745-مسند أحمد: 439/2

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، ونزول الحجاب، وإثبات وليمة العرس، ح: 1429-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في إجابة الدعوة، ح: 3738

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب النكاح، ، ح: 1431-سنن أبوداود، كتاب الصيام، باب في الصائم يدعى إلى وليمة، ح: 2460-سنن ترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء في اجابة الصائم الدعوة، ح: 780

((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [1]

"جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے، پھر اگر وہ چاہے تو کھالے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔"

یعنی دعوت ٹھکرانی نہیں چاہیے بلکہ قبول ضرور کر لینی چاہیے، وہاں جا کر اگر دِل چاہے تو کھالے ورنہ رہنے دے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ دعوت کو قبول ہی نہ کرنا خلافِ سُنّت بات ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ)). [2]

"اگر مجھے پائے (کے گوشت) کی دعوت دی جائے تو بھی میں قبول کرلوں گا اور اگر مجھے بازو (کا گوشت) تحفے میں دیا جائے تو اسے بھی میں قبول کرلوں گا۔"

گویا اگر کسی بھائی کی طرف سے کھانے پر مدعو کیا جائے تو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ان کے ہاں کھانے کا اہتمام کیسا ہے، کہ اگر اچھا ہو تو چلا جائے اور اگر پر تکلف نہ ہو تو پھر شرکت نہ کرے۔ ایسا کرنا شرعاً و اخلاقاً ہر دو لحاظ سے برا عمل ہے۔ سنت کی اتباع اور اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے کہ خواہ کیسے ہی کھانے پر مدعو کیا جائے دعوت کو قبول کرنا چاہیے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى الْغَنِيُّ وَيُتْرَكُ الْمِسْكِينُ، وَهِيَ حَقٌّ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. [3]

"بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی گئی ہو اور غریبوں کو نہ بلایا گیا ہو، یہ حق ہے، سو جس نے اسے چھوڑا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

حق سے مراد یہ ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ اسے دعوت دے تو اسے قبول کرنی چاہیے، اور چھوڑنے سے مراد دعوت قبول نہ کرنا ہے، یعنی جو دعوت قبول کرنے سے انکار کردے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرنی کی۔ علاوہ ازیں اس روایت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جس دعوتِ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، ونزول الحجاب، وإثبات وليمة العرس، ح:1430-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في إجابة الدعوة، ح:3740-سنن أبن ماجه، كتاب الصيام، باب من دعي إلى طعام وهو صائم، ح:1751

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الهدية، باب القليل من الهبة، ح:2568-مسندأحمد:2/424

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح:5177-صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، ونزول الحجاب، وإثبات وليمة العرس، ح:1432

ولیمہ میں صرف امراء، صاحب حیثیت اور با اثر افراد کو ہی مدعو کیا گیا ہو اور فقراء وغرباء کو دعوت نہ دی گئی ہو، ایسی دعوت بدترین دعوت ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فِي دُخُولِهِ الْبَيْتَ وَأَكْلِهِ عِنْدَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہؓ سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر (ان کے گھر میں داخلے کی) اجازت لی، پھر انسؓ نے طویل حدیث بیان کی جس میں آپؐ کا ان کے گھر تشریف لے جانے اور ان کے ہاں کھانا تناول فرمانے کا ذکر تھا، پھر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی: أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ ''نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں، فرشتے تمہیں دعائیں دیں اور روزے دار لوگ تمہارے ہاں افطاری کریں۔''

مریض کی عیادت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((عُودُوا مَرْضَاكُمْ وَاتْبَعُوا الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ)).[2]

''اپنے بیمار لوگوں کی عیادت کیا کرو اور جنازوں میں شرکت کیا کرو، یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔''

بیماروں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت سے دل میں خوف اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور بندے کو اپنی موت اور آخرت کا معاملہ یاد رہتا ہے، جس سے وہ اپنا تزکیہ اور محاسبہ کرتا رہتا ہے اور اپنی آخرت کو بہتر بنانے والے عمل کرتا رہتا ہے۔

عیادت کی فضیلت

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ)). فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((جَنَاهَا)).[3]

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده، ح:3854-سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب في ثواب من فطّر صائماً، ح:1747

[2] [صحيح] مسند أحمد:3/23-الأدب المفرد للبخاري:518-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1981

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب فضل عيادة المريض، ح:2568

''جس نے کسی بیمار کی عیادت کی وہ ہمیشہ جنّت کے میووں میں رہتا ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! جنّت کے میوے کیا ہیں؟ فرمایا: اس کے چنے ہوئے پھل۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((إِذَا أَتَى رَجُلٌ أَخَاهُ يَعُودُهُ مَشَى فِي خُرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ)).[1]

''جب کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عیادت کرنے آتا ہے تو وہ (مریض کے پاس آ کر) بیٹھ جانے تک جنّت کے چنیدہ پھلوں میں چلتا آتا ہے، اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، پھر اگر وہ صبح کو (عیادت کے لیے) آیا ہو تو شام تک ستّر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کو آیا ہو تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ.[2]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے، آپ نہ کسی خچر پر سوار تھے اور نہ ہی کسی گھوڑے پر۔''

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کے اس حق کی ادائیگی کے لیے پیدل ہی تشریف لے گئے، لہٰذا جس طرح سے بھی اپنے مریض مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے جانا ممکن ہو اسی طرح چلے جانا چاہیے اور تکلّفات میں پڑنے سے بچنے کی خاطر اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں عموماً ہوتا ہے کہ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جانا ہو تو اس کے لیے بے شمار تکلّفات اُٹھائے جاتے ہیں، خواہ وہ مریض کی خدمت داری کے لیے ہوں یا اپنی ٹھاٹھ باٹھ کے لیے، اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وسائل کی عدمِ دستیابی پر یہ بے جا تکلّفات ترک کرنا گوارا نہیں کیا جاتا بلکہ مسلمان کا ایک عظیم حق یعنی تیمارداری دینا گوارا کر لیا جاتا ہے، جبکہ اس نیکی پر عمل کے لیے درحقیقت کوئی چیز بھی مانع نہیں ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، ح:3100-سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في ثواب من عاد مريضاً، ح:1442-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1367

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المرضى، باب عيادة المريض، راكبا وماشيا، وردفا على الحمار، ح:5664-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب المشي في العيادة، ح:3096-سنن ترمذى، أبواب المناقب. باب مناقب جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، ح:3851

عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنِي۔ [1]

''میری آنکھ میں تکلیف تھی تو رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت فرمائی۔''

یعنی ضروری نہیں ہے کہ عیادت صرف اسی کی کی جائے جو بہت زیادہ بیمار ہو یا کسی بڑی تکلیف میں مبتلا ہو، بلکہ چھوٹی موٹی بیماری یا تھوڑی بہت طبیعت خراب والے شخص کی بھی عیادت کرنی چاہیے تا کہ اس مسلمان بھائی کا حق ادا ہو جائے اور اپنے نامۂ اعمال میں اجر و ثواب لکھوایا جا سکے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو آنکھ کی تکلیف ہونے پر ان کی عیادت فرمائی۔

عیادت کا مسنون طریقہ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)). [2]

''میں مکہ میں بیمار پڑ گیا، تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے، آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میری پیشانی پر رکھا اور پھر اسے میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا، پھر فرمایا: اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔''

ہجرت کو پورا فرمانے سے مراد یہ تھا کہ اسے صحت دے اور ہجرت تک زندگی عطا فرما، تا کہ یہ مدینہ طیبہ پہنچ جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَادَ مَرِيضًا مَسَحَ وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ وَقَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلْتُ آخُذُ بِيَدِهِ لِأَجْعَلَهَا عَلَى صَدْرِهِ وَأَقُولُ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنِّي، وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَدْخِلْنِي الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)). [3]

''رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت فرماتے تو اس کے چہرے اور سینے پر ہاتھ پھیرتے، اور یہ دعا پڑھتے: أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا

[1] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الجنائز ، باب في العيادة من الرمد ، ح:3102-

[2] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب المرضى ، باب وضع اليد على المريض ، ح:5659

[3] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب السلام ، باب استحباب رقية المريض ، ح:2191-مسند أحمد:126/6

يُغَادِرُ سَقَمًا ''اے لوگوں کے پالنہار! (اس کی) تکلیف کو دُور کر دے اور شفا عطا فرما، تُو ہی شفا دینے والا ہے اور تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے، ایسی شفا عطا فرما جو کسی بھی بیماری کو باقی نہ رہنے دے۔'' سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے تو میں آپؐ کا ہاتھ پکڑ نے لگی تا کہ اسے آپؐ کے سینے پر رکھ کر یہ دعا پڑھوں، تو آپؐ نے مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: اے اللہ! مجھے اعلی رفیق میں شامل کر دے۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ عَلَيْكَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ)). ❶

''نبی ﷺ ایک بدوی صحابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اور فرمایا: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللهُ ''فکر کی کوئی بات نہیں ہے، اگر اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاکیزگی کا ذریعہ بن جائے گی۔''

ابو مجلز فرماتے ہیں کہ:

لَا يُحَدَّثُ الْمَرِيضُ إِلَّا بِمَا يُعْجِبُهُ. ❷

''مریض کے پاس وہی باتیں کرنی چاہییں جو اسے اچھی لگتی ہوں۔''

لیکن اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ مریض کو جس طرح کی بھی باتیں اچھی لگتی ہوں ان کے پاس وہی کی جائیں، بلکہ اگر اس کا دِل کسی ایسے موضوع پر بات کرنے کو چاہے کہ جو خلافِ شرع ہو یا کسی ممنوعہ امور کا ارتکاب کرے مثلاً چغلی، غیبت یا الزام تراشی وغیرہ، تو ایسے امور میں ہرگز مریض کا ساتھ نہیں دینا چاہیے بلکہ اسے منع کرنا چاہیے، ہاں ان امور کے علاوہ کوئی ایسی بات کہ جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو اور مریض کی اس بات سے طبیعت بہلتی ہو تو اس کا ساتھ دینا چاہیے تا کہ اس کے لیے خوش طبعی کا ساماں ہو سکے۔

طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ:

أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ أَخَفُّهَا. ❸

''سب سے زیادہ فضیلت والی وہ عیادت ہے جو خفیف ترین ہو۔''

خفیف ترین ہونے سے مراد یہ ہے کہ مریض کے پاس کم سے کم وقت بیٹھا جائے اور اس کی عیادت اور مناسب گفتگو کے بعد اُٹھ جانا چاہیے۔

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما یقال للمریض، وما یجیب، ح:5662

❷ شعب الایمان للبیہقی: 426/11

❸ شعب الایمان للبیہقی: 433/11

قریب المرگ شخص کو کلمے کی تلقین

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). ❶

''اپنے قریب المرگ لوگوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کی تلقین کیا کرو۔''

قریب المرگ مریض کے پاس بیٹھے شخص کے لیے یہ عمل کرنا مستحب ہے۔ بہرحال اس کا اہتمام لازمی کرنا چاہیے شاید کہ دوسرے شخص کے منہ سے کلمہ سُن کر وہ بھی کلمہ پڑھ لے اور یوں اس کی مغفرت کا سامان ہوجائے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ((مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ''جس شخص کا آخری کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا الله ہوا وہ جنّت میں جائے گا۔'' ❷

تجہیز و تکفین اور جنازے میں شرکت کی فضیلت

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَيَزُورُهُمْ، وَيَعُودُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ۔ ❸

''رسول اللہ ﷺ کمزور (غریب) مسلمانوں سے ملنے آیا کرتے، ان کے بیمار لوگوں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔''

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے کی یہ رِیت پڑ چکی ہے کہ صرف اسی شخص کی تیمارداری کے لیے زحمت کی جاتی ہے جس سے کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہونے کی امید ہو، یا پھر اس کی عیادت سے نام ونمود کی نمائش مقصود ہو یا فقط حاضری ہی ملحوظِ نظر ہو کہ بیمار شخص کے علم میں آجائے کہ فلاں بھی تیمارداری کے لیے آیا تھا، اور اس کے برعکس اگر کوئی بے نام،

❶ [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الجنائز ، باب تلقين الموتى لا إله إلا الله ، ح:916-سنن أبوداود ، كتاب الجنائز ، باب في التلقين ، ح:3117-سنن ترمذى ، أبواب الجنائز ، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت والدعاء له عنده ، ح:976-سنن نسائى ، كتاب الجنائز ، باب تلقين الموت ، ح:1826-سنن ابن ماجه ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في تلقين الميت لا إله إلا الله ، ح:1445

❷ (سنن أبوداود ، كتاب الجنائز ، باب في التلقين ، ح:3116-سنن ترمذى ، أبواب الجنائز ، باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت ، ح:977)

❸ [صحيح] مستدرك حاكم:2/466-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2112

غریب اور مِٹا ہوا شخص خواہ بسترِ مرگ پر تڑپ تڑپ مر جائے اس کی مالی مدد تو درکنار اس کے احوال پوچھنے کے لیے بھی اس کی کٹیا میں جانا اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھا جاتا۔ حالانکہ نبی ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد طبقاتی تقسیم ختم کرنا بھی تھا اور اسی وجہ سے آپؐ نے تمام بنی نوعِ انسانیت کی یکسانیت کے بارے میں نہ صرف بے شمار ارشادات فرمائے بلکہ عملی طور پر بھی اس کی مثالیں مہیا فرمائیں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی ذکر ہے۔ اس لیے ہمیں آپؐ کی اتباع کرتے ہوئے اس قبیح تقسیم کو ختم کرنا چاہیے۔

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِينَ مَرَّةً، وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتًا كَسَاهُ اللّٰهُ مِنَ السُّنْدُسِ وَإِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ حَفَرَ لِمَيِّتٍ قَبْرًا فَأَجَنَّهُ فِيهِ أُجْرِيَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَأَجْرِ مَسْكَنٍ أَسْكَنَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [1]

"جس نے کسی میّت کو غسل دیا اور اس کے عیوب کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتا ہے، جس نے کسی میّت کو کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے نرم و باریک اور موٹے ریشم کا جنتی لباس پہنائے گا اور جس نے میت کے لیے قبر کھودی اور اسے اس میں دفنایا تو اسے ایسا اجر دیا جائے گا کہ جیسے اس نے اس (میت) کو قیامت تک کے لیے رہائش فراہم کر دی ہو۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ خَرَجَ مَعَ جِنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ تَبِعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ)). [2]

"جو شخص میّت کے گھر سے جنازے کے ساتھ روانہ ہو، پھر وہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرے، پھر اسے دفنا دیے جانے تک اس کے پیچھے (یعنی ساتھ) رہے تو اسے دو قیراط اجر و ثواب ملتا ہے، اور جو نمازِ جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے تو اسے اُحد پہاڑ کے مثل ایک قیراط اجر و ثواب ملتا ہے۔"

قیراط سے مراد وزن کی پیمائش ہے جو مختلف زمانوں میں بدلتی رہتی ہے، یہ مقدار میں بہت کم وزن اور ماپ پر بولا جاتا ہے لیکن یہاں اسے اُحد پہاڑ کی مماثلت سے بیان کیا گیا ہے، جس کی احتمالی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس حدیث میں مذکور عمل کے اجر و ثواب کو اُحد پہاڑ کے ساتھ تشبیہ دے کر بتلایا ہے کہ بظاہر اس چھوٹے سے عمل کا بھی اہتمام کیا جائے تو اس کا اجر بہت بڑا ہو سکتا ہے۔

[1] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 3/395-مستدرك حاكم: 1/354

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: 945-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز وتشييعها، ح: 3169

قبروں کی زیارت کا حکم

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((زُوْرُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ)) [1]

"قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاددلاتی ہیں۔"

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً)) [2]

"(پہلے) میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، لیکن (اب) تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاد ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، ثُمَّ بَدَا لِي فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُرِقُّ الْقَلْبَ وَتُدْمِعُ الْعَيْنَ وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ فَزُورُوا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا)).

"(پہلے) میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، پھر (یہ بات) مجھ پر واضح ہوگئی، چنانچہ تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دِل کو نرم کرتی ہیں، آنکھوں کو بہاتی ہیں اور آخرت کی یاد دِلاتی ہیں، سوتم زیارت کیا کرو اور بیہودہ گوئی نہ کیا کرو۔"

چونکہ قبرستان جانے سے انسان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح آج یہ لوگ یہاں مدفون ہیں اسی طرح کل میں بھی یہاں منوں مٹی تلے پڑا ہوں گا۔ اس احساس سے اس کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور اپنی موت کو یاد کر کے اشک بہانے لگتا ہے۔ اور یوں قبروں کی زیارت اس کی آخرت کے بہتر ہو جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

محمد بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلٰى، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فِي الْخُرُوجِ إِلَى

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل في زيارة قبر أمه، ح:976-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب في زيارة القبور، ح:3234-سنن نسائی، كتاب الجنائز، باب زيارة قبر المشرك، ح:2034-سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في زيارة قبور المشركين، ح:1572

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل في زيارة قبر أمه، ح:977-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب في زيارة القبور، ح:3235-سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء في الرخصة في زيارة القبور، ح:1054

الْبَقِيعِ قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ)). وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)). [1]

''کیا میں تمہیں اپنی ایک بات اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، تو انہوں نے بقیع (قبرستان) کی طرف جانے کا واقعہ بیان کیا، اور انہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا: اے اللہ کے رسول! (میں قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے) کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تُو کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ ''مومنوں اور مسلمانوں کے گھروں والوں پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے چلے جانے والوں پر اور ہم سے بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے، اور بلاشبہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے آ ملنے والے ہیں۔'' اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ: أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ''تم ہم سے پہلے پہنچ چکے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔''

فوت شدگان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)). [2]

''فوت شدگان کو برا مت کہو، کیونکہ انہوں نے جیسے اعمال کیے تھے ان کا بدلہ پالیا ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ بِجَنَازَةٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((أَثْنُوا عَلَيْهِ))، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ خَيْرًا فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)). قَالَ: ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((أَثْنُوا عَلَيْهِ))، فَقَالُوا: بِئْسَ الْمَرْءُ كَانَ فِي دِينِ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ، أَنْتُمْ شُهُودُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ)). [3]

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ح:974- سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب الأمر بالاستغفار للمومنین، ح:2037

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینهی من سب الأموات، ح:1393-سنن نسائی، کتاب الجنائز، النهي عن سب الأموات، ح:1936

[3] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیه خیر أو شر من الموتی، ح:949-شرح السنة للبغوی:5/386

''رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے جایا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس کی تعریف کرو۔ (یعنی مجھے بتاؤ کہ یہ کیسا شخص تھا؟) تو صحابہؓ نے کہا: ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا تھا، اور صحابہؓ نے اس کی تعریف کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس پر جنّت) واجب ہوگئی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک جنازہ لے جایا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس کی تعریف کرو۔ تو صحابہؓ نے کہا: اللہ کے دِین میں یہ بہت برا آدمی تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس پر جہنم) واجب ہوگئی، تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

اس روایت کے معنیٰ میں یہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے انہی لوگوں کے بابت ایسا پوچھا ہو جن کی نیکی یا برائی تمام لوگوں پر واضح تھی اور سب کو ان کے اچھے برے اعمال کا پتہ تھا، اور آپؐ نے بری تعریف والے شخص کے بابت اس لیے پوچھا تا کہ ان جیسے دیگر لوگ اس کا انجام سن کر برائی کرنے سے باز آ جائیں۔

خود پسندی اور تحقیر کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ)). ❶

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے رُسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے، آدمی کے بُرا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْكِبْرُ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ)). ❷

''تکبر یہ ہے کہ جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر جانے۔''

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، قَالَ اللّٰهُ: ((مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنِّي لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ، فَإِنِّي غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)). ❸

❶ صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب تحريم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله، ح: 2564-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم، ح: 1927

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: 91

❸ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن تقنيط الإنسان من رحمة الله تعالى، ح: 2621-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي، ح: 4983

”ایک آدمی نے کہا کہ اللہ فلاں شخص کو معاف نہیں فرمائے گا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص اس بات پر قسم اُٹھائے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا تو یقیناً میں فلاں کو تو معاف کر دوں گا لیکن تیرے عمل ضائع کر دوں گا۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ)). [1]

”جب تم کسی آدمی کو یہ کہتا سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

گویا نبی ﷺ نے ایسے شخص کے لیے بددعا کی صورت میں سرزنش فرمائی ہے جو خود پسندی کا شکار ہو اور ہر دم خود ستائی میں ہی لگا رہے، اور دوسرے لوگوں کو حقیر اور نکما سمجھے۔

فخر و تکبر کی بجائے عاجزی اختیار کرنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُخَيَّرُ فِيهِ الرَّجُلُ بَيْنَ الْعَجْزِ وَالْفُجُورِ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَخْتَرِ الْعَجْزَ عَلَى الْفُجُورِ)). [2]

”عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو عاجزی اور فخر و تکبر (میں سے ایک کو اپنانے) میں اختیار دیا جائے گا، سو جو اس زمانے میں موجود ہو اسے فخر و تکبر کی بجائے عاجزی کو اختیار کرنا چاہیے۔“

سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ [التوبة: 119]

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ مل جاؤ۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن قول هلك الناس، ح:2623-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي، ح:4983

[2] [صحيح] مستدرک حاکم:8353 شب الايمان للبيقى: 7979

يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)). ❶

''سچ بولنا اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے کر جاتا ہے اور نیکی جنّت میں لے کر جائے گی، اور یقیناً آدمی اتنا سچ بولتا ہے کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچنا بھی اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے کر جاتا ہے اور گناہ جہنّم میں لے جائے گا، اور یقیناً آدمی اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ اسے اللہ کے ہاں بھی جھوٹا ہی لکھ دیا جاتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ مِنْهُ جِدٌّ وَلَا هَزْلٌ، وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ ابْنَهُ ثُمَّ لَا يُنْجِزُ لَهُ)). ❷

''یقیناً جھوٹ حقیقت یا مذاق کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور نہ کوئی آدمی اپنے بیٹے سے ایسا وعدہ کرے کہ جسے وہ پورا نہ کر سکے۔''

خاموشی کی فضیلت اور لغویات سے اعراض

سیدنا ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ کی روایت پیچھے بیان ہو چکی ہے، جس میں وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). ❸

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات ہی کہنی چاہیے، یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔''

سیدنا سہل بن سعد ان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ)). ❶

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ وما ينهى عن الكذب، ح:6094-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، ح:2607

❷ [صحيح] مستدرك حاكم:1/127

❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كان يومن بالله واليوم الآخر فلا يوذ جاره، ح:6018-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف، ولزوم الصمت إلا عن الخير، ح:47-سنن أبو داود، كتاب الأدب، باب في حق الجوار، ح:5154-سنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2500

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح:6474-سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان، ح:2408

”جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والے عضو (یعنی زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان والے عضو (یعنی شرمگاہ کے جائز استعمال) کی ضمانت دے دے، میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ)). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ قَالَ: ((هٰذَا)). وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرَفِ لِسَانِ نَفْسِهِ.[1]

”میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے کام کا حکم فرمائیے جسے میں اسلام میں مضبوطی سے تھامے رکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ کہو: میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں کس چیز سے ڈرتا رہوں جس میں میرے مبتلا ہو جانے سے آپ خوف کھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اپنی زبان کا ایک کنارہ پکڑ کر فرمایا: اس سے۔“

ابو وائل روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صفا پہاڑی پر تلبیہ کہا، پھر فرمایا:

يَا لِسَانُ قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ، وَاصْمُتْ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدَمَ. قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، هٰذَا شَيْءٌ تَقُولُهُ أَوْ سَمِعْتَهُ، قَالَ: لَا، بَلْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ أَكْبَرَ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ)).[2]

”اے زبان! اچھی بات کہہ، غنیمت میں رہے گی اور خاموش رہ، شرمندگی اٹھانے سے پہلے ہی سلامتی میں رہے گی۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو عبدالرحمان! یہ جو بات آپ نے کہی ہے یہ آپ کا قول ہے یا آپ نے کسی سے سنی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں (میرا قول نہیں ہے) بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ انسان کی سب سے بڑی غلطی اس کی زبان سے سرزد ہوتی ہے۔“

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْأَعْضَاءُ تُكَفِّرُ اللِّسَانَ، تَقُولُ: اتَّقِ اللهَ فِينَا، إِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا، وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)).[3]

”(انسانی جسم کے تمام) اعضاء زبان سے دست بستہ کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا، کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔“

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب جامع أوصاف الإسلام، ح:38- سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان، ح:2410- سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب کف اللسان في الفتنة، ح:3972

[2] [حسن] الفقیه والمتفقه للخطیب: 2/148

[3] [حسن] سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان، ح:2407- مسند أحمد: 3/96- صحیح الجامع للألبانی: 351

مراد یہ ہے کہ زبان کے ہی صحیح بول سے جسم کے سب اعضاء تکلیف میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور اسی کے غلط بولنے سے نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے اور مارپیٹ کی صورت میں جسم کے تمام اعضاء کو زبان کا کیا دھرا بھگتنا پڑتا ہے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسلام، نماز اور جہاد کا ذکر کیا، پھر فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟)). قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ وَقَالَ: ((أَكْبِبْ عَلَيْكَ هٰذَا)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنَّا لَمُوَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ قَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ)). أَوْ قَالَ: ((عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟)).[1]

''کیا میں تجھے تمام اعمال کا خلاصہ نہ بتلادوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں (ضرور بتلائیے)، تو آپ ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا: اس (کے جائز استعمال) پر توجہ دینا اپنے آپ پر لازم کرلے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو اس سے باتیں کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تمہاری ماں تجھ سے محروم ہو جائے، لوگوں کو جہنم کی آگ میں ان کے چہروں کے بل - یا فرمایا: - ان کے نتھنوں کے بل جہنم کی آگ میں سوائے ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصل کے اور کون سی چیز ڈالے گی؟''

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقُلْتُ: مَا النَّجَاةُ؟ فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةُ، امْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ)).[2]

''ایک روز میں رسول اللہ ﷺ سے ملا تو میں نے پوچھا: کس عمل میں نجات ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ، تمہارا گھر تمہیں کھلی جگہ دے اور اپنے گناہوں پر رویا کر۔''

گھر کے جگہ دینے سے مراد یہ ہے کہ خانہ نشین ہو کر رہ جا، اپنے معمولات کے علاوہ جو اضافی وقت ہے وہ اپنے گھر میں ہی گزار، زبان کا درست استعمال کرنا اور اسے غلط استعمال ہونے سے بچائے رکھنا اور اپنے گناہوں پہ اشکبار رہنا، انہی امور میں نجات پنہاں ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)).[3]

[1] [حسن] سنن ترمذی ، أبواب الإيمان ، باب ما جاء في حرمة الصلاة ، ح:2616-سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب كف اللسان في الفتنة ، ح:3973-إرواء الغليل للألباني:413

[2] [صحيح] سنن ترمذی ، أبواب الزهد ، باب ما جاء في حفظ اللسان ، ح:2406-سلسلة الأحاديث الصحيحة:890

[3] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع ، ح:5-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في التشديد في الكذب ، ح:4992

"آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سُنی سنائی بات آگے بیان کردے۔"

یہ عادتِ بد بہت سے لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ جس کسی سے بھی جیسی تیسی بات سنی اس کی تحقیق کیے بغیر فوری آگے بیان کردی۔ نامعلوم کہ وہ بات سچ ہے یا جھوٹ۔ اگر جھوٹ ہو تو یہ اک جھوٹی بات کی تشہیر کرنے کی وجہ سے بہت قبیح گناہ ہے اور اگر سچ بھی ہو تو پھر بھی یہ کسی طور پر درست نہیں ہے کیونکہ جس کی بات اڑائی جا رہی ہوتی ہے درحقیقت اس کی تذلیل کی جا رہی ہوتی ہے جو کہ بہ جائے خود کبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے اس عادتِ بد کو اپنا کر بہ فرمانِ نبویؐ گناہ گاروں میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)). [1]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو چھوڑ دے۔"

گویا مسلمان کی علامت ہی یہ بتلائی ہے کہ جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ ہوں وہی مسلمان ہے اور جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہوں وہ کامل مسلمان ہے۔

فاسق وفاجر حکمرانوں کی تصدیق واعانت پر وعید

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کعب بن عجرہؓ سے فرمایا:

((أَعَاذَكَ اللّٰهُ يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ)). قَالَ: وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ؟ قَالَ: ((أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لَا يَهْدُونَ بِهِدَايَتِي، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُونَ عَلَى حَوْضِي، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُونَ عَلَى حَوْضِي. يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، وَالصَّلَاةُ قُرْبَانٌ))، أَوْ قَالَ: ((بُرْهَانٌ، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، اَلنَّارُ أَوْلَى بِهِ، يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ غَادِيَانِ فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، وَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُهَا)). [2]

[1] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب الإيمان ، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده ، ح:10-سنن أبوداود ، كتاب الجهاد ، باب في الهجرة هل انقطعت ؟ ، ح:2481

[2] [صحيح] مسند أحمد:3/321-مستدرك حاكم:4/422-صحيح ابن حبان:1569-صحيح الترغيب والترهيب:2242

''اے کعب بن عجرہ! اللہ تعالیٰ تجھے بیوقوف لوگوں کی امارت (حکمرانی) سے بچا کر رکھے، انہوں نے عرض کیا کہ بیوقوف لوگوں کی امارت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ایسے امراء (حکمران) آئیں گے جو میری (دی ہوئی) راہنمائی کے مطابق ہدایات نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ میری سُنّت کی پیروی کریں گے، سو جس شخص نے ان کے جھوٹا ہونے کے باوجود انہیں سچا کہا اور ظلم پر ان کی معاونت کی تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا ان سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی یہ میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) پہ آ سکیں گے، لیکن جس نے ان کے جھوٹ کو سچ نہ کہا اور نہ ہی ظلم پر ان کی مدد کی تو انہی لوگوں کا مجھ سے تعلق ہے اور میرا ان سے تعلق ہے اور یہ میرے حوض پر بھی آ سکیں گے۔ اے کعب! روزہ (گناہوں سے بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور نماز (اللہ تعالیٰ کے) بہت ہی قریب کرنے والی ہے، یا فرمایا کہ نماز قطعی دلیل ہے۔ اے کعب بن عجرہ! حرام سے پرورش پانے والا گوشت (یعنی جسم) جنّت میں نہیں جائے گا، بلکہ وہ آگ کے زیادہ لائق ہے۔ اے کعب بن عجرہ! صبح سویرے دو آدمی (اپنے معمولاتِ زندگی کا) قصد کرتے ہیں، (ان میں سے ایک) اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیتا ہے اور (دوسرا) اپنے نفس کو بیچ کر ہلاک کر دیتا ہے۔''

محتاط اور مناسب گفتگو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ مَا يُلْقِي بِهَا بَالًا، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا يُلْقِي بِهَا بَالًا فَهُوَ يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ)). [1]

''یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والی کبھی ایسی بات کرتا ہے جسے وہ (اپنی نظر میں) کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن اللہ تعالیٰ اسی بات کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور بسا اوقات بندہ اللہ کی ناراضگی والی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جسے وہ کوئی اہمیت نہیں دے رہا ہوتا، لیکن وہ اسی بات کی وجہ سے جہنّم میں جا گرتا ہے۔''

اس لیے زبان سے کوئی بھی بات نکالتے وقت نہایت احتیاط کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور عمدہ و مناسب گفتگو کرنی چاہیے، تاکہ زبان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لینے والا کوئی بھی بول نکلنے نہ پائے۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: 6478- مسند أحمد: 2/334

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے پر وعید

بہز بن حکیم اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ)).[1]

''اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی باتیں کرتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

ہمارے معاشرے میں یہ برائی بہت عام ہے اور بدقسمتی سے اس کے مرتکب کو بہ طورِ اعزاز فنکار اور اداکار کا نام دیا جاتا ہے، جبکہ شریعت نے ایسے شخص کے لیے ہلاکت کی سخت وعید فرمائی ہے۔ ہمارے معاشرے کی اجتماعی زبوں حالی کا یہ عالم ہے کہ اس بیہودہ گوئی کا مظاہرہ کرنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے تھیٹرز میں باقاعدہ محافل لگائی جاتی ہیں اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر بہت سے لوگ زرِ کثیر خرچ کر کے بڑے شوق سے اس وعید کے مستوجب ٹھہرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

دوغلے پن پر وعید

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).[2]

''جو دنیا میں دورُخا (یعنی دوغلا) ہو، قیامت کے دن اسے آگ کی دو زبانیں لگائی جائیں گی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْبَغِي لِذِي الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا)).[3]

''دوغلے شخص کے یہ لائق ہی نہیں ہے کہ وہ امانت دار ہو۔''

یعنی وہ کسی کی بات کو بطورِ امانت اپنے پاس محفوظ نہیں رکھ سکتا، اس لیے وہ اس بات کے لائق ہی نہیں ہے کہ اسے امین کہا یا سمجھا جائے۔

1. [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التشديد في الكذب، ح:4990-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، ح:2315-صحيح الجامع للألبانی:7136
2. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في ذي الوجهين، ح:4873-سلسلة الأحاديث الصحيحة:892
3. [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي:246/10-الأدب المفرد للبخاری:313

جھوٹ اور وعدہ خلافی کی مذمت

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)). [1]

''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں بھی پائی جائیں گی وہ پکّا منافق ہوگا، اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہیں دیتا، (وہ یہ ہیں:) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔''

کسی کی تعریف میں غلو سے اجتناب

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی نے کسی شخص کی تعریف کردی، تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ مِرَارًا، لَوْ سَمِعَهَا مَا أَفْلَحَ بَعْدَهَا أَبَدًا، إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسَبُ فُلَانًا كَذَا وَكَذَا، إِذَا عَلِمَ مِنْهُ ذَلِكَ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِهِ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا)) [2]

''تجھ پر افسوس ہے تُو نے اپنے (مسلمان) بھائی کی گردن کاٹ دی، آپؐ نے یہ کئی مرتبہ فرمایا۔ اگر وہ شخص (جس کی تُو نے تعریف کی ہے) اسے سُن لیتا تو وہ اس کے بعد کبھی کامیابی نہ پاتا، اس لیے اگر تم میں سے کسی کو اپنے مسلمان بھائی کی ضرور ہی تعریف کرنی ہو اور وہ اس کی خوبی کو جانتا ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے کہ میں فلاں شخص کو ایسا ایسا سمجھتا ہوں، باقی اللہ تعالیٰ اسے بہتر جانتا ہے، میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔''

یعنی کسی مسلمان بھائی کی تعریف کرنا بھی ہو تو اس کی خوبی یا اچھائی کے بارے میں اپنی رائے تو دی جاسکتی ہے لیکن حتمی نہ قرار دیا جائے بلکہ یوں کہہ دینا چاہیے کہ میری رائے میں تو وہ فلاں فلاں خوبی کا حامل ہے، باقی حقیقتِ حال سے اللہ ہی واقف ہے۔

1. [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامة المنافق، ح: 34-صحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، ح: 58
2. [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب إذا زكى رجل رجلا كفاه، ح: 2662-صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب النهي عن المدح، إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على الممدوح، ح: 3000

ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں کہ:

جَعَلَ رَجُلٌ يُثْنِي عَلَى عُثْمَانَ فَقَامَ الْمِقْدَادُ فَجَعَلَ يَحْثِي عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.[1]

''ایک آدمی عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو مقدام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس پر مٹی ڈال دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈال دیں۔''

بہ وجہ انکساری خود ستائی کو ناپسند کرنا

سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ بنو عامر کے ایک وفد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے، کہتے ہیں:

فَأَتَيْنَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْنَا: أَنْتَ وَالِدُنَا، وَأَنْتَ سَيِّدُنَا، وَأَنْتَ أَطْوَلُنَا عَلَيْنَا طَوْلًا، وَأَنْتَ الْجَفْنَةُ الْغَرَّاءُ، قَالَ: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا تَسْتَجْرِكُمُ الشَّيَاطِينُ-وَرُبَّمَا قَالَ غَيْلَانُ: ((وَلَا تَسْتَهْوِيكُمُ الشَّيَاطِينُ))-((أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)).[2]

''ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے سلام کیا، پھر ہم نے کہا: آپ ہمارے باپ (بہ جا) ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم سب سے زیادہ ہم پر سخاوت کرنے والے ہیں اور آپ بہت ہی فیاض و مہربان ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی بات کہہ لو، لیکن شیاطین تمہیں اپنے پیچھے نہ لگالیں، یا یوں فرمایا کہ شیاطین تمہیں اپنے جال میں نہ پھنسالیں، میں (فقط) محمد، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھے یہ بالکل پسند نہیں ہے کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مقام و مرتبے سے بڑھا چڑھا کر کوئی مقام دو۔''

ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا مسنون عمل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْرُدُ الْكَلَامَ كَسَرْدِكُمْ هٰذَا، كَانَ فَصْلًا يُبَيِّنُهُ، يَحْفَظُهُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ.[3]

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب النهي عن المدح، إذا كان فيه إفراط وخيف منه فتنة على الممدوح، ح:3002

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في كراهية التمادح، ح:4806-مسند أحمد:241/3

[3] [حسن] سنن ترمذی، أبواب المناقب، باب في كلام النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3639-الشمائل المحمدية للترمذی:112

''رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے، جسے ہر سننے والا یاد کر لیتا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيلٌ. ❶

''رسول اللہ ﷺ کی کلام میں انتہائی ٹھہراؤ ہوتا تھا۔''

مختصر گفتگو کرنا سمجھداری کی علامت

ابووائل بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَأَبْلَغَ وَأَوْجَزَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ أَبْلَغْتَ وَأَوْجَزْتَ، فَلَوْ كُنْتَ تَنَفَّسْتَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَأَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)). ❷

''عمار رضی اللہ عنہما نے ہمیں انتہائی بلیغ اور بہت مختصر خطبہ دیا، جب وہ (منبر سے) اُترے تو ہم نے کہا: اے ابویقظان! آپ نے انتہائی بلیغ اور بہت مختصر خطبہ دیا ہے اگر آپ تھوڑا لمبا کر دیتے تو اچھا ہوتا، تو عمارؓ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آدمی کا نماز لمبی ادا کرنا اور خطبہ مختصر دینا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے، سو تم نماز لمبی پڑھا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو، اور بلاشبہ کوئی بیان جادو اثر ہوتا ہے۔''

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَامَ فَأَكْثَرَ الْقَوْلَ، فَقَالَ عَمْرٌو: لَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْ أُمِرْتُ أَنْ أَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ، فَإِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ)). ❸

''ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے بہت ساری باتیں کیں، تو عمروؓ نے کہا: اگر یہ اپنی بات میں میانہ روی اپناتا تو اس کے لیے بہتر ہوتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: میرا خیال ہے، یا (فرمایا کہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنی بات میں میانہ روی اپناؤں، کیونکہ بلاشبہ میانہ روی خیر و بھلائی ہی ہے۔''

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب الهدي في الكلام، ح:4838

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح:869-مسند أحمد:264/4

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدق في الكلام، ح:5008

اکتاہٹ کے خدشے سے مناسب وعظ ونصیحت

ابووائل بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَقِيلَ لَهُ: لَوَدِدْنَا أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.[1]

''عبداللہ رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو ہمیں وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، ان سے کسی نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تمہیں مقررہ دِنوں میں ہی وعظ کیا کروں گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے اُکتا جانے کو ناپسند کرنے کی وجہ سے ہمیں مقررہ دِنوں میں ہی وعظ فرمایا کرتے تھے۔''

سیدنا عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی لمبے وعظ کی ناپسندیدگی روایت کی گئی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبید بن عمر سے فرمایا: لوگوں کو اُکتاہٹ میں ڈالنے اور مایوس کرنے سے بچو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: لوگوں کو تب تک وعظ ونصیحت کرو جب تک ان کے دِل تمہاری طرف متوجہ رہیں، لیکن جب ان کے دِل تم سے مُڑ جائیں تو پھر ان سے بات نہ کرو۔ پوچھا گیا کہ اس کی کیا علامت ہے کہ ان کے دِل متوجہ ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جب وہ اپنی نظریں تم پہ گاڑے تمہاری باتیں سُن رہے ہوں تب تک ان سے مخاطب رہو اور جب وہ ایک دوسرے پر ٹیک لگانے اور جمائیاں لینے لگیں تو اپنی بات ختم کر دو۔

تکلف اور تصنع کے ساتھ گفتگو کرنے کی مذمت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟ الثَّرْثَارُونَ، الْمُتَشَدِّقُونَ، الْمُتَفَيْهِقُونَ، أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِهِمْ؟ أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا)).[2]

''کیا میں تمہیں اس اُمت کے بدترین لوگوں کا نہ بتلاؤں؟ وہ بہت زیادہ باتیں کرنے والے، باچھیں

[1] [صحیح] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب الموعظة ساعة بعد ساعة، ح:6411 صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة، باب الاقتصاد في الموعظة، ح:2821

[2] [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي:10/194

ہلا ہلا کر بولنے والے اور بڑھا چڑھا کر بات کرنے والے ہیں۔ کیا میں تمھیں ان کے اچھے لوگوں کا نہ بتلاؤں؟ یہ وہ ہیں جوان میں سب سے اچھے اخلاق والے ہیں۔''

اَلثَّرْثَارُ کا معنیٰ ہے بہت زیادہ بولنے والا اور فضول و بے مقصد باتیں کرنے والا، جسے ہم باتونی کہتے ہیں، اَلْمُتَشَدِّقُ کا مطلب ہے لوگوں کو متاثر کرنے اور انہیں اپنی عمدہ کلامی باور کروا کر ان کے دِل موہ لینے کے لیے باچھیں ہلا ہلا کر اور جبڑے موڑ کر (یعنی منہ کے مختلف انداز بنا کر) تکلّف سے بولنے والا اور اَلْمُتَفَيْهِقُ سے مراد وہ ہے جو کلام میں وسعت پیدا کرتا جائے، یعنی الفاظ وکلمات کو مختلف انداز سے دوہرا دوہرا کر اپنی بات کو لمبا کرنے والا۔ بعض مقررین متذکرہ بالا امور کو اپنے تئیں ادیبانہ اور خطیبانہ خصلت سمجھتے ہیں اور عمداً وتکلّفاً ایسے انداز اپناتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنے والوں کو نبی مکرم ﷺ نے اس اُمت کے بدترین لوگ کہا ہے۔ ممانعت میں اس قدر شدّت کی وجوہ یہ ہیں کہ ان امور سے اولاً تو خلوص کی بجائے بناوٹ اور دکھاوا ہوتا ہے جو کہ کسی بھی عمل کے عدمِ قبولیت کا اوّلیں سبب ہے، دوسرا اس طرح عجز وانکساری بھی نہیں رہتی بلکہ بڑائی کا اظہار ہوتا ہے اور آدمی مخاطبین پر اپنا علمی وادبی رعب بٹھانے کی کوشش کرتا ہے جو کہ شرعاً قطعی ناجائز بلکہ حرام ہے اور دوسری قباحت یہ ہے کہ اس طرح کے تکلّفات سے گفتگو اس قدر مشکل اور پیچیدہ ہوجاتی ہے کہ بہت سے سامعین کے فہم سے بالاتر رہتی ہے اور یوں مقرر اور سامع دونوں اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہتے ہیں، لہٰذا ان ممنوعہ امور سے بالکل احتراز کرنا چاہیے اور سادہ وعام فہم انداز وکلمات اپنانے چاہییں، کیونکہ بات جس قدر سادہ ہوگی اتنی ہی جلدی سمجھ میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ بھی دل سے نکلی ہوئی بات میں، خواہ وہ سادہ سے انداز میں ہی کہی گئی ہو، ایسی تاثیر پیدا کر دیتا ہے کہ وہ دِلوں میں اثر کر جاتی ہے اور سامعین بھی اس سے بہ خوبی حظ اٹھاتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا)).[1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے ایسے بلاغت والے شخص سے بغض ونفرت کرتا ہے جو اپنی زبان کو ایسے چلائے جیسے گائے اپنی زبان کو چلاتی ہے۔''

یہ تشبیہ ایسے شخص کے ساتھ دی گئی ہے جو گفتگو کرتے ہوئے تکلّفاً بناوٹ اور تصنّع کا سا انداز اپناتا ہے اور طرح طرح سے منہ کے مختلف انداز بناتا ہے۔

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدق في الكلام، ح:5005-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في الفصاحة والبيان، ح:2853-سلسلة الأحاديث الصحيحة:880

جو چیز موجود ہی نہ ہو اس سے شکم سیری کے اظہار کی ممانعت

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَصْلُحُ لِي أَنْ أَقُولَ: أَعْطَانِي زَوْجِي وَلَمْ يُعْطِنِي أَنَّ عَلَيَّ ضَرَّةً؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ)). [1]

''ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (میری ایک سوکن ہے، تو) کیا یہ میرے لیے درست ہے کہ میں (اسے جلانے کے لیے یہ) کہوں کہ میرے خاوند نے مجھے (فلاں چیز) دی ہے حالانکہ اس نے دی نہ ہو، تو کیا اس کا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسی چیز پر شکم سیری کا اظہار کیا جو اسے ملی ہی نہ ہو تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کے مانند ہے۔''

اس حدیث میں اس عورت یا اس شخص کا حکم بیان کیا گیا ہے جسے کسی نے کوئی چیز نہ دی ہو لیکن وہ لوگوں کو کہتا پھرے کہ مجھے فلاں نے یہ چیز دی ہے، اور جھوٹ کے دو کپڑوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس کو دو طرح کا نقصان ہوا، ایک تو وہ اس چیز سے بھی محروم رہا، یعنی وہ چیز اسے سرے سے ملی بھی نہیں لیکن اس نے یوں ہی کہہ دیا، اور دوسرا نقصان یہ کہ اس نے جھوٹ بول کر گناہ کمالیا۔ ویسے یہ حکم عام ہے، لیکن اس حکم کے صدور کی جو وجہ حدیث میں مذکور ہے اور سوال کرنے والی عورت نے جس بنیاد پر یہ مسئلہ پوچھا تھا درحقیقت وہ بہ جائے خود ایک بُرا عمل ہے، یعنی اپنی سوکن کو جلانے کے لیے جھوٹ بولنا۔ لہٰذا اس ایک برے عمل سے کتنی اور بھی برائیاں متعلق ہیں جس وجہ سے اس کی قباحت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

غیر محتاط گفتگو اور نامناسب باتوں کی ممانعت

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي)). وَحُكِّينَا عَنِ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الْعَرَبُ تَقُولُ: لَقِسَتْ نَفْسِي أَيْ ضَاقَتْ۔ [2]

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب منه، ح:5219-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره والتشبع بما لم يعط، ح:2130

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب لا يقل: خبثت نفسي، ح:6180-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب كراهة قول الإنسان خبثت نفسي، ح:2251

''تم میں سے کوئی بھی یوں ہرگز نہ کہے کہ میرا نفس پلید و ناپاک ہوگیا ہے، بلکہ اسے یوں کہنا چاہیے کہ میرا نفس سُست پڑ گیا ہے۔''

اصل میں یہ عرب کے محاورے تھے، وہ جب طبیعت میں تنگی محسوس کرتے تو ایسا بولا کرتے تھے۔ پہلے محاورے میں نفس کے ناپاک ہونے کا ذکر ہے اس لیے اسے بولنے سے منع کیا گیا، کیونکہ مومن کا نفس ناپاک نہیں ہوتا بلکہ کافر کا نفس ناپاک ہوتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ)). [1]

''تم انگور کو کرم ہرگز نہ کہا کرو، کیونکہ کرم تو صرف مسلمان شخص ہوتا ہے۔''

یعنی یہ بھی بولنے میں بے احتیاطی ہے کہ مسلمان کی ایک خصلتِ مدیحہ کو کسی پھل کے نام کے طور پر بولا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے شدتِ احتیاط کے پیشِ نظر اس سے بھی منع فرما دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي، وَلَا يَقُولَنَّ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي، وَلْيَقُلِ الْمَالِكُ: فَتَايَ وَفَتَاتِي، وَلْيَقُلِ الْمَمْلُوكُ: سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي، فَإِنَّكُمُ الْمَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ. [2]

''تم میں سے کوئی بھی (اپنے غلام اور لونڈی کو) 'میرے بندے' اور 'میری بندی' ہرگز نہ کہے، اور کوئی غلام اور لونڈی بھی (اپنے مالک کو) 'اے میرے رب' ہرگز نہ کہے، بلکہ مالک کو چاہیے کہ وہ یوں کہے: اے جوان لڑکے، اے جوان لڑکی۔ اور غلام و لونڈی کو یوں کہنا چاہیے: 'اے میرے سردار'، کیونکہ تم سبھی غلام ہو اور رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)) [3]

''تم ایسے مت کہو کہ جو اللہ تعالیٰ اور فلاں چاہے، بلکہ یوں کہو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے، پھر فلاں چاہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ، قُلْ: مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ غَوَى)) [4]

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنما الكرم قلب المومن))، ح:6183- صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب كراهة تسمية العنب كرماً، ح:2247

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب لا يقول المملوك ربي وربتي، ح:4975-

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب لا يقول المملوك ربي وربتي، ح:4975-

[4] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح 870 سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، ح:1099-

''ایک خطیب (ان الفاظ میں) نبی ﷺ کے پاس دیا خطبہ دیا: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: تو بُرا خطیب ہے، (ایسے نہیں بلکہ یوں) کہہ: مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ غَوٰى ''جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔''

نبی ﷺ نے ادبِ خداوندی کا پاس کرتے ہوئے خطبہ دینے والے اس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ایک ہی ضمیر (Pronoun) کے ساتھ اکٹھا ذکر کرنے سے منع فرما دیا اور ان دونوں ناموں کو الگ الگ بیان کرنے کا حکم فرمایا، یہ بھی بولنے میں شدید احتیاط اور ادبِ الٰہی کی درخشندہ مثال ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّهُ نَهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّوَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ۔ [1]

''نبی ﷺ نے قیل وقال، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔''

قیل وقال سے مراد سنی سنائی باتیں آگے بیان کر دینا، کثرتِ سوال سے مراد ضرورت سے زیادہ اور بے معنیٰ و بے مقصد سوالات کرنا ہے اور مال ضائع کرنے کا مطلب مال کو ان امور میں سرف کرنا کہ جن میں خرچ کرنا فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہو۔

نبی ﷺ نے لفظ زَعَمُوا (لوگوں کا خیال ہے) بولنے کے بارے میں فرمایا:

((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوا)). [2]

''لفظ زَعَمُوا آدمی کے سوار ہونے کا بہت برا جانور ہے۔''

اس روایت میں اس عادت کے ناپسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے، کہ بندہ بے اصل و بے بنیاد باتوں کو محض سُن سنا کر یا اپنے ہی گمان اور خیال کی بنیاد پر کسی بات کو آگے بیان کر دے اور اسے لوگوں سے منسوب کر دے کہ لوگوں کا یہ خیال ہے یا لوگ یوں کہتے ہیں۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ)). [3]

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، ح:5975-صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة، والنهي عن منع وهات، ح:1715

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قول الرجل: زعموا، ح:4972

[3] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب لا یقول المملوك ربي وربتي، ح:4977-مسند أحمد:5/436-سلسلة الأحاديث الصحيحة 370

”تم کسی منافق کو سردار مت کہو۔“

سردار کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے لیے عزت کا کوئی بھی ایسا لفظ نہ بولا جائے جس کا وہ لائق نہ ہو۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ، وَلَكِنْ قُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتّٰى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ۔ [1]

”تو یہ مت کہہ کہ شیطان ہلاک ہو، بلکہ بسم اللہ کہہ، کیونکہ جب تو بسم اللہ کہے گا تو وہ (یعنی شیطان) اس قدر چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کی طرح بن کر رہ جاتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ)) [2]

”جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ خود ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

کیونکہ لوگوں کی ہلاکت و بربادی کا فیصلہ کرنے کا اس شخص کو قطعی حق حاصل نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے، تو ایسا کہنے کی وجہ زبان کا ناجائز استعمال ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے سب سے زیادہ ہلاکت کا مارا قرار دیا۔

جھگڑا نہ کرنے اور مزاح میں بھی جھوٹ نہ بولنے کی فضیلت

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ يَتْرُكِ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ)). [3]

”میں اس شخص کے لیے جنّت کے ایک گوشے میں بنے گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے، اور درمیانِ جنّت (میں قائم گھر) کی اس کے لیے ضمانت دیتا ہوں جو مزاح میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور جنّت کے اعلیٰ درجے میں تعمیر گھر کا اس کے لیے ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہو۔“

[1] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب لا يقال خبثت نفسي ، ح:4982-مسند أحمد:5/59-صحيح الجامع للألباني:7401

[2] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب النهي عن قول هلك الناس ، ح:2623-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب لا يقال خبثت نفسي ، ح:4983

[3] [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في حسن الخلق ، ح:4800-سلسلة الأحاديث الصحيحة:273

زیادہ ہنسنا ناپسندیدہ عمل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحْسِنْ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ)). ❶

''پرہیزگار بن جا؛ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا، قناعت پسند ہو جا؛ تمام لوگوں سے بڑھ کر شکرگزار بن جائے گا، لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرنے لگ جا جو تُو اپنے لیے پسند کرتا ہے؛ حقیقی مومن بن جائے گا، اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کا ثبوت دے؛ حقیقی مسلمان بن جائے گا اور ہنسنا کم کردے؛ کیونکہ زیادہ ہنسنا دِل کو مُردہ کر دیتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)).

''اگر تمہیں اُس کا پتہ چل جائے جسے میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔''

جائز مزاح اور خوش طبعی

مزاح اور خوش طبعی کو اسلام نے ناجائز و ناپسندیدہ قرار نہیں دیا بلکہ فرحتِ نفس کے لیے جھوٹ اور لغو باتوں سے پاک جائز مزاح کرنا مباح ہے۔ اس کی متعدد مثالیں نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے بھی ملتی ہیں، جن میں سے چند ایک زینتِ قرطاس ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا، فَقَالَ: ((إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا)). ❷

''(رسول اللہ ﷺ سے) کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ہمارے ساتھ ہنسی مذاق بھی کر لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں سوائے حق بات کے اور کچھ نہیں بولتا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الورع والتقوى، ح:4217-سلسلة الأحاديث الصحيحة:506

❷ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في المزاح، ح:1990-مسند أحمد:2/340

كَانَ ابْنٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّمَا مَازَحَهُ إِذَا جَاءَ، فَدَخَلَ يَوْمًا يُمَازِحُهُ، فَوَجَدَهُ حَزِينًا، فَقَالَ: ((مَالِي أَرَى أَبَا عُمَيْرٍ حَزِينًا؟)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَاتَ نُغَرُهُ الَّذِي كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ)). ❶

''اُمِ سُلیم کا ایک بیٹا تھا جسے ابوعمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا، وہ جب نبی ﷺ کے پاس آتا تو آپؐ اس سے مزاح کیا کرتے تھے، ایک روز وہ آیا اور آپؐ اس سے مزاح کرنے لگے تو آپؐ نے اسے غمگین پایا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہے میں ابوعمیر کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟ تو گھر والوں نے بتایا کہ اس کا چڑیا کا بچہ مرگیا ہے جس سے یہ کھیلا کرتا تھا۔ تو آپ ﷺ اسے یوں آواز دینے لگے: اے ابوعمیر! تیرے چڑیا کے بچے نے کیا کر دیا؟''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ نَاقَةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ؟)). ❷

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں، اس نے کہا: اونٹنی کے بچے کا میں کیا کروں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اونٹ کو اونٹنی ہی جنم نہیں دیتی؟''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)). ❸

''نبی ﷺ مجھے يَاذَا الْأُذُنَيْنِ (اے دو کانوں والے!) کہا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَكَانَ دَمِيمًا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ، فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَهُوَ لَا يُبْصِرُ فَقَالَ:

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح:6129-صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، ح:2150

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المزاح، ح:4998-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في المزاح، ح:1991

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المزاح، ح:5002-سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في المزاح، ح:1992-مسند أحمد:3/242

أَرْسِلْنِي مَنْ هٰذَا؟ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْزَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهُ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟)). فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ))، أَوْ قَالَ: ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْتَ غَالٍ)) ❶

''زاہر بن حرام نامی ایک دیہاتی شخص تھا، وہ خوبصورت نہیں تھا لیکن نبی ﷺ اسے پسند فرماتے تھے، ایک روز نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں لے لیا اور آپؐ اسے نظر نہیں آ رہے تھے، اس نے کہا: چھوڑو مجھے، کون ہو؟ جب اس نے توجہ کی تو اس نے نبی ﷺ کو پہچان لیا، تو وہ اپنی پُشت کو نبی ﷺ کے سِینہ مبارک کے ساتھ لگانے لگا، اور نبی ﷺ فرمانے لگے: یہ بندہ مجھ سے کون خریدے گا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آپؐ مجھے ردّی پائیں گے (یعنی میری بالکل قیمت نہیں ہے)، تو نبی ﷺ نے فرمایا: لیکن اللہ کے ہاں تُو ردّی نہیں ہے، یا یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تُو قیمتی ہے۔''

عبدالرحمان بن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلٰى أَحْبُلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهَا فَفَزِعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا)). ❷

''ہمیں اصحابِ محمد ﷺ نے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ محوِ سفر تھے کہ ان میں سے ایک آدمی سو گیا، ایک اور آدمی اس سے رسّی لینے گیا جو اس کے پاس تھی، اس نے وہ رسّی پکڑی تو وہ (سویا ہوا شخص) گھبرا گیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالے۔''

عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ صَاحِبِهِ لَاعِبًا جَادًّا)). وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى: ((لَعِبًا وَلَا جِدًّا، وَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا)). ❸

❶ [صحیح] مسند أحمد: 161/3-الشمائل المحمدية للترمذي: 121

❷ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب من يأخذ الشيء على المزاح، ح: 5004-مسند أحمد: 362/5-صحيح الجامع للألباني: 7658

❸ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب من يأخذ الشيء على المزاح، ح: 5003-مسند أحمد: 221/4

''تم میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی کا سامان مذاق اور حقیقت (کسی صورت) میں (بھی) ہرگز نہ اٹھائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نہ تو مذاق میں اور نہ ہی حقیقت میں، اور جس نے اپنے ساتھی کی لاٹھی اُٹھالی ہو اسے وہ بھی واپس کر دینی چاہیے۔''

لعن وطعن سے اجتناب میں سخت تاکید

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا)). ❶

''کسی سچے شخص کے یہ بالکل لائق نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔''

یعنی جو لعن طعن کرنے والا ہے وہ مرتبۂ صداقت پر فائز نہیں ہو سکتا اور جو صدیق ہے اسے ایسی بے ہودہ حرکت زیب نہیں دیتی اور اس کی شان کے ہی شایاں نہیں ہے۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ يُرْسِلُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ فَتَبِيتُ عِنْدَ نِسَائِهِ وَنُسَائِلُهَا عَنِ الشَّيْءِ، فَقَامَ لَيْلَةً فَدَعَا خَادِمَتَهُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَلَعَنَهَا، فَقَالَتْ: لَا تَلْعَنْ، فَإِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ)). ❷

''عبدالملک بن مروان اُمِ درداءؓ کی طرف بھیجا کرتے تھے اور ہم ان کی بیویوں کے ہاں رات بسر کرتے تھے اور ان سے کسی چیز کے بارے میں باہم سوال کرتے تھے، ایک رات وہ اُٹھے اور اپنی خادمہ کو بلایا، اس نے آنے میں تھوڑی سستی کی تو انہوں نے اسے لعنت کر دی، اُمِ درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: لعنت مت کرو، کیونکہ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: بلاشبہ لعنت کرنے والے روزِ قیامت نہ تو سفارش کرنے والے بن سکیں گے اور نہ ہی گواہی دینے والے۔''

یعنی لعنت وملامت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں میں شامل ہونے سے قاصر رہے گا جنہیں روزِ قیامت گواہی دینے اور سفارش کرنے کے اعزاز سے نوازا جائے گا۔

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح:2597

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح:2598-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في اللعن، ح:4907

((لَا نَذْرَ فِيمَا لَا تَمْلِكُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَالَ لِمُؤْمِنٍ: يَا كَافِرُ، فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [1]

''جو چیز انسان کی ملکیت میں نہ ہو اس میں وہ نذر نہیں مان سکتا، مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے، جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر ڈالا وہ روزِ قیامت اسی کے ذریعے عذاب سے دوچار کیا جائے گا، جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم اٹھائی تو وہ اسی طرح ہوگا جیسے اس نے کہا اور جس نے کسی مومن کو کافر کہا تو وہ بھی اس کے قتل کی طرح (گناہ کا مرتکب) ہوا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا، وَلَا فَحَّاشًا، وَلَا لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعَاتَبَةِ: ((مَالَهُ تَرِبَتْ جَبِينُهُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ گالم گلوچ، فحش گوئی اور لعن وطعن کرنے والے نہیں تھے، غصے کے وقت بھی کسی کو صرف اتنا ہی فرمایا کرتے تھے: مَالَهُ تَرِبَتْ جَبِينُهُ ''اس کی پیشانی خاک آلود ہو، اسے کیا ہو گیا ہے؟''

تَرِبَتْ جَبِينُهُ عرب کے ہاں بہ طورِ محاورہ بولا جاتا تھا جب کسی پر ناراضگی کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تھا تو تب اسے ایسا کہتے تھے، لیکن اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی تھی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ يَعْنِي: فَوَعَظَ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ))، فَقُلْنَ: لِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ))، فَقُلْنَ لَهُ: وَمَا نُقْصُ عَقْلِنَا وَدِينِنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ أَنَّ شَهَادَةَ الْمَرْأَةِ مِثْلُ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟))، قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: ((فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِكُنَّ، أَوَلَيْسَ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟)). قُلْنَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا)). ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمَّا كَانَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

---

[1] [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی: ۸/ 23-شعب الایمان للبیہقی: 3854-اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے: صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من کفر أخاه بغیر تأویل فهو کما قال، ح: 6105-صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب غلظ تحریم قتل الإنسان نفسه، ح: 110

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لم یکن النبي صلی الله علیه وسلم فاحشاً ولا متفحشاً، ح: 6031-مسند أحمد 3/129

مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هَذِهِ زَيْنَبُ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((أَيُّ الزَّيَانِبِ؟)). قِيلَ لَهُ: امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((نَعَمْ، ائْذَنُوا لَهَا)). فَأُذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَمَرْتَنَا الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ عَلَيْهِمْ)). ❶

''عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دِن رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں تشریف لائے، آپؐ نے نماز پڑھا کر لوگوں کو وعظ ونصیحت کی، پھر عورتوں کی طرف آئے اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے جہنمیوں میں اکثر عورتیں دیکھی ہیں۔ عورتوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لعن طعن بہت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ اے عورتوں کی جماعت! میں نے عقل ودِین میں ناقص تم سے بڑھ کر ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی کہ جو اچھے بھلے آدمی کی عقل کو بھی ختم کر دیتی ہو۔ عورتوں نے پوچھا: ہماری عقل اور دِین کا نقص کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی آدمی کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری عقل کی کمی کی وجہ سے ہی تو ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ پاتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی اس میں دِین کی کمی کی وجہ ہے۔ پھر آپؐ واپس آ گئے، جب اپنے گھر پہنچے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ حاضری کی اجازت مانگنے لگیں۔ آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ اے اللہ کے رسول! زینب آئی ہیں اور آپؐ سے ملاقات کے لیے اجازت مانگ رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کون زینب؟ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اسے اجازت دے دو، چنانچہ انہیں اجازت دے دی گئی۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! آپؐ نے ہمیں آج صدقہ وخیرات کا حکم فرمایا ہے، اور میرے پاس کچھ زیورات ہیں جنہیں میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں، جبکہ (میرے خاوند) ابنِ مسعودؓ کا خیال ہے کہ وہ اور ان کا بچہ ان لوگوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں جن پر میں نے یہ صدقہ کرنا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابنِ مسعودؓ نے سچ کہا ہے، تمہارا خاوند اور تمہارا بچہ ان لوگوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں جن پر تم صدقہ کرو گی۔''

ابو برزہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ جَارِيَةً بَيْنَا هِيَ عَلَى رَاحِلَةٍ أَوْ بَعِيرٍ، عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَتَضَايَقَ بِهَا الْجَبَلُ،

❶ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب، ح: 1462

فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَبْصَرَتْهُ جَعَلَتْ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَاحِبُ الْجَارِيَةِ، لَا تَصْحَبْنَا رَاحِلَةٌ أَوْ بَعِيرٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ مِنَ اللّٰهِ)).[1]

''ایک لونڈی اونٹ یا کسی سواری پر دو پہاڑوں کے درمیان (سفر کرتی جارہی) تھی اور اس پر لوگوں کا کچھ سامان بھی لادا ہوا تھا، پہاڑ نے اسے مشکل میں ڈال دیا (یعنی پہاڑی راستہ کافی دشوار گزار تھا) تو رسول اللہ ﷺ کی اس کے پاس آمد ہوئی، اس نے جب آپ کو دیکھا تو کہنے لگی: اے اللہ! اس سواری پر لعنت فرما، تو رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: یہ کس کی لونڈی ہے؟ کوئی سواری یا اونٹ جس پر اللہ کی لعنت کی جائے ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔''

اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ:

أَنَّهُ نَهَى عَنْ لَعْنِ الدِّيكِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ))[2]

''آپ ﷺ نے مرغ کو گالی دینے سے منع کیا اور فرمایا: یہ نماز کے لیے بیدار کرتا ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)).[3]

''عہد رسالت میں ایک شخص سے ہوا چادر اڑا کر لے گئی تو اس نے ہوا پر لعنت کر دی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کر، کیونکہ وہ تو (اللہ کے) حکم کی پابند ہے، اور یقیناً جس شخص نے کسی ایسی چیز (یا شخص) پر لعنت بھیجی جس کا وہ اہل نہیں تھا، تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔''

حسب ونسب پر فخر کرنا ناپسندیدہ عمل

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَالْفَخْرَ بِالْآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ بَنُو آدَمَ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ، لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ فَخْرِهِمْ بِآبَائِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى

1. [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: 2596-مسند أحمد: 4/420
2. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الديك والبهائم، ح: 5101-صحيح الجامع للألباني: 7314
3. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في اللعن، ح: 4908-سنن ترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة، ح: 1978-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 527

اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ النَّتَنَ بِأَنْفِهَا)). ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے عہدِ جاہلیت کی بری عادتیں اور آباء واجداد کی وجہ سے فخر کرنا ختم کر دیا ہے، متقی مومن اور بدبخت فاجر، تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدمؑ کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے۔ تمام قومیں عہدِ جاہلیت میں اپنے آباء واجداد پر فخر کرنے کی عادت سے لازماً باز آجائیں، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کالے کیڑے سے بھی کمتر ہو جائیں گے جو اپنی ناک سے گندگی دھکیلتا ہے۔''

اس حدیث کے ابتدائی الفاظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں: ایک تو متقی و پرہیزگار مومن اور دوسرا شقی و بدبخت فاجر۔ اس روحانی تقسیم کے علاوہ انسانیت کی کوئی تقسیم نہیں کی جاسکتی، بلکہ تمام بنی نوعِ انسان ایک ہی باپ یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناطے سے برابر ہیں، کسی کو کسی پر چنداں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اپنے حسب ونسب اور آباء واجداد کی دنیوی شان وشوکت پر فخر کرنا اور اِترانا جاہلی امور میں سے ہے، کیونکہ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام نے آکر ہی اس مذموم سوچ کی بیخ کنی کی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ)). ❷

''لوگ قومی فخر بالکل چھوڑ دیں، بلاشبہ یہ تو جہنم کا کوئلہ ہے۔''

عبیداللہ بن ابی یزید روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ. قَالَ سُفْيَانُ: يَقُولُونَ إِنَّهَا الِاسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ. ❸

''عہدِ جاہلیت کی عادات میں سے (تین) عادتیں (یہ ہیں:) نسب میں طعن کرنا، میت پر نوحہ کرنا اور تیسری وہ بھول گئے۔ سفیان کہتے ہیں کہ تیسری عادت وہ یہ فرماتے تھے کہ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔''

ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِيَ أُمَّتِي أَرْبَعًا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَيْسُوا بِتَارِكِيهِنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ، فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ

❶ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التفاخر بالأحساب، ح:5116-سنن ترمذى، كتاب المناقب، باب منه، ح:3956-صحيح الجامع للألباني:1787

❷ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في التفاخر بالأحساب، ح:5116-سنن ترمذى، كتاب المناقب، باب منه، ح:3956-صحيح الجامع للألباني:1787

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح:3850

فَإِنَّهَا تَقُومُ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا دُرُوعٌ مِنْ لَهَبِ النَّارِ۔ ❶

''میری اُمت میں چار کام دورِ جاہلیت کے ہوں گے، جنہیں لوگ چھوڑیں گے نہیں: حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا، اور نوحہ کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو وہ (روزِ قیامت اس حالت میں) کھڑی ہوگی کہ اسے تارکول کی شلوار پہنائی گئی ہوگی اور اس پر پھر آگ کے شعلوں کا چوغہ پہنا دیا جائے گا۔''

اہلِ کتاب سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق و تکذیب کی ممانعت

عبید اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ، وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ، تَعْرِفُونَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوا، وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكُتُبَ، وَقَالُوا: ﴿هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [البقرة: 79]، أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ مَسْأَلَتَهُمْ، فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. ❷

''اے مسلمانوں کی جماعت! تم اہلِ کتاب سے کیونکر سوال کرتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کے متعلق اَحدث (یعنی جدید ترین) کتاب ہے (مراد یہ ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی یہی کتاب ہے) تم جانتے ہو کہ اس میں گڑبڑ نہیں ہوسکتی، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بتا رکھا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں تغیر و تبدّل کر دیا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر کہہ دیا کہ ﴿هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ 'یہ اللہ کی بھیجی ہوئی ہے'، (اور انہوں نے یہ اس لیے کیا) تاکہ وہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت وصول کرلیں۔'' کیا تمہیں جو (اللہ کی کتاب) سے علم ملا ہے وہ تمہیں ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کرتا؟ قسم بخدا! ہم نے تو کبھی ان کا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو تم سے تمہارے اوپر نازل کردہ امور کے بارے میں سوال کرتا ہو۔''

ان سوالات سے مراد کسی مسئلہ میں ان سے شرعی راہنمائی لینا ہے۔ یہ قطعاً ممنوع ہے، کیونکہ ان کی شریعت منسوخ ہوچکی ہے اور اسلام کے ہوتے ہوئے کسی اور دین کے احکام پر عمل کرنا ارتداد کے مترادف ہے۔ البتہ عام سوالات جن

❶ [صحیح] مستدرك حاكم: 1/383

❷ [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي: 10/162

کا شرعی راہنمائی لینے سے تعلق نہیں ہوتا وہ پوچھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مثال کے طور پر اپنی تحقیق یا علم کے لیے ان کی کتب کا مطالعہ یا ان سے سوالات کرنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: ﴿آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾)) [العنکبوت: 46] ❶

''نہ تم اہلِ کتاب کو سچا کہو اور نہ ہی انہیں جھوٹا کہو، بس یہ کہو کہ: آمَنَّا بِالَّذِیٓ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ''ہم اس پر ایمان لائے جو ہم پر اور تمہاری طرف نازل کی گئی، اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، اور ہم اسی کے تابع فرمان ہیں۔''

تصدیق اس لیے نہیں کرنی چاہیے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں بہت سی تحریفات کر دی ہیں جس کی وجہ سے صحیح وغیر صحیح خلط ملط ہو گئے ہیں اور ان کی پہچان مشکل ہے اور تکذیب اس لیے نہیں کرنی چاہیے کیونکہ باوجود تغیر و تبدل کے کسی نہ کسی بات کے درست ہونے کا بھی امکان ہے۔

علمِ نجوم سیکھنا اور نجومیوں کے پاس جانا حرام

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ)). ❷

''جس نے علمِ نجوم کا کچھ حصہ حاصل کر لیا اس نے جادو کی ایک شاخ حاصل کر دی، وہ اسے جتنا بڑھاتا جائے وہ بڑھتا جائے گا۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے علمِ نجوم سیکھنے سکھانے اور اس کے ذریعے کام کرنے کروانے والوں کے بارے میں فرمایا:

((وَمَا أَرَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ)). ❸

''میرا نہیں خیال کہ جو یہ کرتا ہو اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی حصہ ہوگا۔''

معاویہ بن حکم سلمی روایت کرتے ہیں کہ:

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله تعالى: ﴿قولوا آمنا بالله وما أنزل إلينا﴾، ح: 4485

❷ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في النجوم، ح: 3905- سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب تعلّم النجوم، ح: 3726- سلسلة الأحاديث الصحيحة: 793

❸ [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي: 8/139

أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ، قَالَ: ((ذٰلِكَ شَيْءٌ تَجِدُونَهُ فِي أَنْفُسِكُمْ، فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ)). قَالُوا: وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ: ((فَلَا تَأْتُوا كَاهِنًا)). ❶

''نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے بعض لوگ فال نکالتے ہیں (ان کا کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جسے تم اپنے دِلوں میں محسوس کرتے ہو، لیکن یہ تمہیں (کسی بھی کام سے) ہرگز نہ روکے۔ انہوں نے کہا: اور ہم میں سے بعض لوگ نجومیوں کے پاس بھی جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کاہن کے پاس مت جاؤ۔''

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً)). ❷

''جو کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بابت پوچھا، اس کی چالیس دِن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔''

بدشگونی مکروہ عمل

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)). ❸

''بدشگونی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور اس میں بہترین بات فال ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نیک بات جو تم میں سے کوئی سنتا ہے۔''

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ الِاسْمُ الْحَسَنُ. ❹

''نبی ﷺ کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے، اور آپؐ اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے۔''

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، ونسخ ما كان من إباحته، ح:537-سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب تشميت العاطس في الصلاة، ح:930

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان، ح:2230-مسند أحمد:38/5

❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الفأل، ح:5755-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشوم، ح:2223

❹ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الطيرة، ح:3920-سلسلة الأحاديث الصحيحة:762

بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ ﷺ برے نام کو ناپسند فرمایا کرتے تھے، بلکہ بعض صحابہ وصحابیات کے ایسے ہی ناموں کو بدل کر آپؐ نے اچھے نام رکھے ہیں۔ لہٰذا گو کہ یہ بات بدشگونی نہیں ہے لیکن آپؐ کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے نام رکھنے میں احتیاط کرنی چاہیے، مبادا ایسا نام نہ رکھ لیا جائے جو معیوب ہو۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ وَالْمَرْأَةِ)). [1]

''اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوتی تو گھوڑے، گھر اور عورت میں ہوتی۔''

یہ بات واضح رہے کہ اسلام میں بدشگونی کا تصور ہی نہیں ہے، اور اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بدشگونی ہوتی بھی تو ان تین چیزوں میں ہوتی تھی، لہٰذا اس بات سے بدشگونی کا وجود مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ اسلام میں اس کا تصور سرے سے نہیں ہے لیکن فرض کریں کہ اگر ہوتا تو صرف ان تین چیزوں کے بابت ہونا تھا۔ ان تین چیزوں کو بہ طورِ خاص ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض گھوڑے بہت سرکش ہوتے ہیں اور گھوڑے یعنی سواری کا اچھا نہ ہونا انتہائی تکلیف دہ امر ہوتا ہے اور بہت پریشانی کا باعث بنتا ہے، اسی طرح کئی گھر یعنی مکانات بھی اتنے خستہ حال ہوتے ہیں کہ ہر بھی وقت ان سے بڑے نقصان کا خدشہ رہتا ہے، اور اسی طرح عورت اگر بدخلق ہو تو بہت سے فسادات، لڑائی جھگڑوں اور گھر میں بے سکونی و بے اطمینانی کا موجب بنتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ: إِنَّمَا الطِّيَرَةُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّابَّةِ وَالدَّارِ، ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ﴾ [الحديد: 22]. [2]

''عہدِ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ عورت، جانور (یعنی سواری) اور گھر میں برا شگون ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ﴾ ''نہ دنیا میں کوئی مصیبت آتی ہے اور نہ ہی خاص تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں، وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یقیناً یہ کام اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔''

امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے اسی بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب النكاح، باب ما يتقى من شوم المرأة، ح: 5093-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشوم، ح: 2225

[2] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 8/140-مستدرك حاكم: 2/479-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 7993

كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا ثُمَّ سَكَنَهَا نَاسٌ آخَرُونَ فَهَلَكُوا فَهٰذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نَرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.[1]
''بہت سے گھر ایسے بھی ہیں کہ جن میں بسنے والے لوگ اس دنیا سے چلے گئے، پھر دوسرے لوگ اس میں آ بسے اور پھر انہیں بھی موت نے آلیا۔ ہماری رائے میں تو اس کی تفسیر یہی ہے، باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔''

اور ایسے گھر کو تبدیل کرنے سے متعلق جو حدیث مروی ہے جس گھر کے عیال اور اموال کم پڑ جائیں تو اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((دَعُوهَا ذَمِيمَةً))[2]
''ایسے برے گھر کو چھوڑ دو۔''

امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس گھر کو چھوڑ دینے کا حکم ممکن ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ اس گھر کے افراد کے دلوں میں پیدا ہو جانے والے وسوسے کی جڑ ہی کاٹ دی جائے، کیونکہ جب وہ گھر تبدیل کر لیں گے تو ان کا وہم بھی سرے سے ختم ہو جائے گا۔ واللہ أعلم

بیماری کا متعدی ہونا اور نحوست لغو باتیں

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ)).[3]
''نہ تو کوئی بیماری متعدی ہوتی ہے اور نہ ہی بدشگونی ہوتی ہے۔''

ایک شخص سے دوسرے شخص کو یا ایک جانور سے دوسرے جانور کو لگ جانے والی بیماری کو متعدی بیماری کہتے ہیں، انگریزی میں اسے Infectious Deseas کہتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

حِينَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَّ)). فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيَجِيءُ الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ فِيهَا فَيُجْرِبُهَا

[1] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 8/140
[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في الطيرة، ح: 3924
[3] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الطب، باب لا عدوى، ح: 5772- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشوم، ح: 2225

قَالَ: ((فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟)). ❶

’’جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، صفر اور اُلّو کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ تو ایک بدوی نے کہا: اے اللہ کے رسول (اگر کوئی بیماری متعدی نہیں ہے) تو پھر اس اونٹوں کو کیا مسئلہ ہوتا ہے جو ریگستان میں ہرن کی طرح صاف چمکدار ہوتے ہیں اور ایک خارش زدہ اونٹ آ کر جب ان میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ انہیں بھی خارش لگا دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟‘‘

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعتقادی طور پر وہ یہ سمجھتے تھے کہ ایک اونٹ کو بیماری لگنے کا سبب دوسرا بیمار اونٹ ہے، تو نبی ﷺ نے ان کے اس وہم کا ازالہ اس سوال سے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ یعنی جس نے پہلے اونٹ کو بیماری لگائی ہے وہی اس سبب کو پیدا کرنے والا ہے کہ پہلا اونٹ جب دیگر اونٹوں کے ساتھ ملے گا تو انہیں بھی خارش پڑ جائے گی، تو گویا دونوں کو اللہ ہی کے حکم سے بیماری لگی ہے اور جب ایک خارش زدہ اونٹ کا دیگر اونٹوں میں گھل مل جانا انہیں بھی خارش زدہ کرنے کا سبب بن جاتا ہے تو یہ سبب بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت، چاہت، اس کے فیصلے اور حکم سے ہی بنتا ہے، اسی لیے بطورِ احتیاط نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے صحت منداونٹ کو بیمار اونٹوں میں شامل نہ کرو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ)). وَرُوِيَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ أَنَّهُ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: ((لِأَنَّهُ أَذًى)). ❷

’’کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے تندرست اونٹوں میں شامل نہ کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ یہ باعثِ کوفت ہے۔‘‘

امام بیہقیؒ کی ذکر کردہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اس سے منع کرنا فقط اس لیے ہے تاکہ قلب و ذہن میں یہ بد اعتقادی کا خیال جنم نہ لے سکے کہ دوسرے اونٹوں کو بھی اس بیمار اونٹ کی وجہ سے بیماری لگی ہے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ جس ذات نے پہلے اونٹ کو بیماری لگائی تھی اس نے اسی اونٹ کے دیگر اونٹوں میں شامل ہو جانے کو ان اونٹوں کے بیمار ہو جانے کا سبب بنا دیا، تو گویا دونوں جگہ بیماری اللہ تعالیٰ ہی کے حکم اور فیصلے سے لگی ہے، اس ایک بیمار اونٹ کا اس میں قطعی کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لا ھامة، ح: 5770-صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لا عدوی، ولا طیرة، ولا ھامة، ولا صفر....، ح: 2221

❷ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لا عدوی.، ح: 5771-صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لا عدوی، ولا طیرة، ولا ھامة، ولا صفر....، ح: 2221

سعد بن مالک، خزیمہ بن ثابت اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ هٰذَا الطَّاعُونَ رِجْزٌ وَبَقِيَّةُ عَذَابٍ عُذِّبَ بِهِ قَوْمٌ، فَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا مِنْهُ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِهَا فَلَا تَدْخُلُوهَا)).[1]

''طاعون اس عذاب کا باقی ماندہ حصہ اور گندگی ہوتی ہے جس عذاب سے کسی قوم کو دوچار کیا جاتا ہے، سو جب یہ (وباء) کسی ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نکلو مت، لیکن اگر یہ ایسے علاقے میں پھوٹے جہاں تم موجود نہ ہو تو اس علاقے میں مت جاؤ۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حِينَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَرَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغٍ فَلَقِيَهُ أُمَرَاؤُهُ عَلَى الْأَجْنَادِ فَلَقِيَهُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ وَقَدْ وَقَعَ الْوَجَعُ بِالشَّامِ، فَقَالَ عُمَرُ: اجْمَعْ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَجَمَعْتُهُمْ لَهُ فَاسْتَشَارَهُمْ فَاخْتَلَفُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ارْجِعْ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمْهُمْ عَلَى الْوَبَاءِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّمَا هُوَ قَدَرُ اللّٰهِ وَقَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ فَلَا تَرْجِعْ عَنْهُ، فَأَمَرَهُمْ فَخَرَجُوا عَنْهُ. ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ وَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ فَخَرَجُوا عَنْهُ ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلَى أَنْ يَرْجِعَ بِالنَّاسِ، فَأَذَّنَ عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَإِنِّي مَاضٍ لِمَا أَرَى، فَانْظُرُوا مَا آمُرُكُمْ بِهِ، فَامْضُوا لَهُ فَأَصْبَحَ عَلَى ظَهْرٍ. قَالَ: فَرَكِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي أَرْجِعُ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُخَالِفَهُ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ، فَغَضِبَ عُمَرُ وَقَالَ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَ هٰذَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ، نَعَمْ أَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا هَبَطَ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ وَاحِدَةٌ جَدْبَةٌ وَالْأُخْرٰى خَصْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَى الْجَدْبَةَ رَعَاهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَإِنْ رَعَى الْخَصْبَةَ رَعَاهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ. قَالَ: ثُمَّ خَلَا بِأَبِي عُبَيْدَةَ فَتَرَاجَعَا سَاعَةً، فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَجَاءَ وَالْقَوْمُ مُخْتَلِفُونَ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا، فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا هُوَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فِي أَرْضٍ فَلَا

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب ما يذكر في الطاعون، ح:5728-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، ح:2218

تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا يُخْرِجَنَّكُمُ الْفِرَارُ مِنْهُ)). فَحَمِدَ اللهَ عُمَرُ، فَرَجَعَ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجِعُوا. ❶

''وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب آپؓ شام کی طرف روانہ ہوئے، اور جب آپؓ لوگوں کو سرغ مقام سے لے کر واپس ہوئے تو آپؓ فوجی دستوں کے امراء سے ملے، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت آپ سے ملاقات کی (اور بتلایا کہ) شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے مہاجرین کو میرے پاس جمع کرو۔ میں نے انہیں آپ کے پاس اکٹھا کیا اور آپ نے ان سے مشاورت کی تو انہوں نے مختلف آراء دیں۔ بعض نے کہا کہ لوگوں کو واپس بھیج دیجیے اور انہیں وبا میں نہ دھکیلیں، جبکہ کچھ نے کہا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی (لکھی ہوئی) تقدیر ہے، آپ جس کام کے لیے نکلے ہیں اسے چھوڑ کر واپس مت جائیے۔ سیدنا عمرؓ نے انہیں جانے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ آپ کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ انصار کو میرے پاس بلا کر لاؤ، میں انہیں بلا لایا تو آپ نے ان سے بھی مشاورت کی، وہ بھی مہاجرین کی راہ پر ہی چلے اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ آپ نے انہیں بھی چلے جانے کا حکم فرمایا، وہ بھی چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے آنے والے جو بزرگ یہاں موجود ہیں انہیں بلاؤ، میں انہیں بلا لایا، آپ نے ان سے بھی اس بارے میں مشورہ لیا تو وہ سب ایک ہی رائے پر متفق تھے کہ واپس چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ میں سوار ہو (کر واپس جا) نے والا ہوں سو تم بھی واپسی کا بندوبست کرو، کیونکہ میں اپنی رائے کے مطابق فیصلہ نافذ کروں گا، سو تم اس پر نظر رکھو جس کا میں تمہیں حکم دینے والا ہوں، سو انہوں نے اسی پر عمل کیا اور عمر رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے، پھر لوگوں سے فرمایا: میں واپس جا رہا ہوں۔ تو ابوعبیدہ بن جراحؓ، جو آپ کی مخالفت کرنا ناپسند کیا کرتے تھے، بولے: کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) غصے میں آ گئے اور فرمایا: اے ابوعبیدہ! کاش یہ بات تمہارے علاوہ کسی اور نے کہی ہوتی، ہاں! میں اللہ کی ایک تقدیر سے فرار ہو کر دوسری تقدیر کی طرف جا رہا ہوں، تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر ایک آدمی کسی ایسی وادی میں جائے جس کے دو کنارے ہوں، ایک خشک اور دوسرا سرسبز ہو، کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر وہ اپنے جانوروں کو خشک کنارے پر چرائے گا تو وہ بھی اللہ کی (لکھی ہوئی) تقدیر سے ہوگا اور اگر سرسبز کنارے پر چرائے گا تو وہ بھی اللہ کی تقدیر ہی سے ہوگا؟ پھر عمرؓ ابوعبیدہ کو لے کر تنہائی میں گئے اور کچھ ہی دیر میں

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر في الطاعون، ح:5729-صحیح مسلم، کتاب السلام، الطاعون والطیرة والکھانة ونحوھا، ح:2219

دونوں واپس آ گئے، اور (اتنے میں) عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے جو کسی ضروری کام کی وجہ سے وہاں حاضر نہیں تھے، وہ آئے اور اختلاف کر رہے تھے تو انہوں نے کہا: یقیناً میرے پاس ایک علم ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جب تم کسی علاقے میں وبا پھوٹنے کا سنو تو وہاں مت جاؤ، اور اگر وبا وہاں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو پھر تم اس سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔ سو عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن) کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ واپس چلے جائیں۔''

زمانے کو برا بھلا کہنے کی مذمت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الْأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)). يَعْنِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ هُوَ الَّذِي يَفْعَلُ بِهِ مَا يَنْزِلُ بِهِ مِنَ الْمَصَائِبِ، فَالْأَمْرُ بِيَدِهِ، يُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ كَيْفَ شَاءَ، وَإِذَا سَبَّ فَاعِلَهَا كَانَ قَدْ سَبَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔ [1]

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ابنِ آدم زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں ہی شب و روز ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ زمانے کو گالی دیتا ہے، جبکہ زمانہ میں ہی ہوں، (گردشِ زمانہ کا) سارا معاملہ میرے ہاتھ میں ہی ہے، میں ہی شب و روز کو بدلتا ہوں۔''

یعنی کوئی بھی مصیبت آن پڑنے پر زمانے کو برا بھلا کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ جو اس پر مصیبت ٹوٹی ہے یہ زمانے کا ہی کیا دھرا ہے، مذموم عمل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی بندے پر اچھے اور بُرے حالات لاتا ہے اور وہی تنگی و خوشحالی کے دِن دکھاتا ہے، کیونکہ گردشِ زمانہ کا سارا معاملہ اسی کے کنٹرول میں ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے شب و روز کو بدلتا رہتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ جب بندہ زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے تو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو بُرا بھلا کہہ رہا ہوتا ہے، کیونکہ زمانہ تو حکمِ الٰہی کا پابند ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی اکثر یہ بات زبان زدِ عام ہے کہ جب بھی کسی برائی، غلط چیز یا حالات کی تنگی کا مشاہدہ کرنا پڑتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے کہ ''زمانہ ہی ایسا آ گیا ہے'' حالانکہ ایسا کہنے والا اسی حدیث کا مصداق بنتا ہے، اس لیے حالات خواہ کیسے بھی آ جائیں اسے کبھی زمانے کو قصوروار نہیں ٹھہرانا چاہیے۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لا تسبوا الدهر، ح: 6181 — صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب النهي عن سب الدهر، ح: 2246

احتیاط وہوشمندی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ)).❶

''مومن ایک ہی سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔''

یعنی مومن ایک جگہ سے دھوکہ کھانے کے بعد دوبارہ اسی جگہ سے فریب نہیں کھاتا بلکہ محتاط وہوشیار ہوجاتا ہے اور آئندہ اس غلطی کے اعادے سے خود کو بچائے رکھتا ہے۔

رات کے وقت آگ بجھا دینے کا حکم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدَعُوا النَّارَ فِي بُیُوتِکُمْ حِینَ تَنَامُوا)).❷

''جس وقت تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ جلتی ہوئی نہ چھوڑا کرو۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِیلَةَ، فَذَهَبَتِ الْجَارِیَةُ تَزْجُرُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعِیهَا))، فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ قَاعِدًا عَلَیْهَا فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلَى هٰذَا فَیُحْرِقُكُمْ))

''ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتّی پکڑ کر اسے گھسیٹنے لگی، ایک بچی اسے بھگانے لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، پھر اس (چوہیا) نے وہ بتّی لا کر اس چٹائی پر پھینک دی جس پر آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، اس بتّی نے ایک درہم کی جگہ کے بقدر چٹائی جلا دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سونے

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب لا یلدغ المومن من جحر مرتین، ح: 6133 صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب لا یلدغ المومن من جحر مرتین، ح: 2998

❷ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب لا تترك النار في البیت عند النوم، ح: 6293 صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطیة الإناء وإیکاء السقاء، وإغلاق الأبواب...، ح: 2015

❸ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في إطفاء النار باللیل، ح: 5247-

لگوتو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان اس جیسے جانوروں کی ایسے کاموں میں راہنمائی کرتا ہے اور تمہارے گھروں کو جلا دیتا ہے۔''

گویا ایسے جانوروں کو اس طرح کے نقصان دہ اور ضرر رساں امور شیطان سُجھاتا ہے اور ان کی راہنمائی کرتا ہے، تاکہ وہ مسلمانوں کے گھر کو نقصان پہنچا سکے، اس لیے نبی ﷺ نے یہ تنبیہ فرمائی کہ سونے سے پہلے گھر کے چراغ بجھا دیا کرو۔ تو ہر وہ چیز جو آگ سے متعلقہ ہو اسے بند کر کے یا بجھا کر سونا چاہیے مثلاً چولہا، ہیٹر، انگیٹھی، لالٹین، موم بتی، گیزر اور گیس کا لیمپ وغیرہ۔

شام کے وقت کرنے کے کام

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا جَنَحَ اللَّيْلُ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرِضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ)). ❶

''جب رات چھا جائے یا شام ہو جائے تو تم اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لیا کرو، کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں، لیکن جب رات کا کچھ وقت گزر جائے تو انہیں چھوڑ دیا کرو، اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا، بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو، اللہ کے نام سے اپنے برتن بھی ڈھانپ دیا کرو خواہ ان پر کوئی چوڑائی میں ہی کوئی چیز رکھ دیا کرو اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يُبْعَثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ)). ❷

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب شوب اللبن بالماء، ح:5613–صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطیة الإناء وإیکاء السقاء، وإغلاق الأبواب...، ح:2012

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب الأمر بتغطیة الإناء وإیکاء السقاء، وإغلاق الأبواب...، ح:2013–سنن أبوداود، کتاب الجهاد، باب في کراهیة السیر في أول اللیل، ح:2604

''جب سورج غروب ہوجائے تو تب تک تم اپنے چوپایوں اور اپنے بچوں کومت چھوڑو جب تک کہ رات کا اندھیرا اچھی طرح نہ چھا جائے، کیونکہ غروبِ آفتاب کے وقت شیطان بھیجا جاتا ہے اور وہ تب تک رہتا ہے جب تک کہ اچھی طرح رات نہیں چھا جاتی۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَمْ يُغَطَّ وَلَا سِقَاءٍ لَمْ يُوكَأْ إِلَّا وَقَعَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ)). [1]

''برتنوں کو ڈھانپ دو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں ایک وباء اترتی ہے، جو کسی بھی ایسے برتن کے پاس سے گزر جائے جس کو ڈھانپا نہ گیا ہو اور کسی بھی مشکیزے کے پاس سے گزر جائے جس کا منہ نہ باندھا گیا ہو تو وہ وباء اس میں پڑ جاتی ہے۔''

سانپ مارنے کا حکم

سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ)). قَالَ: وَكَانَ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ حَتَّى أَبْصَرَ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ۔ [2]

''سانپوں کو مار دیا کرو، (خاص طور پر) انہیں جن کے سر پر دو نقطے ہوتے ہیں اور چھوٹی دُم والے موذی سانپ کو بھی، کیونکہ یہ دونوں سانپ بینائی چھین لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ہر سانپ کو مار دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ کسی سانپ پر حملہ آور ہو رہے تھے کہ ابولبابہ یا زید بن خطاب نے آپ کو دیکھ لیا اور بتلایا کہ گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا گیا تھا۔''

آنکھوں کی بینائی زائل کر دینا یا عورت کا حمل گرا دینا ان کے شدید زہریلے ہونے کی وجہ سے ہے، یعنی سانپ کی ان دو قسموں میں اس قدر زہر ہے کہ یہ بغیر ڈسے بھی انسانی جان پر اثر انداز ہو جاتا ہے اور گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کرنے کی وجہ ایک اور حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ ایسے سانپ اکثر جن ہوتے ہیں جو سانپوں کے

[1] [صحیح] صحیح مسلم ، کتاب الأشربة ، باب الأمر بتغطیة الإناء وإیکاء السقاء ، وإغلاق الأبواب.... ح:2014

[2] [صحیح] صحیح بخاری ، کتاب بدء الخلق ، باب قول اللہ تعالی: ﴿وبث فیها من کل دابة﴾ ، ح:3297-صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، باب قتل الحیات وغیرها ، ح:2233

رُوپ میں گھروں میں رہتے ہیں، اس لیے انہیں نہیں مارنا چاہیے۔

ابوسائب روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَعُودُهُ قَالَ: فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، قَالَ: فَجَلَسْتُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا بِحَيَّةٍ، فَقُمْتُ إِلَيْهَا لأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ لَا تَفْعَلْ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: تَرَى هٰذَا الْبَيْتَ أَنَّهُ كَانَ فِيهِ ابْنُ عَمٍّ لَنَا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَكَانَ يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيَأْذَنُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَأْذَنَ يَوْمًا فَأَذِنَ لَهُ وَقَالَ: ((خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ، أَخَافُ عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ)). فَأَقْبَلَ فَإِذَا بِامْرَأَتِهِ قَائِمَةٌ بَيْنَ الْبَابَيْنِ، فَتَحَ لَهَا الرُّمْحَ، فَقَالَتْ: أَكْبِبْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ حَتَّى تَدْخُلَ فَتَنْظُرَ، فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَلَى الْفِرَاشِ، فَانْتَظَمَهَا بِالرُّمْحِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَ الرُّمْحَ فِي الْحُجْرَةِ وَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ السِّنَانِ، وَاضْطَرَبَ الْفَتَى فَلَمْ يُدْرَ أَيُّهُمَا أَسْرَعُ مَوْتًا، الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَجِئْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْنَاهُ وَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحْيِيَ لَنَا صَاحِبَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ فَإِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا تَبَدَّا لَكُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِذَا تَبَدَّا لَكُمْ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)).[1]

"میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے ان کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں، کہتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا تو مجھے گھر کے کونے میں پڑی لکڑیوں سے کچھ حرکت سنائی دی، میں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا، میں اسے مارنے کے لیے اُٹھا تو ابوسعیدؓ نے مجھے اشارہ کر دیا کہ نہ مارو۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے (ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: تو یہ گھر دیکھ رہا ہے؟ اس میں ہمارا چچا زاد رہتا تھا، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، وہ خندق کے دِنوں میں نصف النہار کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر گھر آیا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسے اجازت دے دیتے تھے، ایک روز اس نے اجازت لی تو آپؐ نے اجازت دے دی اور فرمایا: اپنا ہتھیار لے جا کیونکہ مجھے تیرے بارے میں بنوقریظہ سے خطرہ ہے (بنوقریظہ دغابازی کر کے دشمن کے ساتھ جا ملے تھے)، چنانچہ وہ آیا تو اس کی بیوی دروازے میں کھڑی تھی، اس نے اپنی بیوی کو مارنے (اس وجہ سے) کے لیے نیزہ اُٹھایا کہ وہ باہر دروازے میں کیوں کھڑی ہے تو اس نے کہا: اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ (کہ میں باہر کیوں کھڑی

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب قتل الحیات وغیرھا، ح:2236-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قتل الحیات، ح:5257

ہوں؟)وہ اندر گیا تو اس نے دیکھا کہ بستر پر سانپ بیٹھا ہوا ہے، اس نے اسے نیزے میں ہی پرولیا، پھر وہ باہر نکلا اور نیزہ کوٹھڑی میں گاڑ دیا اور سانپ نیزے کے پھل پر تڑپ رہا تھا، اتنے میں وہ نوجوان بھی تڑپنے لگا، پھر پتہ نہیں پہلے کس کی موت آئی، نوجوان کی یا سانپ کی (یعنی دونوں ہی مر گئے)۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ کو یہ واقعہ بتلایا اور ہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ ہمارے ساتھی کو زندہ کردے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے مغفرت کی دعا کرو، مدینہ میں کچھ جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں، سو اگر ان میں سے (سانپ وغیرہ کی شکل میں) کوئی چیز تمہیں نظر آئے تو تین دِن تک اسے خبردار کرو (یعنی اسے وہاں سے جانے کے لیے کہتے رہو) لیکن اگر تین دِن کے بعد بھی وہ تمہیں نظر آئے تو اسے ماردو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ، فَمَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَمَا ظَهَرَ لَكُمْ بَعْدُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ فَاقْتُلُوهُ)).[1]

''یقیناً ان گھروں میں کچھ عمر رسیدہ سانپ ہوتے ہیں، سو جب تم ان میں سے کوئی دیکھو تو تین دِن تک اسے تنگ کرو، لیکن اگر اس کے بعد بھی وہ تمہیں نظر آئے تو بلاشبہ وہ کافر ہے، اسے قتل کردو۔''

تنگ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے اس طرح کی آوازیں دی جائیں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ہم تمہیں ماردیں گے وغیرہ وغیرہ۔

چھپکلی مارنے کا حکم

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا.[2]

''نبی ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم فرمایا اور اسے ''فویسقہ'' کا نام دیا۔''

فویسقہ کا مطلب ہے نقصان پہنچانے والا چھوٹا جانور۔ اس کو مارنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ بہت زہریلی ہوتی ہے

[1] [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب قتل الحيات وغيرها، ح:2236-سنن أبوداوٗد، كتاب الأدب، باب في قتل الحيات، ح:5258

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب استحباب قتل الوزغ، ح:2238-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في قتل الأوزاغ، ح:5262

اوردوسری وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو اس نے پھونکیں مار کر آگ بھڑکانے میں حصہ ڈالا تھا۔ ❶

اور بعض روایت میں نبی ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ جو شخص چھپکلی کو پہلی ہی چوٹ میں مار دے اسے سو نیکیاں ملیں گی۔ ❷

چیونٹی وغیرہ مارنے کی ممانعت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ. ❸

''رسول اللہ ﷺ نے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا کو مارنے سے منع فرمایا۔''

لٹورا ایک پرندہ ہے جو چڑیوں کا شکار کرتا ہے اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے۔

عبدالرحمان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ، يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا. ❹

''ایک طبیب نے نبی ﷺ سے مینڈک کے بارے میں پوچھا کہ وہ اسے (مار کر) دوا میں ڈال سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے اسے مینڈک کو مارنے سے منع فرما دیا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ مِنْ قُرَى النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَيْ إِنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ)). ❺

''ایک نبی کو کسی چیونٹی نے کاٹ لیا، تو انہوں نے چیونٹی کی بستی کو ہی جلانے کا حکم دے دیا، چنانچہ وہ جلادی

❶ صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالی: واتخذ الله إبراهیم خلیلا، ح:3359- صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح:2237

❷ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح:4022

❸ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قتل الذر، ح:5267-سنن ابن ماجه، کتاب الصید، باب ما ینهی عن قتله، ح:3224-إرواء الغلیل للألبانی:2490

❹ [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في قتل الضفدع، ح:5269

❺ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب إذا حرق المشرك المسلم هل یحرق، ح:3019-صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب النهي عن قتل النمل، ح:2241

گئی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اگر ایک چیونٹی نے تمہیں کاٹ لیا ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والی اُمتوں میں سے ایک اُمت کو ہی جلا ڈالا ہے۔''

اس حدیث سے چیونٹی کو مارنے کی ممانعت کے علاوہ یہ بات بھی احاطۂ علم میں آتی ہے کہ صرف انسان وجن اور فرشتے ہی نہیں بلکہ جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ، حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا فَدَخَلَتِ النَّارَ)). قَالَ: ((لَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا حِينَ حَبَسَتْهَا، وَلَمْ تُرْسِلْهَا فَتَأْكُلَ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)).[1]

''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، کیونکہ اس عورت نے اسے باندھے رکھا، یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی، اور وہ عورت (اسی کی وجہ سے) جہنم میں چلی گئی۔ فرمایا کہ جب اس عورت نے اسے باندھا تو اسے نہ تو کچھ کھانے کے لیے دیا اور نہ پینے کے لیے، اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔''

انگلیوں سے کنکری پھینکنے کی ممانعت

عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَنَهَاهُ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ الصَّيْدُ، وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ، وَلَكِنَّهُ قَدْ يَكْسِرُ السِّنَّ وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ. قَالَ: فَرَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ قَالَ: فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَخْذِفُ، لَا وَاللهِ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا وَكَذَا وَكَذَا.[2]

''عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو درمیان والی دو انگلیوں سے کنکری پھینکتے دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں سے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہ تو کوئی شکار مار سکتی ہے اور نہ ہی دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے، البتہ کسی کا دانت توڑ دے گی یا کسی کی آنکھ پھوڑ دے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مغفلؓ نے اس کے بعد پھر اسے انگلیوں سے کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا: میں نے تجھے

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق، یقتلن في الحرم، ح:3318۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة، ح:2242

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب النهي عن الخذف، ح:6220۔ صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذبائح، باب إباحة ما یستعان به علی الاصطیاد والعدو، وکراهة الخذف، ح:1954

رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی ہے اور تُو پھر بھی کنکری پھینک رہا ہے، اللہ کی قسم! میں آج کے بعد تم سے بات ہی نہیں کروں گا، اور اس کے علاوہ بھی کافی کچھ کہا۔"

بلاضرورت اسلحہ اُٹھانے یا اسے ننگا لیے پھرنے کی ممانعت

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَيْنَا فَلَيْسَ مِنَّا)). ❶

"جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔"

ہتھیار اٹھانے سے مراد ہے کہ کسی ہتھیار سے اپنے کسی مسلمان بھائی کی جان لے لینا یا اس پر تاننا؛ خواہ اس کی جان نہ بھی لی جائے۔ کیونکہ ایک روایت میں اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار کا رُخ کرنے کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے اور اس کی وجہ آپ ﷺ نے یہ بتلائی ہے کہ شیطان کسی بھی لمحے اس کے ہاتھ سے وہ ہتھیار چلا سکتا ہے۔ ❷

اور اسی اسناد سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ سُوقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيُمْسِكْ عَلَى أَنْصَالِهَا لَا يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَذًى)). ❸

"تم میں سے جو کوئی شخص ہماری مسجد یا بازار میں سے تیر لے کر گزرے تو وہ اس کا پھل تھامے رکھے، تاکہ وہ کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُ أَحَدَكُمْ إِذَا أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ)). ❹

"جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے سے اشارہ کرتا ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہی ہو۔"

---

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((من حمل علينا السلاح فليس منا))، ح:7071-صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((من غشنا فليس منا))، ح:101

❷ (صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ح:-۷۰۷۲صحیح مسلم، کتاب البر والصل، باب النی عن الاشار بالسلاح الیٰ مسلم، ح:۲۶۱۷)

❸ [صحیح] صحیح بخری، کتاب الصلاۃ، باب المرور في المسجد، ح:452-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما من المواضع الجامعة للناس أن يمسك بنصالها، ح:2615

❹ [صحیح] السنن الکبری للبیهقی:8/23-مسند احمد:2/256-صحیح ابن حبان:1856

مسجد میں اور داہنی جانب تھوکنے کی ممانعت

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ)). [1]

''میری اُمت کے نیک اور برے اعمال مجھے دکھائے گئے، تو میں نے ان کے نیک اعمال میں یہ عمل بھی دیکھا کہ جو راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادی جاتی ہے، اور بُرے اعمال میں میں نے یہ عمل بھی پایا کہ جو مسجد میں ناک کی ریزش پھینکی ہو اور پھر اسے دفن نہ کیا ہو۔''

اوّلاً تو مسجد کے آداب میں سے یہی ہے کہ وہاں تھوک، بلغم، رینٹ اور ناک کی ریزش وغیرہ پھینکی ہی نہ جائے، کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور وہ ہمارے گھروں سے زیادہ اس بات کا حق رکھتا ہے کہ اسے پاک وصاف رکھا جائے۔ لیکن اگر ایسی کوتاہی ہو بھی جاتی ہے تو پھر ایسا کرنے والے پر لازم ہے کہ اس پر کوئی مٹی وغیرہ ڈال کر یا تو دفن کردے یا پانی گرا کر اسے دھوڈالے، اور اگر وہ یہ بھی نہیں کرتا تو یہ برائی شمار ہوگی اور مذکورہ حدیث کے مطابق نامۂ اعمال میں اس کا گناہ لکھا جائے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی جانب ریزش پھینکی ہوئی دیکھی تو ایک کنکری لے کر اسے صاف کردیا، پھر فرمایا:

((لَا يَتَنَخَّمْ أَحَدُكُمْ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى)). وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((وَإِلَّا بَزَقَ فِي ثَوْبِهِ فَدَلَكَهُ)). [2]

''تم میں سے کوئی بھی قبلے کی جانب نہ تھوکے اور نہ ہی اپنی دائیں جانب تھوکے، بلکہ اسے اپنے بائیں جانب یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا چاہیے۔ ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اسے اپنے کپڑے میں تھوک کر اسے رگڑ لینا چاہیے۔''

اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کی ناممکنہ صورت یہی ہوسکتی ہے کہ آدمی مسجد وغیرہ میں ہو، تو ایسی صورت کے لیے یہ حکم فرمادیا کہ اسے اپنے رومال یا کسی بھی کپڑے میں وہ تھوک کرلینی چاہیے اور پھر اسے رگڑ لے، یوں اس کی حاجت بھی رفع ہوجائے گی اور مسجد کا احترام بھی باقی رہے گا۔

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها، ح:553- مسند أحمد:180/5

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الصلاة، باب حك المخاط بالحصى من المسجد، ح:408- صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها، ح:550

بچے کو گھٹی دینا اور اس کا نام رکھنا

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

وُلِدَلِي غُلَامٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ۔ ❶

''میرا ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اسے نبی ﷺ کے پاس لے کر آیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کے ساتھ اسے گھٹی دی۔''

بچے کا کونسا نام رکھنا مستحب ہے؟

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ)). ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے سب ناموں سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔''

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِمَا بَدَأْتَ، لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ، فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ، فَلَا يَكُونُ، فَيَقُولُ لَا)). ❸

''اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ پسندیدہ کلام لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ہے، سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے، تو ان میں سے جسے چاہے پہلے پڑھ لے کوئی مسئلہ نہیں ہے، اور اپنے غلام کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح مت رکھ، کیونکہ تُو (اس کا نام لے کر) کہے گا: کیا وہ ہے؟ وہ نہیں ہوگا تو جواب ملے گا کہ نہیں۔''

اس حدیث میں چار ناموں کا ذکر کیا گیا ہے، یسار کا معنی ہے خوشحالی، رباح کا مطلب ہے فائدہ ومنافع، نجیح کا معنیٰ

❶ [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب الأدب ، باب من سمى بأسماء الأنبياء ، ح:6198-صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه ، ح:2145

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح:2132-سنن ترمذی ، أبواب الأدب ، باب ما جاء ما يستحب من الأسماء ، ح:2834

❸ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة والآداب ، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح:2137-سنن ترمذی ، أبواب الأدب ، باب ما يكره من الأسماء ، ح:2836

ہے صابر و ثابت قدم اور افلح کا مطلب ہے بہت کامیاب شخص۔ آخر میں نبی ﷺ نے ان ناموں کی ممانعت کی وجہ بھی بیان فرمادی، مثال کے طور پر اگر کسی کا نام یسار ہو، جس کا مطلب ہے خوشحالی، اور کوئی اس کا پوچھے کہ کیا یسار ہے؟ تو اگر وہ نہ ہو تو اسے یہی جواب دیا جائے گا کہ یسار نہیں ہے، تو اس کا ایک مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ خوشحالی نہیں ہے، اس لیے ایسے نام رکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى، وَبَرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ بَعْدُ سَكَتَ عَنْهَا، ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ.❶

''نبی ﷺ نے اس بات سے منع کرنا چاہا کہ (بچوں کے) یعلی، برکت، افلح، یسار، نافع اور اس جیسے نام رکھے جائیں، پھر میں نے دیکھا کہ آپؐ نے ان سے خاموشی اختیار کی (یعنی منع نہیں فرمایا) پھر آپؐ وفات پا گئے اور (تادمِ وفات) آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُدْعَى مَالِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللّٰهُ)).❷

''روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین نام اس شخص کا ہوگا جسے شاہانِ شاہ کے نام سے پکارا جاتا ہوگا، اس لیے کہ اللہ کے سوا کوئی شہنشاہ نہیں ہے۔''

برے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنا

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: ((أَنْتِ جَمِيلَةُ)).❸

''نبی ﷺ نے (ایک عورت کا) عاصیہ نام تبدیل کر دیا اور فرمایا کہ تو جمیلہ ہے۔''

❶ [صحيح] صحيح مسلم . كتاب البروالصلة . باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه ، ح:2138

❷ [صحيح] صحيح بخارى . كتاب الأدب ، باب أبغض الأسماء إلى الله ، ح:6206-صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب تحريم التسمي بملك الأملاك ، وبملك الملوك ، ح:2143

❸ [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب البروالصلة ، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن ، وتغيير اسم برة إلى زينب وجويرية ونحوهما . ح:2139-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب في تغيير الاسم القبيح ، ح:4952-سنن ترمذى ، أبواب الأدب ، باب ما جاء في تغيير الأسماء ، ح:2838-سنن ابن ماجه ، كتاب الأدب ، باب تغيير الأسماء ، ح:3733

عاصیہ کا مطلب نافرمان عورت ہے، اس لیے نبی ﷺ نے اسے بُرا قرار دیا اور بدل کر اس عورت کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

ابنِ مسیّب اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا اسْمُكَ؟)). قَالَ: قُلْتُ: حَزْنٌ، قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)). قَالَ: لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي، قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَفِينَا تِلْكَ الْحُزُونَةُ بَعْدَهُ ❶

''رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حزن (یعنی تنگی)، آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تم سہل (یعنی آسانی) ہو۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں وہ نام نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا رکھا ہے۔ ابنِ مسیّب کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ہمیں تنگی ہی درپیش رہی۔''

زینب بنت اُمِ سلمہ بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ اسْمِي بَرَّةَ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ، وَدَخَلَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ. ❷

''میرا نام برّہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام زینب رکھ دیا، زینب بنت جحش ؓ آئیں اور ان کا نام بھی برّہ تھا تو آپ ﷺ نے ان کا نام بھی زینب رکھ دیا۔''

سیدنا عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ مَعَ أَبِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا اسْمُ ابْنِكَ هٰذَا؟)). فَقَالَ: عَزِيزٌ، فَقَالَ: ((لَا تُسَمِّهِ عَزِيزًا وَسَمِّهِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، فَإِنَّ أَحَبَّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ)). ❸

''میں اپنے باپ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے (میرے باپ سے) دریافت فرمایا: تمہارے اس بیٹے کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: عزیز، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام عزیز مت رکھو، بلکہ اس کا نام عبدالرحمان رکھ دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو جو نام سب سے زیادہ پسند ہیں وہ عبدالرحمان اور عبداللہ ہیں۔''

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب اسم الحزن، ح:6190-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح:4956

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن، وتغيير اسم برة إلى زينب وجويرية ونحوهما، ح:2142-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح:4953

❸ [صحيح] مسند أحمد:178/4-مسند البزار:1993-سلسلة الأحاديث الصحيحة:904

ابوالقاسم کنیت رکھنا مکروہ ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي)). [1]

''تم میرا نام رکھ لیا کرو، مگر میری کنیت مت رکھا کرو۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَادَى رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَمْ أَعْنِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّمَا عَنَيْتُ فُلَانًا، فَقَالَ: ((تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي)). وَكَانَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْتَنِيَ بِأَبِي الْقَاسِمِ، كَانَ اسْمُهُ مُحَمَّدًا أَوْ غَيْرَهُ۔ [2]

''ایک آدمی نے بقیع الغرقد (جنت البقیع) سے آواز لگائی: اے ابوالقاسم!، رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری مراد آپ نہیں ہیں، بلکہ میں نے فلاں کو آواز دی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت مت رکھا کرو۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی کنیت 'ابوالقاسم' رکھے، خواہ اس کا نام 'محمد' ہو یا کچھ اور ہو۔''

نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا نام اور کنیت رکھنے کا جواز

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [3]

''انہوں نے (یعنی علیؓ نے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ کی وفات کے بعد اگر میرا بیٹا پیدا ہو تو کیا میں آپؐ کے نام پر اس کا نام اور آپؐ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔''

---

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب كنية النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3539-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح:2134

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب كنية النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3537-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح:2131

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الرخصة في الجمع بينهما، ح:4967-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية الجمع بين اسم النبي صلى الله عليه وسلم وكنيته، ح:2843

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا تُكَنِّينِي فَكُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ، فَقَالَ: ((بَلِ اكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللّٰهِ)). فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ. [1]

''انہوں نے (یعنی عائشہؓ نے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ کی سب بیویوں کی کنیت ہے، کیا آپؐ میری کنیت نہیں رکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے عبداللہ کے نام سے اپنی کنیت رکھ لو، چنانچہ ان کی کنیت اُمِ عبداللہ رکھ دی گئی۔''

بُرے القاب دینے کی ممانعت

ابوجبیرہ بن ضحاک بیان کرتے ہیں کہ:

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي بَنِي سَلَمَةَ ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ وَقَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَا فُلَانُ))، فَيُقَالُ لَهُ: مَهْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا الِاسْمِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات: 11] [2]

''یہ آیت ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ بنوسلمہ کے بارے میں اتری ہے، جب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم میں سے ہر آدمی کے دو نام تھے، رسول اللہ ﷺ جب (کسی کا نام لے کر) فرماتے کہ اے فلاں!، تو آپؐ سے کہا جاتا کہ اے اللہ کے رسول! یہ نام مت لیجیے، وہ اس نام سے غصہ کرتا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوگئی کہ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ''اور ایک دوسرے کو برے القاب مت دو۔''

عمدہ طعام ولباس کا جواز اور حرام و مشتبہات سے اجتناب کی تاکید

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ،

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في المرأة تكنى، ح: 4970- الأدب المفرد للبخاری: 850

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في الألقاب، ح: 4962- سنن ترمذی، أبواب التفسير، باب ومن سورة الحجرات، ح: 3268- سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب الألقاب، ح: 3741

فَقَالَ: ﴿ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾ [المومنون: 51] وَقَالَ: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ﴾ [البقرة: 172]. ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ.❶

''اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ مال کو ہی قبول فرماتا ہے، اور بلاشبہ اس نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا جو اس نے رسولوں کو دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً میں تمہارے اعمال کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔'' اور فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ''اے مومنو! جو ہم نے تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اس سے کھاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرے، اس کے بال پراگندہ ہوں اور خود غبار سے اَٹا ہو، وہ اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر ''اے میرے رب! اے میرے پروردگار!'' کہنے لگے جبکہ اس کا کھانا حرام ہو، اس کا پینا حرام ہو، اس کا لباس حرام ہو اور اسے غذا بھی حرام ہی دی گئی ہو، تو اس کی دعا کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟''

اس حدیث میں مذکورہ صفات والے بندے کی مثال اس لیے دی گئی کہ ایسی حالت والا بندہ یعنی جو بہت لمبا سفر کر کے آرہا ہو، اس کے بال پراگندہ ہوں، اس کا جسم گردوغبار سے اَٹا پڑا ہو، ایسی حالت میں بندہ بہت قابلِ رحم لگتا ہے اور اس پر شفقت کرنے کو جی چاہتا ہے، لیکن اگر ایسے بندے کا کھانا، پینا، لباس حتیٰ کہ اس نے پرورش ہی حرام مال سے پائی ہو تو اس کی ایسی قابلِ رحم حالت کی بھی اللہ تعالیٰ رعایت نہیں کرتا اور اس کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ایسا شخص بھی التفاتِ الٰہی کا مستحق نہیں ٹھہرتا تو پھر عام شخص کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کی دعائیں تو بالاولیٰ قبول نہیں کی جاتی ہوں گی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشوانے کے لیے اپنے مال کو قطعی طور پر حرام کی پلیدگی سے بچانا چاہیے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح: 1015- مسند أحمد: 2/328

الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ)). [1]

''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن (کے حلال یا حرام ہونے) کا بہت سے لوگوں کو علم ہی نہیں ہے، سو جو ان مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دِین اور اپنی عزت دونوں محفوظ کر لیں، اور جو ان مشتبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کے مانند ہے، جو (اپنے جانوروں کو ممنوعہ) چراگاہ کے اِرد گرد چراتا ہے، بعید نہیں ہے کہ وہ اس چراگاہ میں ہی گھس جائے، آگاہ رہو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور بلاشبہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کے حرام کردہ امور ہیں۔ یاد رکھو! یقیناً جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جب تک وہ درست رہے سارا جسم ہی درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم ہی خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دِل ہے۔''

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

تَبَرَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ، ثُمَّ قُرِّبَ لَهُ طَعَامٌ فَأَكَلَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. [2]

''رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کی، پھر آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو آپؐ نے کھالیا، اور پانی کو چھوا تک نہیں۔''

یعنی نبی ﷺ نے اسی طہارت پر اکتفا کیا جو قضائے حاجت کے بعد کی تھی اور کھانے کے لیے دوبارہ ہاتھ نہیں دھوئے۔ گویا اگر ہاتھ پہلے سے پاک صاف ہوں تو دھونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر صاف نہ ہوں تو دھو لینے چاہییں۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى الْخَلَاءَ، ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ فَأَتَى الطَّعَامُ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ قَالَ: ((لِمَ أُصَلِّ فَأَتَوَضَّأَ)).

''ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ آپؐ قضائے حاجت کے لیے گئے، پھر جب واپس آئے تو کھانا آ چکا تھا، پوچھا گیا: کیا آپؐ وضوء نہیں فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نماز نہیں پڑھنے لگا کہ وضوء کروں۔''

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الايمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح:52-صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح:1599

[2] [صحيح] صحيح مسلم. كتاب الحيض، باب جواز أكل المحدث الطعام. وأنه لا كراهة في ذلك، وأن الوضوء ليس على الفور، ح:374

امام شافعی ؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ لائقِ ادب یہی ہے کہ وہ کام کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، چنانچہ آدمی کے ہاتھوں کو اگر گندگی نہ لگی ہو تو انہیں دھونے سے پہلے کھانا کھالینا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ (چونکہ نبی ﷺ اپنے ہاتھوں کو پہلے پاک کر چکے تھے اس لیے دوبارہ نہیں دھویا)۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [1]

''جو شخص اس حالت میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو، پھر اگر اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

ہاتھ پہ سالن کی چکنائی لگی ہو اور اسے دھوئے بغیر ہی سو جانے کو مکروہ سمجھا گیا ہے، کیونکہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہے کہ ممکن ہے کیڑے مکوڑے اس کی بُو پا کر اس تک پہنچ جائیں اور اسے نقصان پہنچا دیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر اس کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو بہ فرمانِ نبوی اس کا وہ خود ہی ذمے دار ہے اور اسے اپنے آپ کو ہی ملامت کرنا چاہیے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَتَمَضْمَضَ، وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا)). وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ فِي أَكْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوِيقَ وَأَكْلِهِمْ مَعَهُ قَالَ: ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَالَّذِي رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ أَكَلَ عَرْقًا مِنْ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَمَضْمَضْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. وَعَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلَّى. [2]

''نبی ﷺ نے دودھ پیا، پھر کُلّی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ سوید بن نعمان رسول اللہ ﷺ کے ستّو کھانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے بھی آپؐ کے ساتھ ستّو کھائے، پھر آپؐ مغرب کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، آپؐ نے کُلّی کی تو ہم نے بھی کُلّی کر لی، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور وضوء نہیں کیا۔ اسی طرح ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے بکری کی ہڈی کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی، آپؐ نے نہ تو کُلّی کی اور نہ ہی پانی کو چھُوا۔ اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دودھ پیا اور وضوء کیے بغیر ہی نماز پڑھ لی۔''

سیدنا انسؓ کا یہ قول جواز پر محمول کیا جائے گا اور جو اس سے پہلے والا ہے وہ استحباب پر۔

[1] [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في كراهية البيتوتة وفي يده ريح غمر، ح:1860-

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب هل يمضمض من اللبن؟، ح:211- صحيح مسلم. كتاب الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح:358

کھانے کی دعا اور اپنے سامنے سے کھانے کا حکم

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ)) [1]

''جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخلے کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کر لے تو شیطان (اپنے آپ سے) کہتا ہے کہ نہ تو تمہارے لیے (یہاں) رات گزارنے کا ٹھکانہ ہے اور نہ ہی شام کا کھانا۔ لیکن جب گھر میں داخلے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات گزارنے کا ٹھکانہ مل گیا، اور جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کا ٹھکانہ اور شام کا کھانا دونوں حاصل کر لیے ہیں۔''

اللہ کا ذکر کرنے سے مراد دعا پڑھنا ہے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا اور کھانا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنی چاہیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ كَفَاكُمْ، إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ. تَابَعَهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ اپنے چھے صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک بدوی آیا اور اس نے دو لقموں میں ہی کھا لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اگر یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو تمہیں بھی پورا آ جاتا، جب تم میں سے کوئی کھائے اور وہ بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ ''اس کے

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:2018-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، ح:3765-سنن ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به إذا دخل بيته، ح:3887

[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب التسمية على الطعام، ح:3767-مسند أحمد:246/6

اوّل اوراس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں)۔''

وہب بن قیسان روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کوفرماتے سنا:

كُنْتُ أَطْعَمُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الْقَصْعَةِ، فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). ❶

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور میرا ہاتھ برتن میں گھوم رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! بِسمِ اللہ پڑھ، اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھا۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)). ❷

''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اسے اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور جب کوئی پیے تو اسے پینا بھی دائیں ہاتھ سے ہی چاہیے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔''

برتن کے درمیان سے کھانے کی ممانعت

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيدٍ فَقَالَ: ((كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهَا، فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهَا)). ❸

''رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے (اپنی اپنی طرف کے) کناروں سے کھانا اور درمیان سے مت کھانا، کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔''

❶ [صحيح] صحيح بخارى ، كتاب الأطعمة ، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ، ح:5376- صحيح مسلم ، كتاب الأشربة ، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما ، ح:2022

❷ [صحيح] صحيح مسلم . كتاب الأشربة ، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما ، ح:2020-سنن أبوداود . كتاب الأطعمة ، باب الأكل باليمين ، ح:3776

❸ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الأطعمة ، باب ما جاء في الأكل من أعلى الصحفة ، ح:3772- سنن ترمذى . أبواب الأطعمة ، باب ما جاء في كراهية الأكل من وسط الطعام ، ح:1805-سنن ابن ماجه ، كتاب الأطعمة ، باب النهي عن الأكل من ذروة الثريد ، ح:3277

تین انگلیوں سے کھانا اور انگلیاں چاٹنا مسنون عمل

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا۔ [1]

''رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور تب تک اپنا ہاتھ صاف نہیں کرتے تھے جب تک اسے چاٹ نہ لیتے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ: ((إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ)). وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ، وَقَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹتے، اور فرماتے: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اس سے گندگی (مٹی وغیرہ) جھاڑ کر کھا لینا چاہیے اور وہ اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔ اور آپ ﷺ ہمیں حکم فرماتے کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کریں، اور فرماتے: بلاشبہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ڈالی گئی ہے۔''

انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ جو وہ کھانا کھا رہا ہے اس کے کس حصے میں برکت ہے، شاید اسی میں ہی اللہ نے برکت رکھی ہو جو اس نے برتن میں لگا چھوڑ دیا۔ اس لیے نبی ﷺ نے برتن کو انگلی کے ساتھ صاف کر کے چاٹنے کا حکم فرمایا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَمْسَحْ أَحَدُكُمْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ يَدَهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ)).

''تم میں سے کوئی بھی (کھانا کھانے کے بعد) تب تک رومال سے اپنا ہاتھ مت پونچھے جب تک کہ وہ اسے چاٹ نہ لے، کیونکہ آدمی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت رکھی گئی ہے۔''

یعنی ممکن ہے کہ کھانے کا جو تھوڑا سا حصہ اس کی انگلیوں کے ساتھ لگا ہو اسی میں ہی برکت ہو، اس لیے اسے رومال یا ٹشو وغیرہ سے صاف کرنے کی بہ جائے چاٹ لینا چاہیے۔

[1] [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، ح:2032-مسند أحمد:177/3

[2] [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، ح:2033-سنن ابوداود، كتاب الأدب، باب في الرجل يجلس بين الرجلين بغير إذنهما، ح:4845-سنن ترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في اللقمة تسقط، ح:1803

کھانا اپنے ساتھی کے قریب کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

دَعٰی رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ مَعَہُ قَالَ: فَجَاءَ بِمَرَقَۃٍ فِیھَا دُبَّاءٌ قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَأْکُلُ ذٰلِكَ الدُّبَّاءَ وَیُعْجِبُہُ، فَلَمَّا رَأَیْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِیہِ إِلَیْہِ وَلَا أَطْعَمُ مِنْہُ شَیْئًا قَالَ أَنَسٌ: فَمَا زِلْتُ أُحِبُّہُ بَعْدُ. قَالَ سُلَیْمَانُ التَّیْمِيُّ: مَا أَتَیْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَطُّ فِي زَمَنِ الدُّبَّاءِ إِلَّا وَجَدْنَاہُ فِي طَعَامِہِ۔ [1]

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی، آپؐ تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ میں بھی تھا، وہ آدمی شوربہ لے کر آیا، اس میں کدّو تھے، رسول اللہ ﷺ کدّو کھانے لگے اور آپؐ انہیں پسند کرتے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں (کدّو اُٹھا اُٹھا کر) آپؐ کی طرف رکھنے لگا اور خود میں نے اس سے کچھ نہ کھایا۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں بھی کدّو پسند کرنے لگا۔ سلیمان التیمی کہتے ہیں کہ ہم کدّو وں کے موسم میں جب بھی انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ہم نے آپؓ کے کھانے میں کدّو ہی پائے۔''

سلمان بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّہُ دَعَا رَجُلًا إِلٰی طَعَامِہِ فَجَاءَ مِسْکِینٌ فَأَعْطَاہُ کِسْرًا، فَقَالَ لَہُ سَلْمَانُ: ((ضَعْہُ مِنْ حَیْثُ أَخَذْتَہُ، مَا رَغْبَتُكَ أَنْ یَکُونَ الْوِزْرُ عَلَیْكَ وَالْأَجْرُ لِغَیْرِكَ، إِنَّمَا دَعَوْنَاكَ لِتَأْکُلَ)). [2]

''انہوں نے ایک آدمی کو کھانے کی دعوت دی، اسی دوران ایک مسکین آ گیا تو اس (مہمان) نے اسے ایک ٹکڑا دے دیا، تو سلمان نے اس سے کہا: جہاں سے پکڑا ہے وہیں رکھ دو، میں نہیں چاہتا کہ گناہ تیرے سر آئے اور اجر تیرے علاوہ کوئی اور لے جائے، ہم نے تو اس لیے تمہیں دعوت دی ہے تاکہ تُو (خود) کھائے۔''

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ مہمان چونکہ جس کھانے پر مدعو ہوتا ہے وہ اس کی ملکیت میں نہیں ہوتا بلکہ اسے وہ اعزازاً پیش کیا گیا ہوتا ہے، اس لیے اسے اس کھانے کو صدقہ وخیرات کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اسے تناول کر سکتا ہے، صدقہ کرنے کا حق صرف میزبان کو حاصل ہے کیونکہ وہ کھانا اسی کے مال سے تیار کردہ ہوتا ہے اور اپنے مال کو کہیں بھی صرف کرنے کا وہی مجاز ہوتا ہے۔ روایت میں مذکور الفاظ ''میں نہیں چاہتا کہ گناہ تیرے سر آئے

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأطعمة، باب المرق، ح:5436-صحیح مسلم. کتاب الأشربة. باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، ح:2041

[2] [صحیح] السنن الکبری للبیهقی:278/7.

اوراجر تیرے علاوہ کوئی اور لے جائے'' کا مطلب یہی ہے کہ مہمان اگر اس کھانے کو صدقہ کرے تو وہ ایک ایسے کام کا مرتکب ہونے کی وجہ سے کہ جس کی اسے اجازت نہیں تھی، گنہگار ہوگا جبکہ اس صدقے کا اجر میزبان کو مل جائے گا۔

کھانے میں نقص نکالنے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا عَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ. ❶

''رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو اس کا جی چاہتا تو کھالیتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔''

سیدنا ہُلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

سَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ، فَقَالَ: ((لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ)). ❷

''ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کوئی کھانا ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسے کھانے میں میں حرج محسوس کرتا ہوں (تو اس صورت میں میں کیا کروں؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی چیز تیرے دِل میں خلل (شک وشبہ) ہرگز نہ ڈالے (کیونکہ) اس کام میں تُو نصرانیوں کے مشابہ ہو جائے گا۔''

گوشت اور ثرید کھانے کا بیان

عمرو بن اُمیہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)). ❸

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ میں بکری کے کندھے کا گوشت کاٹتے دیکھا، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے وہ گوشت اور وہ چھری جس سے کاٹ رہے تھے، وہیں رکھ دی، پھر اُٹھے اور نماز

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاما، ح:5409-صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب لا يعيب الطعام، ح:2064

❷ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في كراهية التقذر للطعام، ح:3784-سنن ترمذى، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في طعام المشركين، ح:1565-سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب الأكل في قدور المشركين، ح:2830

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه، ح:5462-صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح:355

پڑھائی، اور وضوء نہیں کیا۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَحَبَّ الْعِرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعُ ذِرَاعُ الشَّاةِ، وَكَانَ قَدْ سُمَّ فِيهَا، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ سَمُّوهُ. [1]

"رسول اللہ ﷺ کو بکری کی پنڈلی کے اوپر والے حصے کی ایسی ہڈی بہت پسند تھی جس کا گوشت اتار لیا گیا ہو، آپ ﷺ کو زہر بھی اسی میں ہی دیا گیا تھا اور آپؐ کے خیال کے مطابق یہودیوں نے آپؐ کو زہر دیا تھا۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ لَهُ ثَرِيدًا قَدْ صَبَّ عَلَيْهِ دُبَّاءً، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ الدُّبَّاءَ فَيَأْكُلُهُ، قَالَ: كَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ. قَالَ ثَابِتٌ: فَسَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: فَمَا صُنِعَ لِي طَعَامٌ أَقْدِرُ أَنْ تُوضَعَ لِي فِيهِ دُبَّاءٌ إِلَّا صُنِعَ. [2]

"ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی، اس نے آپؐ کو ثرید پیش کیا جس میں اس نے کدُّو ڈالے ہوئے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کدُّو پکڑ پکڑ کر کھانے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کدو پسند فرمایا کرتے تھے۔ ثابت بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میرے لیے کبھی ایسا کھانا نہیں تیار کیا گیا کہ جس میں کدُّو ڈالنے کی مجھ میں قدرت ہو اور میں نے نہ ڈالے ہوں۔"

شہد، میٹھی چیز اور ٹھنڈا مشروب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. [3]

"رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرمایا کرتے تھے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ:

أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلْوُ الْبَارِدُ.

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في أكل اللحم، ح: 3781 - مسند أحمد: 1/394

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأطعمة، باب المرق، ح: 5436 - صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب جواز أكل المرق، واستحباب أكل اليقطين، ح: 2041

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأطعمة، باب الحلواء والعسل، ح: 5431 - سنن أبوداود، كتاب الأشربة، باب في شراب العسل، ح: 3715

”رسول اللہ ﷺ کا سب سے پسندیدہ مشروب (وہ ہوتا تھا جو) ٹھنڈا اور میٹھا ہو۔“ [1]

زہری بیان کرتے ہیں کہ:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الشَّرَابِ أَطْيَبُ، فَقَالَ: ((الْحُلْوُ الْبَارِدُ)). [2]

”رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا مشروب زیادہ اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو میٹھا اور ٹھنڈا ہو۔“

تلبینہ کا بیان اور اس کے فوائد

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ، فَطُبِخَتْ وَصَنَعَتْ ثَرِيدًا، ثُمَّ صَبَّتِ التَّلْبِينَةَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَتْ: كُلُوا مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ، وَتُذْهِبُ بَعْضَ الْحَزَنِ)). [3]

”جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی تعزیت کے لیے عورتیں اکٹھی ہوتیں، پھر وہ چلی جاتیں اور گھر کے افراد اور خاص خاص لوگ ہی رہ جاتے تو عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں تلبینہ کی ہانڈی پکانے کا حکم دیتیں، جب وہ پکا لیا جاتا تو آپؓ ثرید بناتیں اور اس ثرید پر تلبینہ ڈالتیں، پھر کہتیں کہ اسے کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تلبینہ بیمار شخص کے دِل کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔“

عرب لوگ آٹے اور دودھ یا بھوسی اور دودھ کو ملا کر حلوہ سا تیار کرتے اور اس میں شہد ڈالتے تھے، اسے تلبینہ کہا جاتا تھا۔ یہ امراضِ دل اور غمزدہ و پریشان حال شخص کے لیے بہت مفید ہوتا تھا۔

سرکے کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي، فَأَتَى بَعْضَ بُيُوتِهِ، فَقَالَ لَهُمْ: هَلْ مِنْ إِدَامٍ؟ قَالُوا: لَا إِلَّا خَلٌّ

[1] [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الأشربة، باب ما جاء أي الشراب كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح: 1895- مسند أحمد: 6/38- صحيح الجامع للألباني: 4627

[2] [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الأشربة، باب ما جاء أي الشراب كان أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح: 1895- مسند أحمد: 6/38- صحيح الجامع للألباني: 4627

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأطعمة، باب التلبينة، ح: 5417- صحيح مسلم، كتاب السلام، باب التلبينة مجمة لفواد المريض، ح: 2216

قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: ((هَاتُوهُ، فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ)). ❶

''نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے کسی گھر لے آئے اور گھر والوں سے پوچھا: کیا کوئی سالن ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سرکے کے سوا کوئی سالن نہیں ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: وہی لے آؤ، سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔''

زیتون کی فضیلت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ائْتَدِمُوا بِالزَّيْتِ، وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)). ❷

''زیتون کا تیل سالن کے طور پر بھی استعمال کرو اور اسے بہ طورِ تیل (سر اور بدن پر) بھی لگاؤ، کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکالا جاتا ہے۔''

کچا لہسن، پیاز اور گیندنا کھانے کی ممانعت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومَ قَالَ: ثُمَّ قَالَ بَعْدَ الثُّومِ: وَالْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبْنَا فِي مَسْجِدِنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسَانُ ❸

''جس نے اس درخت سے کچھ کھایا، یعنی لہسن، پیاز اور گیندنا، تو وہ ہماری مسجد کے قریب بالکل نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے انسان تکلیف پاتے ہیں اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔''

گیندنا بھی سبزی کی ہی ایک بدبودار قسم ہے جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔

تکلیف سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو کھانے سے چونکہ منہ سے بُو آنے لگتی ہے جس سے مخاطب ناگواری محسوس کرتا ہے، اس لیے فرمایا کہ فرشتے بھی اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح:2052

❷ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في أكل الزيت، ح:1851-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب الزيت، ح:3319-سلسلة الأحاديث الصحيحة:379

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح:854-صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها، ح:564

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ مِنْ طَعَامٍ بَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِقَصْعَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا فِيهَا ثُومٌ، فَأَتَاهُ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنْ كَرِهْتُهُ لِرِيحِهِ)). قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ. ❶

"رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھالیتے تھے تو باقی کھانا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے تھے، سو (ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے انہیں ایک پیالہ بھیجا جس سے آپ ﷺ نے کھایا نہیں تھا (کیونکہ) اس میں لہسن تھا، تو ابوایوب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن میں اس کی بُو کو ناپسند کرتا ہوں، تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جو چیز آپ ﷺ کو ناپسند ہے اسے میں بھی پسند نہیں کرتا۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا ❷

"لہسن کو پکائے بغیر کھانے سے منع کیا گیا ہے۔"

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لہسن اور پیاز کے بارے میں فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ آكِلَهَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهَا طَبْخًا ❸

"جس شخص نے یہ ضرور ہی کھانے ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ انہیں پکا کر ان کی بدبو ختم کرلے۔"

کھانا ٹھنڈا کر کے کھانے کی فضیلت

سیدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا ثَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئًا حَتَّى يَذْهَبَ فَوْرُهُ، ثُمَّ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ)). ❹

"جب آپ رضی اللہ عنہا روٹی اور شوربے کا ثرید بناتیں تو دیگچی کا ڈھکن اتار دیتیں، یہاں تک کہ اس کی گرمائش ختم

❶ [صحیح] سنن ترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في كراهية أكل الثوم والبصل، ح:1807-مسند أحمد:94/5

❷ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، ح:3828-سنن ترمذی، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخاً، ح:1808

❸ [صحیح] صحیح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً أو نحوها، ح:567-مسند أحمد:15/1

❹ [صحیح] مسند أحمد:350/6-مستدرك حاكم:118/4-سلسلة الأحاديث الصحيحة:659

ہوجاتی، پھر فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ یقیناً یہ بڑی برکت کا باعث ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

لَا يُؤْكَلُ طَعَامٌ حَتَّى يَذْهَبَ بُخَارُهُ. [1]

''کھانا تب تک نہ کھایا جائے جب تک کہ اس کی بھاپ ختم نہ ہو جائے۔''

دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت

جبلہ بن سحیم بیان کرتے ہیں کہ:

أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَرُزِقْنَا تَمْرًا، فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ، فَيَقُولُ: لَا تُقَارِنُوا، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ قَالَ: إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ. [2]

''ہم پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے (عہدِ خلافت میں ان کے) ساتھ ایک سال قحط آن پڑا، ہمیں کھجوریں دی گئیں، ہم وہ کھجوریں کھا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے یہ فرماتے ہوئے گزرے کہ تم دو دو کھجوریں ملا کر مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر آدمی اپنے ساتھی سے اجازت لے لے تو پھر کھا سکتا ہے۔''

یعنی اگر دو آدمی اکٹھے کھجوریں کھا رہے ہوں تو ایک آدمی کو دو دو کھجوریں اکٹھی نہیں کھانی چاہییں، کیونکہ اس سے دوسرے ساتھی کی حق تلفی ہوتی ہے کہ یوں اس کے حصے میں تھوڑی آئیں گی اور یہ اپنے حصے سے زیادہ کھا جائے گا، لیکن اگر اس کا ساتھی بہ خوشی اجازت دے دے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تاثیر کو معتدل کرنے کے لیے گرم اور ٹھنڈی چیز ملا کر کھانا

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ. [3]

---

[1] [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي: 280/7

[2] [صحیح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب القران في التمر، ح: 5446 - صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب نهي الآكل مع جماعة عن قران تمرتين ونحوهما في لقمة إلا باذن أصحابه، ح: 2045

[3] [صحیح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب الرطب بالقثاء، ح: 5440 - صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب أكل القثاء بالرطب، ح: 2043

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے دیکھا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْبِطِّيخِ وَالرُّطَبِ. وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ، فَيَقُولُ: يَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بَرْدَ هٰذَا، وَبَرْدُ هٰذَا حَرَّ هٰذَا۔ [1]

”نبی ﷺ تربوز اور کھجور دونوں اکٹھے کھایا کرتے تھے، اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ ﷺ فرماتے: اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو توڑتی ہے اور اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو توڑتی ہے۔“

چونکہ کھجور کی تاثیر گرم اور تربوز کی ٹھنڈی ہوتی ہے اور آپ ﷺ دونوں کو ایک ساتھ اس لیے ملا کر کھاتے تھے تاکہ کھجور کی گرم تاثیر تربوز کی ٹھنڈی تاثیر کا توڑ کر سکے اور تربوز کی ٹھنڈی تاثیر کھجور کی گرم تاثیر کا توڑ کر سکے۔ ٹھنڈی اور گرم چیز کو ملا کر کھانا بہت سے طبی فوائد کا حامل ہے، کیونکہ طبعِ انسانی دو ہی طرح سے کسی عارضے سے متاثر ہوتی ہے، ایک یہ کہ کوئی گرم شے اس پر اثر انداز ہو جائے اور دوسری یہ کہ کوئی ٹھنڈی چیز اس پر اثر کر جائے، اور جب ٹھنڈی اور گرم دونوں چیزوں کو ملا کر کھایا جائے تو کوئی بھی اثر انداز نہیں ہو پاتی کیونکہ ایک چیز دوسری کی تاثیر کو ختم کر دیتی ہے۔

بُسر کے دونوں بیٹے بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا لَهُ زُبْدًا وَتَمْرًا، فَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ. [2]

”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ ؐ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کی، کیونکہ آپ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔“

کھڑے ہو کر کھانا پینا کیسا ہے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا، قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْنَا: فَالْأَكْلُ؟ قَالَ ((ذَاكَ أَشَرُّ وَأَخْبَثُ)). [3]

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في الجمع بين لونين في الأكل، ح:3836-سنن ترمذى، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في أكل البطيخ بالرطب، ح:1843-سلسلة الأحاديث الصحيحة:57

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في الجمع بين لونين في الأكل، ح:3837-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب التمر بالزبد، ح:3334

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب كراهية الشرب قائماً، ح:2025

”نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی سے منع فرمایا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا: کھڑے ہو کر کھانا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ تو سب سے بُرا اور انتہائی قابلِ نفرت ہے۔“

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، اور لگتا ہے کہ کھڑے ہو کر پینے کی یہ ممانعت بر سبیلِ تنزیہہ ہے (تنزیہہ کا مطلب ہے کسی چیز سے لوگوں کو دور رکھنے کے لیے اسے بُرا قرار دینا)، اور بیٹھ کر پینے کو اختیار کرنے والی بات بطورِ ادب ہے، اور دوسری وجہ اس کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کھڑے ہو کر پینے میں بیماری میں مبتلا ہونے کا بھی خدشہ ہے جیسا کہ طبی ماہرین کا بھی خیال ہے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْتُهُ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔ [1]

”نبی ﷺ کا (میرے پاس سے) گزر ہوا تو آپؐ نے پانی طلب فرمایا، میں آپؐ کے پاس آبِ زم زم کا ایک ڈول لے کر آیا تو آپ ﷺ نے کھڑے کھڑے ہی پی لیا۔“

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً وَاحِدَةً فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَرَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أُنَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ۔ [2]

”آپؓ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر لوگوں کی ضرورتیں سننے اور پوری کرنے کے سلسلے میں کوفہ (کی مسجد) کے صحن میں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا، پھر آپؓ کے پاس پانی کا ایک مگ لایا گیا تو آپؓ نے اس سے ایک چُلّو بھرا اور اسے اپنے چہرے، دونوں ہاتھوں، اپنے سر اور دونوں پاوں پر پھیر لیا، پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور جو پانی بچ گیا تھا وہ پی لیا، حالانکہ آپؓ کھڑے تھے۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ یقیناً لوگ کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔“

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائماً، ح:2027

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأشربة، باب الشرب قائماً، ح:5615-5616

ٹیک لگا کر کھانے کی ممانعت

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا آكُلُ مُتَّكِئًا)).[1]

''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

ٹیک لگا کر کھانا متکبرین کا انداز ہے کیونکہ اس سے نفس میں کبر پیدا ہوتا ہے، اس لیے اس سے منع کیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

مَا رُئِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَيْهِ رَجُلَانِ۔[2]

''رسول اللہ ﷺ کو کبھی ٹیک لگا کر کھاتے نہیں دیکھا گیا، اور نہ ہی دو آدمی آپؐ کی ایڑھیاں روندتے تھے۔''

ایڑھیاں روندنے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ لوگوں سے ممتاز ہو کر کبھی آگے آگے نہیں چلتے تھے کہ لوگ آپؐ کے پیچھے پیچھے چلیں بلکہ آپؐ ہمیشہ اپنے اصحاب کی معیت میں ہی چلتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرٌ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ تَمْرًا مُقْعِيًا مِنَ الْجُوعِ۔[3]

''نبی ﷺ کو کھجوریں تحفے میں دی گئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی وجہ سے اقعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھجوریں کھاتے دیکھا۔''

دونوں ٹانگوں کی رانوں سے پنڈلیاں ملا کر کھڑی کرنا اور کولہوں پر بیٹھنا ''اقعاء'' کہلاتا ہے۔ تو گویا کسی عذر کی بناء پر ایسا بیٹھنا جائز ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ بھی بھوک کی وجہ سے کمزوری ہو جانے کی بناء پر اس حالت میں بیٹھے تھے۔

---

[1] [صحیح] صحيح بخاري، كتاب الأطعمة، باب الأكل متكئاً، ح:5398-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الأكل متكئاً، ح:3769

[2] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب ما جاء في الأكل متكئاً، ح:3770-سنن ابن ماجه، المقدمة، باب من كره أن يوطأ عقباه، ح:244-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1239

[3] [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب تواضع الآكل، وصفة قعوده، ح:2044-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الأكل متكئاً، ح:3771

برتن میں پھونک مارنے یا سانس لینے کی ممانعت

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ)).●

''جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو وہ اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے ہرگز نہ چھوئے، نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ ہی برتن میں سانس لے۔''

ابومثنی جہنی بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ قَالَ: فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: نَعَمْ. قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ)). قَالَ: فَإِنِّي أَرَى الْقَذَاةَ فِيهِ قَالَ: ((فَأَهْرِقْهَا)).●

''میں مروان بن حکم کے پاس تھا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے، تو مروان نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے؟ تو ابوسعیدؓ نے جواب دیا: جی ہاں، پھر ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک سانس سے سیراب نہیں ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے منہ سے پیالے کو ہٹا لے، پھر سانس لے۔ اس نے کہا: میں اس میں گندگی دیکھوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے انڈیل دے۔''

تین سانسوں میں مشروب پینے کے فوائد

ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.●

● [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب لا یمسك ذکره بیمینه إذا بال، ح:154- صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح:267

● [صحیح] سنن ترمذی، أبواب الأشربة، باب ما جاء في كراهية النفخ في الشراب، ح:1887

● [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب بنفسین أو ثلاثة، ح:5631- صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء، واستحباب التنفس ثلاثا خارج الإناء، ح:2028

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ مشروب پینے کے دوران دو یا تین بار سانس لیتے تھے، اور ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ پیتے ہوئے تین بار سانس لیا کرتے تھے۔"

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تین سانسوں میں پانی یا کوئی بھی مشروب پینے کے فوائد بیان کیے ہیں، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: ((هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ)).[1]

"نبی ﷺ جب کوئی مشروب پیتے تو تین بار سانس لیتے، اور فرماتے: اس طرح پینا پیاس بجھانے، ہاضمے اور تندرستی کے لیے زیادہ بہتر ہے۔"

منہ لگا کر پانی پینے کا جواز

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَائِطَهُ، وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا)). قَالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَاءٌ بَاتَ أَظُنُّهُ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيشِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَسَكَبَ مَاءً فِي قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ: فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ شَرِبَ الَّذِي دَخَلَ مَعَهُ[2]

"رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس اس کے باغ میں گئے، آپؐ کے ساتھ آپؐ کے ایک صحابی بھی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کسی مشکیزے میں رات کا پانی پڑا ہوا ہے (تو ہمیں دو) وگرنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے۔ وہ آدمی اپنے باغ کو پانی لگا رہا تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے کہ مشکیزے میں رات کا پانی پڑا ہوا ہے آپؐ چھپّر میں تشریف لے چلیں، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ وہاں چلے گئے اور اس آدمی نے ایک پیالے میں پانی لیا، پھر اس میں اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا دودھ نکالا، راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا اور پھر اس صحابی نے جو آپؐ کے ساتھ تھے۔"

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب کراهة التنفس في نفس الإناء، واستحباب التنفس ثلاثا خارج الإناء، ح: 2028

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب شوب اللبن بالماء، ح: 5613، مسند أحمد: 343/3

میٹھا پانی طلب کرنے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَقِي لَهُ الْمَاءَ الْعَذْبَ مِنَ السُّقْيَا . [1]

''رسول اللہ ﷺ سقیا نامی چشمے سے اپنے لیے میٹھا پانی منگوایا کرتے تھے۔''

مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَشْرَبْ أَحَدُكُمْ مِنْ فَمِ السِّقَى)). [2]

''میں رسول اللہ ﷺ سے (سُنی ہوئی) کچھ باتیں تمہیں بتاتا ہوں، (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) تم میں سے کوئی شخص مشکیزے کے منہ سے (اپنا منہ لگا کر) نہ پیے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ مِنْ فِي السِّقَى)). قَالَ أَيُّوبُ: نُبِّئْتُ أَنَّ رَجُلًا شَرِبَ مِنْ فِي السِّقَى فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ. [3]

''آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی مشکیزے کو منہ لگا کر پیے۔ ایوبؒ کہتے ہیں کہ کسی نے مجھے بتلایا کہ ایک آدمی نے مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پیا تو اس سے سانپ نکل آیا۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ أَفْوَاهِهَا [4]

---

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأشربة، باب في إيكاء الآنية، ح:3735

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، ح:5628-سنن ابن ماجه، كتاب الأشربة، باب الشرب من في السقاء، ح:3420

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، ح:5628-سنن ابن ماجه، كتاب الأشربة، باب الشرب من في السقاء، ح:3420

[4] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأشربة، باب تغطية الإناء، ح:5562-صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:2023

''نبی ﷺ نے مشکیزوں کا منہ کھول کر ان کے مونہوں سے پینے سے منع فرمایا ہے۔''
لہٰذا پانی کو پہلے کسی برتن میں نکال لینا چاہیے تاکہ تسلی ہو سکے کہ اس میں کوئی موذی چیز تو نہیں ہے اور پھر پینا چاہیے۔

مشروب میں مکھی گر جائے تو کیسے نکالنا چاہیے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إِذَا سَقَطَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً)). وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِالْجَنَاحِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ)).[1]
''جب تم میں سے کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو اسے پہلے ساری کو ڈبونا چاہیے اور پھر اسے باہر نکالنا چاہیے، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے پَر میں شفا ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ اپنے بیماری والے پَر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے۔''

کھلانے پلانے میں داہنی جانب سے ابتداء

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرٍ وَمَاتَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ، وَأُمَّهَاتِي كُنَّ يُحَثِّثْنَنِي عَلَى خِدْمَتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا دَارَنَا، فَحَلَبْنَا لَهُ مِنْ شَاةٍ دَاجِنٍ، وَشِيبَ لَهُ مِنْ بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ، وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَرُ نَاحِيَتَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: نَاوِلْ أَبَا بَكْرٍ، فَنَاوَلَهُ الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ)).[2]
''نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو میں دس برس کا تھا اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت میری عمر بیس سال تھی، اور میری مائیں مجھے آپؐ کی خدمت کی ترغیب دلاتی رہتی تھیں، ایک بار آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے دودھ دینے والی ایک بکری کا دودھ نکالا اور اس میں گھر کے

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب إذا وقع الذباب في الإناء، ح:5782-سنن أبوداود، کتاب الأطعمة، باب في الذباب يقع في الطعام، ح:3844-سنن نسائی، کتاب الفرع والعتيرة، باب الذباب يقع فی الإناء، ح:4262-سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب يقع الذباب في الإناء، ح:3505

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب في الشرب، ومن رأى صدقة الماء وهبته ووصيته جائزة، ح:2352-صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن يمين المبتدئ، ح:2029

کنویں کا پانی ملا کر آپؐ کی خدمت میں پیش کیا، تو (پہلے) رسول اللہ ﷺ نے پیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے بائیں جانب بیٹھے تھے، ایک بدوی صحابی آپؐ کے دائیں جانب تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک سائیڈ پہ بیٹھے ہوئے تھے، سو عمرؓ نے کہا: ابوبکرؓ کو دیجیے، لیکن آپؐ نے بدوی صحابی کو دے دیا اور فرمایا: پہلے دائیں جانب والا، پھر اس کے دائیں والا۔''

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟)). فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

''رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی مشروب لایا گیا تو آپؐ نے اس سے کچھ پی لیا، آپؐ کے دائیں جانب ایک غلام بیٹھا تھا جبکہ بائیں جانب بڑے بڑے بزرگ صحابہؓ تھے، آپ ﷺ نے غلام سے فرمایا: کیا تم مجھے اس کی اجازت دیتے ہو کہ (پہلے) میں ان لوگوں کو پلا دوں؟ تو غلام نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں آپؐ سے بچے ہوئے اپنے حصے پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ میں دودھ تھما دیا۔''

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصَابَهُمْ عَطَشٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْقِيهِمْ، فَقِيلَ: أَلَا تَشْرَبُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ)). [2]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں کو پیاس لگی تو رسول اللہ ﷺ انہیں پانی پلانے لگے، (آپؐ سے) کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ نہیں پئیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو پلانے والا ان کے آخر میں پیتا ہے۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب في الشرب، ومن رأى صدقة الماء وهبته ووصيته جائزة. ح: 2351-صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما عن يمين المبتدئ، ح: 2030

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأشربة، باب في الساقي متى يشرب؟، ح: 3725-مسند أحمد: 4/354-صحیح الجامع للألبانی: 2088

کھانا کھانے کے بعد کی دعا

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رُفِعَ الْعَشَاءُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)).❶

''جب نبی ﷺ کے سامنے سے شام کا کھانا اُٹھالیا جاتا تو آپ ؐ یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا ''تمام تر تعریفات اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں بہت زیادہ تعریف، اے ہمارے پروردگار! بہت پاکیزہ اور بابرکت کھانا تھا، نہ تو اس میں کفایت سے کام لیا گیا، نہ اسے چھوڑ دیا گیا اور نہ ہی اس کے بغیر رہا جا سکتا ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ)).❷

''رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ ''تمام تر تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا، ہمیں پلایا، ہمیں (ہر حاجت وتکلیف سے) کافی ہوا اور ہمیں (رہنے کے لیے) جگہ دی، سو کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جنھیں نہ تو کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ہی جگہ دینے والا۔''

ضرورت سے زیادہ کھانا ناپسندیدہ عمل

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَإِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)).❸

❶ [صحيح] صحيح بخارى ، كتاب الأطعمة ، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه ، ح:5458-سنن أبوداود ، كتاب الأطعمة ، باب ما يقول الرجل إذا طعم ، ح:3849

❷ [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الذكروالدعاء ، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع ، ح:2715-سنن أبوداود ، كتاب الأدب ، باب ما يقال عند النوم . ح:5053-سنن ترمذى ، أبواب الدعوات ، باب ما جاء في الدعاء إذا أوى إلى فراشه ، ح:3396

❸ [صحيح] صحيح بخارى ، كتاب الأطعمة ، المومن يأكل في معى واحد ، ح:5393-صحيح مسلم ، كتاب الأشربة ، باب المومن يأكل في معى واحد ، والكافر يأكل في سبعة أمعاء ، ح:2060

''یقیناً مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ایک مہمان کی مہمان نوازی کی اور وہ مہمان کافر تھا، رسول اللہ ﷺ نے بکری کا دودھ نکال کرلانے کا حکم فرمایا، دودھ نکال کرلایا گیا تو وہ پی گیا، پھر دوسری کا لایا گیا تو وہ بھی پی گیا، یہاں تک کہ اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا، پھر اگلی صبح اس نے اسلام قبول کرلیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ لانے کا حکم فرمایا (وہ لایا گیا) تو اس نے پی لیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ منگوایا لیکن وہ سارا نہیں پی سکا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مِعَاءٌ سے مراد معدہ ہے، اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر اس بندے جتنا کھاتا ہے جس کے سات معدے ہوں، جبکہ مومن ایک معدے والے بندے جتنا کھاتا ہے۔ راقم کی نظر میں اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن چونکہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک تو اس کے کھانے میں برکت ڈال دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ شیطان بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانے سے بھاگ جاتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں بیان ہے کہ جو بسم اللہ پڑھ کر نہیں کھاتا اس کے ساتھ شیطان بیٹھ جاتا ہے، جبکہ کافر کا بسم اللہ پڑھنا تو کجا اسلام سے ہی چنداں واسطہ نہیں ہوتا، اس لیے اس کا کھانا بھی بے برکت ہوتا ہے اور شیطان بھی اس کے ساتھ شریک رہتا ہے، تبھی وہ سات سات آدمیوں کا کھانا اکیلا ہی کھا جاتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)). [2]

''ایک بندے کا کھانا دو کو کفایت کرجاتا ہے، دو کا چار کو کافی ہوجاتا ہے اور چار کا آٹھ کو پورا آجاتا ہے۔''

یہ حدیث درحقیقت اکٹھے مل کر کھانے کی فضیلت کے بارے میں ہے کہ اکیلے کھانے میں وہ برکت نہیں ہے جو

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب المومن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح:2063-سنن ترمذى، أبواب الأطعمة، باب ما جاء أن المومن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء، ح:1819

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضيلة المواساة في الطعام القليل وأن طعام الاثنين يكفي الثلاثة ونحو ذلك، ح:2059-سنن ترمذى، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في طعام الواحد يكفي الاثنين، ح:1820-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب طعام الواحد يكفي الاثنين، ح:3254

اکٹھے مل کر کھانے میں ہوتی ہے۔ اکٹھے مل کر کھایا جائے تو ایک شخص کا کھانا دو کو پورا آ جاتا ہے، دو آدمیوں کے کھانے سے چار آدمی سیر ہو جاتے ہیں اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کو کفایت کر جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

مَا شَبِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ.❶

''رسول اللہ ﷺ نے وفات پا جانے تک مسلسل تین دن سیر ہو کر نہیں کھایا۔''

ابو جحیفہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَكَلْتُ ثَرِيدَ بُرٍّ وَلَحْمٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَتَجَشَّأُ، فَقَالَ: ((اكْفُفْ عَنَّا أَوِ احْبِسْ عَنَّا مِنْ جُشَائِكَ، فَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُكُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ: فَمَا أَكَلَ أَبُو جُحَيْفَةَ مِلْءَ بَطْنِهِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا، وَكَانَ إِذَا تَعَشّٰى لَمْ يَتَغَدَّ، وَإِذَا تَغَدّٰى لَمْ يَتَعَشَّ❷

''میں نے روٹی اور گوشت کا ثرید بنا کر کھایا، پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں ڈکار مار رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے سامنے (ڈکار مارنے سے) رُک جا، یا فرمایا کہ اپنے ڈکار سے ہمیں دور ہی رکھ، کیونکہ جو تم میں سے دنیا میں بہت زیادہ سیر رہتا ہے وہ روزِ قیامت تم سب سے زیادہ طویل مدت تک بھوکا رہے گا۔ اس کے بعد ابو جحیفہؓ نے دنیا سے کُوچ کر جانے تک کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور جب صبح کا کھانا کھا لیتے تو شام کا نہیں کھاتے تھے اور جب شام کا کھاتے تو صبح کا نہیں کھاتے تھے۔''

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَثُلُثٌ طَعَامٌ، وَثُلُثٌ شَرَابٌ، وَثُلُثٌ نَفَسٌ)).❸

''آدمی اپنے پیٹ سے بُرا کوئی برتن نہیں بھرتا، حالانکہ ابنِ آدم کو تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں، لیکن اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو ایک تہائی کھانا ہو، ایک تہائی پانی اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے چھوڑ دے۔''

درحقیقت کھانے کا مقصد صرف صحت اور زندگی بحال رکھنا ہوتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ اس کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں، کیونکہ انسان کی زندگی کا مقصدِ اصلی یہ ہے کہ وہ اپنی اس مستعار زندگی کو اس کے حقیقی مالک کی عبودیت و بندگی اور اس

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح: 2970

❷ [صحيح] سلسلة الأحاديث الصحيحة: 343

❸ [صحيح] سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في كراهة كثرة الأكل، ح: 2380-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب الاقتصاد في الأكل وكراهة الشبع، ح: 3349-إرواء الغليل للألباني: 1983

کے دین کی خدمت میں کھپا دے اور اُخروی امتحان کی تیاری کے لیے ملنے والی اس قیمتی مہلت کو فقط ہوائے نفسانیہ کی تکمیل میں ہی نہ ضائع کر دے۔ لیکن اگر زیادہ کھانے کو جی چاہے تو اس کے لیے بھی یہ ضابطہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اپنے سارے پیٹ کو کھانے سے ہی نہیں بھر لینا چاہیے، بلکہ اس کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ کھانے کے لیے، ایک پانی کے لیے اور ایک سانس لینے کے لیے خالی چھوڑ دیا جائے۔

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مَطْعَمَ بَنِي آدَمَ ضُرِبَ مَثَلًا لِلدُّنْيَا فِيمَا يَخْرُجُ مِنَ ابْنِ آدَمَ وَإِنْ مَلَّحَهُ وَقَزَّحَهُ فَيَعْلَمُ إِلٰى مَا يَصِيرُ)).[1]

''بلاشبہ انسان کے کھانے کی مثال دنیا کے لیے یہ ایں طور دی گئی ہے کہ وہ انسان سے خارج ہوجاتا ہے، اگرچہ اس نے اسے نمکین و مصالحے دار بنایا ہو لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔''

اکٹھے مل کر کھانے کی فضیلت

وحشی بن حرب اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ، قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ)). قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ)).[2]

''نبی ﷺ کے صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں تو سیر نہیں ہوتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ صحابہؓ نے جواب دیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سب اکٹھے مل کر کھایا کرو اور اللہ کا نام بھی لیا کرو (یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو)، تمہارے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

بغیر دعوت کے کھانے میں شرکت

سیدنا ابوشعیب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ، فَأَتَيْتُ غُلَامًا لِي قَصَّابًا وَأَمَرْتُهُ أَنْ

[1] [حسن] مسند أحمد: 5/136-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 382

[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب في الاجتماع على الطعام، ح: 3764-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب الاجتماع على الطعام، ح: 3286-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 664

يَجْعَلَ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ رِجَالٍ، ثُمَّ دَعَوْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَابَ قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِلَّا رَجَعَ)). فَأَذِنَ لَهُ [1]

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپؐ کے چہرہ مبارک سے ہی پہچان لیا کہ آپؐ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں اپنے غلام کے پاس آیا جو قصاب تھا، میں نے اسے کہا کہ وہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کردے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی، (باقی چار لوگوں کے ساتھ) پانچویں آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے پیچھے ایک اور آدمی آ گیا، جب رسول اللہ ﷺ (ہمارے گھر کے) دروازے کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: یہ آدمی ہمارے پیچھے چلا آیا ہے، سو اگر تم چاہو تو اسے اجازت دے دو، وگرنہ یہ واپس چلا جائے گا۔ چنانچہ صاحب خانہ نے اسے بھی اجازت دے دی۔''

اس حدیث سے یہ بات احاطۂ علم میں آتی ہے کہ جو لوگ دعوت پر مدعو ہوں صرف وہی کھانے میں شرکت کا حق رکھتے ہیں، اور اگر کوئی بغیر دعوت کے آجائے تو اس کے لیے اجازت لینا ضروری ہے، اگر صاحبِ خانہ اجازت دے گا تو وہ بھی شریک ہو جائے گا اور اگر نہیں دے گا تو اسے شرکت کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ اسے واپس جانا ہوگا۔

کھانا کھلانے والے کے لیے دعا

عبداللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِأَبِيهِ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِلِجَامِهَا، فَقَالَ: انْزِلْ عَلَيَّ، فَنَزَلَ عَلَيْنَا، فَأَتَى بِتَمْرٍ وَسَوِيقٍ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ ثُمَّ يَضَعُ النَّوَى عَلَى ظَهْرِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى أَوْ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا ثُمَّ يَرْمِي بِهِ، قَالَ: وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُ ثُمَّ أَتَاهُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ سَوِيقٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَاهُ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ، فَأَرَادَ أَنْ يَسِيرَ أَوْ يَرْتَحِلَ، فَقَالَ: ادْعُ لَنَا، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ)). [2]

---

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب الرجل يتكلف الطعام لإخوانه، ح:5434-صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب ما يفعل الضيف إذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام، ح:2036

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر واستحباب دعاء الضيف لأهل الطعام، ح:2042-سنن أبوداود، كتاب الأشربة، باب في النفخ في الشراب والتنفس فيه، ح:3729-سنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب في دعاء الضيف، ح:3576

''رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس سے گزرے اور آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، تو میرے والد آپؐ کے پاس آئے اور (خچر کی) لگام پکڑ کر عرض کیا: میرے گھر تشریف لایئے، تو آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ میرے والد کھجور اور ستّو لائے، آپؐ انہیں کھانے لگے اور گٹھلیاں انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کی پُشت پر یا ان دونوں پر رکھتے گئے، پھر انہیں پھینک دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپؐ کھانے لگے، پھر دودھ یا ستّو کا پیالہ لایا گیا، آپؐ نے نوش فرمایا اور اپنے داہنی جانب والے کو دیا، پھر جب آپؐ جانے لگے تو (میرے والد) نے کہا: ہمارے لیے دعا فرما دیجیے، تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ''اے اللہ! جو تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت ڈال دے، انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔''

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُ الْأَنْصَارَ فَإِذَا جَاءَ دُورَ الْأَنْصَارِ أَتَاهُ صِبْيَانُ الْأَنْصَارِ فَيَدُورُونَ حَوْلَهُ فَيَدْعُو لَهُمْ وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))، فَسَمِعَ سَعْدٌ فَرَدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْمَعِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ))، فَرَدَّ سَعْدٌ وَلَمْ يَسْمَعِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ عَنْ ثَلَاثِ تَسْلِيمَاتٍ، فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا رَجَعَ، قَالَ: فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَاءَ سَعْدٌ مُبَادِرًا، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً إِلَّا قَدْ سَمِعْتُهَا وَرَدَدْتُهَا عَلَيْكَ، وَلَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ تُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ وَالرَّحْمَةِ، ادْخُلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَدَخَلَ فَتَحَدَّثْنَا، فَقَرَّبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ طَعَامًا، فَأَصَابَ مِنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ قَالَ: ((أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ انصار سے ملنے جایا کرتے تھے، جب آپؐ انصار کے گھروں کے پاس پہنچتے تو انصاری بچے آپؐ کے پاس آجاتے اور آپؐ کے اردگرد چکر لگانے لگتے۔ آپ ﷺ ان کے لیے دعا فرماتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور انہیں سلام کہتے۔ (ایک روز) سعد بن عبادہ کے ہاں تشریف لائے اور انہیں

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح: 5177-صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش، ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح: 1432

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا، سعدؓ نے سلام سنا تو رسول اللہ ﷺ کو سلام کا جواب دیا لیکن آپ ﷺ کو اس کا جواب نہ سنا، آپ ﷺ نے پھر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہا، سعدؓ نے سُن کر جواب دیا لیکن نبی ﷺ کو پھر نہ سنا، آپؐ نے تین مرتبہ سلام کہا، اور نبی ﷺ تین مرتبہ سے زیادہ سلام نہیں کہا کرتے تھے، سواگر اجازت مل جاتی (تو اندر تشریف لے جاتے) وگرنہ واپس چلے آتے۔ چنانچہ نبی ﷺ واپس آ گئے اور سعد رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، آپؐ نے جو بھی سلام کہا ہے میں نے وہ سنا بھی ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے، (لیکن آہستہ جواب دینے کی وجہ یہ ہے کہ) میں چاہتا تھا کہ آپؐ مجھے زیادہ سے زیادہ سلامتی اور رحمت کی دعا دیں، اے اللہ کے رسول! تشریف لائیے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لے گئے، ہم باتیں کرنے لگ گئے تو سعدؓ نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، آپؐ نے اس سے کچھ کھالیا، پھر جب آپ ﷺ نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو یہ دعا فرمائی: أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ ''تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں، تمہارے پاس روزے دار افطاری کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیں۔''

مرد کے لیے ریشم پہننے اور بچھانے کی ممانعت

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)). ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى مِنْهَا عُمَرَ حُلَّةً، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا، إِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَبِيعَهَا أَوْ لِتَكْسُوَهَا)). فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مِنْ أُمِّهِ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.[1]

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک دھاری دار عمدہ پوشاک فروخت ہوتی دیکھی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہ آپؐ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دِن اور جس دِن آپؐ کے پاس وفد آئیں اس دِن پہن لیا کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے تو وہی پہنے گا جس کے لیے آخرت میں

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ح:5841 صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء لذهب والفضة على الرجال والنساء، ح:2068

کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کی کچھ پوشاکیں آئیں تو آپؐ نے ان میں سے ایک پوشاک عمرؓ کو دے دی، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپؐ یہ مجھے پہننے کے لیے دے رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ تو اس کے متعلق یہ فرما چکے ہیں جو آپؐ نے فرمایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں یہ تمہیں اس لیے نہیں دے رہا کہ اسے تو پہن لے، بلکہ میں تو اس لیے دے رہا ہوں تا کہ تُو اسے فروخت کر دے یا اسے کسی کو پہنا دے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے وہ پوشاک اپنے ایک مشرک علاتی بھائی کو پہنا دی، جو مکہ میں رہتا تھا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا وَخَرَجْتُ فِيهَا، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَكَأَنَّهُ كَرِهَهُ، فَقَالَ لِي: ((مَا أَعْطَيْتُكَهَا لِتَلْبَسَهَا)). فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي [1]

''رسول اللہ ﷺ کو ایک دھاری دار عمدہ پوشاک تحفہ دی گئی، آپؐ نے وہ مجھے بھیج دی، میں وہ پہن کر نکلا تو آپ ﷺ نے مجھے یوں دیکھا کہ جیسے آپؐ نے اسے ناپسند کیا ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہ تمہیں اس لیے نہیں دی تھی کہ اسے تُو پہن لے۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے اسے اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔''

دیگر روایات میں اس کی وضاحت ملتی ہے کہ وہ پوشاک ریشم کی تھی اور ریشم چونکہ مردوں کے لیے جائز نہیں ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار اور اتار دینے کا حکم فرمایا۔

شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)). [2]

''جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔''

ابن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَسْقَى حُذَيْفَةُ، فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءِ فِضَّةٍ فَأَخَذَهُ فَرَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [3]

---

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب هدية ما يكره لبسها، ح:2614-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ح:2071

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، وقدر ما يجوز منه، ح:5832-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ح:2073

[3] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، وقدر ما يجوز منه، ح:5831-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، الباب الأول، ح:2967

”حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا، آپؓ نے اسے پکڑ کر پھینک دیا اور فرمایا: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے، ان میں کھانے اور موٹے وباریک ریشم پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، اور آپ ﷺ نے کا فرمان ہے کہ یہ (سب کچھ) ان کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں۔“

”ان کے لیے دنیا میں ہے“ سے مراد کافروں اور ان لوگوں کے لیے جو ان کی حرمت کا علم ہونے کے باوجود انہیں استعمال کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کو آخرت میں ان تمام چیزوں سے محروم رکھا جائے گا جبکہ مومنین کو وہاں یہ سب بہ طورِ انعام وتکریم پیش کی جائیں گی۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((اَلْحَرِيرُ وَالذَّهَبُ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي حَرَامٌ، وَحَلَالٌ لِإِنَاثِهِمْ)). ❶

”ریشم اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہے۔“

کڑھائی وغیرہ میں ریشم استعمال کر لینے کی رخصت

سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ. ❷

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پہ خطبہ دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، سوائے دو، تین یا چار انگلیوں کی جگہ کے بقدر۔“

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ. ❸

”نبی ﷺ نے خالص ریشم کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا، البتہ ریشم کی کڑھائی اور کپڑے کا تانا ریشمی ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

❶ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 3/275-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1865

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، الباب الأول، ح: 2069

❸ [صحيح دون قوله فأما العلم...] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب الرخصة في العلم وخيط الحرير، ح: 4055 الإرواء: 279

اس حدیث میں ’’ریشم کی کڑھائی‘‘ کے الفاظ ضعیف ہیں، اس کے علاوہ دونوں حکم صحیح ہیں، یعنی خالص ریشم کی ممانعت اور ریشمی تانے والے کپڑے کی رخصت۔

دورانِ جنگ اور خارش کی صورت میں ریشم پہننے کی رخصت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ فِي سَفَرٍ مِنْ حِكَّةٍ كَانَ يَجِدُهَا بِجِلْدِهِ، وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ. ❶

’’رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمان بن عوف کو ان کے جسم پر خارش ہوجانے کی وجہ سے ریشم کا قمیض پہننے کی رخصت دی تھی۔‘‘

عطاء کے داماد ابوعمر بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عِنْدَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ جُبَّةً مُزَرَّرَةً بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ هَذِهِ فِي الْحَرْبِ ❷

’’میں نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جُبّہ (چوغہ) دیکھا جس پر موٹے ریشم کے بٹن لگائے گئے تھے، انہوں نے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے موقع پر اسے پہنا کرتے تھے۔‘‘

یعنی یہ دو اضطراری صورتیں ہیں جنہیں ریشم کے عام حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور دورانِ جنگ یا بہ صورتِ خارش ریشمی لباس پہننے کی رخصت دی گئی ہے۔

زعفرانی اور زرد رنگ کے کپڑے پہننے کی ممانعت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ ❸

❶ [صحیح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب ما يرخص للرجال من الحرير للحكة، ح:5839 صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح:2076

❷ السنن الكبرى للبيهقي:268/3

❸ [صحیح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب النهي عن التزعفر للرجال، ح:5846 صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن التزعفر للرجال، ح:2101

''نبی ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ، فَقَالَ: ((هٰذِهِ ثِيَابُ أَهْلِ النَّارِ، فَلَا تَلْبَسْهَا)). [1]

''رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر دو زرد رنگ کے کپڑے دیکھے تو فرمایا: یہ جہنمیوں کے کپڑے ہیں، تم یہ مت پہنو۔''

یہ دونوں چونکہ نسوانی رنگ ہیں اور ایسے کپڑے پہننے سے عورتوں کی مشابہت لازم آتی ہے اس لیے آپ ﷺ نے ان سے منع فرمایا۔

نمود و نمائش والا کپڑا پہننے پر وعید

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ، وَزَادَ: ((ثُمَّ تَلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ)). [2]

''جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ذِلّت کا لباس پہنائے گا اور عثمان بن ابی زرعہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: پھر اس میں آگ بھڑکے گی۔''

گندے اور میلے کپڑے پہننا ناپسندیدہ عمل

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فِي مَنْزِلِنَا، فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يُسَكِّنُ بِهِ رَأْسَهُ؟)). وَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟)). [3]

[1] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب اللباس والزينة . باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر ، ح:2077-مسند أحمد:193/2

[2] [حسن] سنن أبوداود ، كتاب اللباس ، باب في لبس الشهرة ، ح:4029-سنن ابن ماجه ، كتاب اللباس ، باب من لبس شهرة من الثياب ، ح:3606-صحيح الجامع للألباني:6526

[3] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب اللباس ، باب في غسل الثوب وفي الخلقان ، ح:4062-سنن نسائی ، كتاب الزينة ، باب تسكين الشعر ، ح:5236

”رسول اللہ ﷺ بغرضِ ملاقات ہمارے گھر تشریف لائے تو آپؐ نے ایک پراگندہ بالوں والے شخص کو دیکھا تو فرمایا: کیا اسے ایسی کوئی چیز نہیں ملی جس سے یہ اپنے بال سنوار لے؟ اور آپؐ نے ایک شخص کو میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: کیا اسے ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے یہ اپنے کپڑے دھولے؟“

صاف ستھرا لباس پہننے کی ترغیب

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ)). [1]

”جس شخص کے دِل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا اور جس کے دِل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور اس کا جوتا اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر ہے)؟ تو رسول اللہ ﷺ فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے (اور) خوبصورتی کو پسند فرماتا ہیں، تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر جانے۔“

یعنی صاف ستھرا لباس پہننا، عمدہ جوتا پہننا اور نفاست سے رہنا تکبر میں شمار نہیں ہوتا، کیونکہ تکبر سے مراد تو یہ ہے کہ آدمی حق بات کو قبول کرنے سے انکار کرے اور لوگوں کو اپنے سے کم مرتبہ سمجھے اور ان کے ساتھ حقارت آمیز رویہ اپنائے۔

ابو احوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا:

أَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ خُلْقَانًا فَقَالَ: ((أَلَكَ مَالٌ؟))، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَنْعِمْ عَلَى نَفْسِكَ كَمَا أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْكَ)). [2]

”نبی ﷺ نے مجھے پرانے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر انعام فرمایا ہے اسی طرح تو بھی اپنی جان پر انعام کر۔“

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے تو نئے کپڑے خرید کر پہن۔

---

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانه، ح:91-سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في الکبر، ح:1999

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب اللباس، باب في غسل الثوب وفي الخلقان، ح:4063-سنن نسائی، کتاب الزینة، باب ذکر ما یستحب من لبس الثیاب وما یکره منها، ح:5294

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ مَخِيلَةٍ وَلَا سَرَفٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يُحِبُّ أَنْ يَرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ)).[1]

''کھاؤ، پیو، صدقہ وخیرات کرو اور ایسا لباس پہنو جو بڑائی اور فضول خرچی والا نہ ہو، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی عطا کی ہوئی نعمت کے اثرات دیکھیں۔''

لباس میں بھی تواضع اختیار کرنے کی فضیلت

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَ مِنْ حُلَلِ الْإِيمَانِ يَلْبَسُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ)).[2]

''جو استطاعت کے باوجود فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عاجزی دکھاتے ہوئے (قیمتی) لباس پہننا چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے یہ اختیار دیا جائے گا کہ وہ ایمانی جبّوں (چوغوں) میں سے جو چاہے پہن لے۔''

ایمانی جبوں سے مراد وہ جبے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے جنت میں تیار کر رکھے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.[3]

''رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک پر بالوں سے بنی سیاہ رنگ کی چادر تھی جس پر کجاووں جیسے نقش ونگار تھے۔''

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] [حسن] سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب البس ما شئت ما أخطأك سرف أو مخيلة، ح: 3605

[2] [حسن] سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح: 2481-مستدرك حاكم: 4/183-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 718

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه...، ح: 2081-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في لبس الصوف والشعر، ح: 4032-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في الثوب الأسود، ح: 2813

وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جِبَابِ الرُّومِ. وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ ●

''آپؐ اُون کا رُومی جُبّہ (چوغہ) زیب تن کیے ہوئے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تنگ آستینوں والا شامی جُبّہ تھا۔''

یعنی آپ دو جہانوں کے سردار ہونے کے باوجود لباس میں انتہائی تواضع اختیار فرماتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے (اپنے بیٹے سے) فرمایا:

يَا بُنَيَّ! لَوْ شَهِدْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ لَحَسِبْتَ رِيحَنَا رِيحَ الضَّأْنِ مِنْ لِبَاسِ الصُّوفِ. ●

''اے میرے بیٹے! کاش! تو ہمیں اس وقت دیکھتا جس وقت ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور جب آسمان بارش برساتا تو اُون کے کپڑوں کی وجہ سے تُو ہم سے (آنے والی) بُو کو بھیڑوں کی بُو سمجھتا۔''

یعنی تب کسی کے پاس عمدہ لباس موجود نہ ہوتا تھا، بلکہ اُون کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ ایسا اس لیے تھا کیونکہ ان کے ہاں ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہ تھی، بلکہ ان کی نظر میں اہم کام نیکی اور تقویٰ کے امور میں کمال حاصل کرنا تھا۔

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيظًا، فَقَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ. ●

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور موٹے کپڑے کا تہہ بند دکھایا، اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی رُوح انہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔''

سیدنا عقبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَلْبَسُهُمَا وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي. ●

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے پہننے کے لیے کپڑے مانگے تو آپؐ نے مجھے معمولی سُن سے بنے ہوئے

● [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب الصلاة ، باب الصلاة في الجبة الشامية ، ح:363-صحيح مسلم ، كتاب الطهارة ، باب المسح على الخفين ، ح:274

● [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب اللباس ، باب في لبس الصوف والشعر ، ح:4033-سنن ترمذى ، أبواب صفة القيامة ، باب منه ، ح:2479-سنن ابن ماجه ، كتاب اللّباس ، باب لبس الصوف ، ح:3562

● [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب اللباس ، باب الأكسية والخمائص ، ح:5818-صحيح مسلم ، كتاب اللباس والزينة ، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه... ، ح:2080

● [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب اللباس ، باب في لبس الصوف والشعر ، ح:4032

دو کپڑے دیے، پھر میں نے وہ پہن کر خود کو دیکھا تو میں اپنے ساتھیوں کی نسبت اچھے کپڑوں والا تھا۔"
یعنی تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عالم تھا کہ سیدنا عقبہؓ معمولی ٹسر سے بنے ہوئے کپڑے پہن کر بھی خود کو دیگر صحابہؓ سے اچھے کپڑوں والا سمجھ رہے تھے، تو باقی صحابہؓ کے کپڑوں کی کیا حالت ہوگی؟ لیکن زہد و تواضع تھا کہ انہوں نے کبھی دنیوی امور زینت کو اتنی اہمیت نہیں دی۔

رسول اللہ ﷺ کا لباس

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِبَرَةُ ❶
"رسول اللہ ﷺ کو جو کپڑا سب سے زیادہ پسند تھا وہ دھاری دار یمنی چادر تھی۔"
سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:
لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ مِنَ الْقَمِيصِ. ❷
"رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے بڑھ کر کوئی کپڑا پسند نہیں تھا۔"
سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، وَالْحُلَّةُ: إِزَارٌ وَرِدَاءٌ وَلَا يَكُونُ فِيهَا قَزٌّ ❸
"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سرخ رنگ کی عمدہ پوشاک پہن کر تشریف لائے۔ چوغہ تہہ بند اور چادر پر مشتمل تھا اور اس میں ریشم کا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔"
سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
انْطَلَقْتُ نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ ❹
"میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو دو سبز چادریں پہنے دیکھا۔"

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ح:5812-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب فضل لباس ثياب الحبرة، ح:2079
❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب ما جاء في القميص، ح:4026
❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3551-صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم وأنه كان أحسن الناس وجهاً، ح:2337
❹ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الخضرة، ح:4065-سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في الثوب الأخضر، ح:2812

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ [1]

''میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپؐ نے موٹے کناروں والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔''

سفید لباس کی فضیلت

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ)). [2]

''سفید کپڑے پہنا کرو اور اپنے فوت شدگان کو کفن بھی انہی میں دیا کرو، اور تمہارے سب سُرموں سے بہترین سُرمہ اِثمد ہے، کیونکہ یہ نظر تیز کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔''

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْبَسُوا هَذِهِ الثِّيَابَ الْبِيضَ فَإِنَّهَا أَطْيَبُ وَأَطْهَرُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ)). [3]

''سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ یہ بہت اچھے اور انتہائی پاکیزہ ہوتے ہیں، اور اپنے فوت شدگان کو کفن بھی انہی میں دیا کرو۔''

قمیض کے بٹن کھلے رکھنے کا جواز

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ، وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقٌ. قَالَ: فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي مِنْ جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ مِثْلَ الْبَيْضَةِ أَوْ مِثْلَ الْخَاتَمِ الَّذِي فِي الطَّسْتِ، قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا أَبَاهُ إِلَّا مُطْلِقَ أَزْرَارِهَا شِتَاءً وَلَا حَرًّا،

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ح:5809

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الطب، باب في الأمر بالكحل، ح:3878-سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب ما يستحب من الأكفان، ح:994-صحیح الجامع للألبانی:1236

[3] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في لبس البياض، ح:2810-سنن ابن ماجه، کتاب اللباس، باب البياض من الثياب، ح:3567-صحیح الجامع للألبانی:1235

وَلَا يَزُرَّانِ أَزْرَارَهَا قَطُّ أَبَدًا ❶

''میں مزینہ قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے آپؐ سے بیعت کی، اور آپؐ کا قمیض کھلا تھا (یعنی قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے)۔ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے بیعت کی، پھر اپنا ہاتھ آپؐ کی قمیض کے گریبان میں ڈالا تو میں نے انڈے کی مثل یا (کہا) طشت میں پڑی انگوٹھی کی مثل مہرِ نبوّت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے معاویہ اور ان کے باپ سردی وگرمی میں بٹن کھلے رکھے ہی دیکھا اور وہ انہیں کبھی بند نہیں کرتے تھے۔''

لیکن اگر تکبر کے اظہار یا شوخ پن کے طور پر قمیض کے بٹن کھلے رکھے جائیں تو پھر یہ جائز نہیں ہے۔

تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر وعید

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). ❷

''ایک شخص عمدہ پوشاک پہنے اور بالوں میں کنگھی کیے خود پسندی میں منہمک جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک دھنستا ہی چلا جائے گا۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)) ❸

''تین لوگ ایسے ہیں جن کی طرف روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ٹخنوں سے نیچے تہہ بند لٹکانے والا، احسان کر کے جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے بیچنے والا۔''

---

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في حل الأزرار، ح:4082-سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب حل الازرار، ح:3578- صحيح الترغيب والترهيب:42

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، ح:5789-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم التبختر في المشي مع إعجابه بثيابه، ح:2088

❸ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح:907

عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْإِزَارِ شَيْئًا، قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((أَزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ بَطَرًا)). ❶

''میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو تہہ بند کے بارے میں کچھ فرماتے سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مومن کا تہہ بند اس کی آدھی پنڈلیوں تک (اوپر ہونا چاہیے) اس جگہ اور ٹخنوں کے درمیان رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے، البتہ تہہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں جلے گا، اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ)). ❷

''تہہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ (جہنم کی) آگ میں جلے گا۔''

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ جبکہ آپؐ نے تہہ بند کا ذکر فرمایا۔:

فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((تُرْخِي شِبْرًا)). قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا، قَالَ: ((فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ)) ❸

''اے اللہ کے رسول! عورت (اپنا تہہ بند کہاں رکھے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک بالشت (ٹخنوں سے نیچے) لٹکائے۔ اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا: تب تو اس کے (پاؤں) بے پردہ ہو جائیں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک ہاتھ (تک لٹکا لے اور) اس سے زیادہ نہ لٹکائے۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِزَارِ فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ. ❹

''رسول اللہ ﷺ نے جو (حکم) تہہ بند کے بارے میں فرمایا ہے وہی قمیص کے متعلق ہے۔''

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: 4093-سنن ابن ماجه. كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟، ح: 3573-صحيح الجامع للألباني. 921

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، ح: 5787-مسند أحمد: 55/2

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في قدر الذيل، ح: 4117-مسند أحمد: 293/6

❹ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: 4095-

یعنی صرف تہہ بند کو ہی ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص اتنی لمبی قمیض پہنتا ہے کہ وہ بھی ٹخنوں سے نیچے تک پہنچتی ہے تو وہ بھی حرام ہے اور اس پر بھی اس وعید کا اطلاق ہوگا جو تہہ بند کو لٹکانے پر وارد ہوئی ہے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ)). [1]

"جس نے بہ غرضِ تکبر اپنا کپڑا (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے تہہ بند کے دونوں کناروں میں سے ایک کنارہ ڈھلک جاتا ہے، سوائے اس صورت کے کہ میں اس کا خاص طور پر خیال رکھا کروں؟ (تو میرے بارے میں کیا حکم ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔"

سیدنا ابوبکرؓ کا جسم فربہ تھا، اس لیے آپ کا تہہ بند نیچے لٹک جاتا تھا۔ تو اس حدیث میں بیان نبی ﷺ کے حکم سے یہ بات احاطہ علم میں آتی ہے کہ اگر موٹاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے تہہ بند ڈھلک کر ٹخنوں سے نیچے آجاتا ہے تو یہ صورت متذکرہ بالا وعید سے مستثنیٰ ہے، بشرطیکہ ایسے شخص میں بھی تکبر کا شائبہ تک موجود نہ ہو۔

شلوار کا بیان

سوید بن قیس بیان کرتے ہیں کہ:

جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ أَوِ الْبَحْرَيْنِ، فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَى مِنِّي سَرَاوِيلَ، قَالَ: وَثَمَّ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَدَفَعَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّمَنَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((زِنْ وَأَرْجِحْ)). [2]

"میں اور مخرمہ عبدی ہجر یا بحرین شہر سے کپڑا لائے، جب ہم منیٰ میں تھے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء، ح:5784-صحیح مسلم، كتاب اللباس والزينة. باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاوه إليه وما يستحب، ح:2085

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب البیوع. باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح:3336-سنن ترمذی، أبواب البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن، ح:1305-سنن نسائی، كتاب البيوع، باب الرجحان فی الوزن، ح:4592-سنن ابن ماجه. كتاب التجارات، باب الرجحان في الوزن، ح:2220

حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہم سے ایک شلوار خریدی، راوی کہتے ہیں کہ وہاں ایک وزن کرنے والا تھا جو اجرت لے کر وزن کرتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قیمت ادا کی اور اسے فرمایا: وزن کر اور جھکا۔''

اس روایت میں شلوار کے ذکر کے علاوہ اس بات کا بھی بیان ہے کہ ماپ تول والی چیز بیچتے ہوئے اس چیز والے پلڑے میں تھوڑا زیادہ ڈال دینا چاہیے، اگرچہ بالکل پورا پورا دینا بھی جائز ہے لیکن نبی ﷺ کی کامل اتباع کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان پر بھی عمل کیا جائے۔

پگڑی کا بیان

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ. ❶

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا اور آپؐ نے سیاہ عمامہ (پگڑی) پہنا ہوا تھا اور اس کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر لٹکایا ہوا تھا۔''

جوتا پہننے کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ)). ❷

''زیادہ سے زیادہ وقت جوتے پہنے ہوئے رہا کرو، کیونکہ آدمی جب تک جوتا پہنے ہوئے ہوتا ہے تب تک وہ سوار ہوتا ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:1359-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب، ح:4077-سنن نسائی، كتاب الزينة، باب إرخاء طرف العمامة بين الكتفين، ح:5346-سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب لبس العمائم في الحرب، ح:2821

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب ما جاء في الانتعال والاستكثار من النعال، ح:2096-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الانتعال، ح:4133

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ نَعْلَاهُ قِبَالَيْنِ. ❶

''نبی ﷺ کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مَثْنِيَّةٌ الشِّرَاكِ. ❷

''نبی ﷺ کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں جن کے تسمے دوہرے تھے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ❸

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا)). ❹

''تم میں سے کوئی بھی ایک جوتا پہن کر نہ چلے، بلکہ دونوں پہننے چاہییں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُونَ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)) ❺

''جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو اسے دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اور جب اتارے تو بائیں پہلے بایاں جوتا اتارنا چاہیے، تاکہ دایاں جوتا پہننے میں پہلا ہو اور اتارنے میں آخری ہو۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ ❻

---

❶ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب قبالان في نعل، ومن رأى قبالاً واحداً واسعاً، ح:5857-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الانتعال، ح:4134

❷ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب صفة النعال، ح:3614-

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الانتعال، ح:4135-سلسلة الأحاديث الصحيحة:719

❹ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب لا يمشي في نعل واحدة، ح:5856-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين وإذا خلع فليبدأ بالشمال، ح:2097

❺ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب ينزع نعله اليسرى، ح:5855-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين وإذا خلع فليبدأ بالشمال، ح:2097

❻ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح:5850-صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب جواز الصلاة في النعلين، ح:٥٥٥

''نبی ﷺ اپنے جوتوں میں ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي خِفَافِهِمْ وَلَا نِعَالِهِمْ)). ❶

''یہودیوں کی مخالفت کرو، کیونکہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِي بِهِمَا أَحَدًا، وَلْيَجْعَلْهُمَا مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلِّ فِيهِمَا)). ❷

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اپنے جوتے اتار دے تو ان کی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ دے، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ انہیں اپنے سامنے رکھ لے یا پھر انہی میں نماز پڑھ لینی چاہیے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَلَا عَنْ يَسَارِهِ، فَيَكُونَ عَنْ يَمِينِ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَلَى يَسَارِهِ أَحَدٌ، وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ)). ❸

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے دائیں جانب جوتا نہ رکھے اور نہ ہی بائیں جانب کیونکہ وہ کسی اور کی دائیں جانب ہوگی، سوائے اس کے کہ اس کی بائیں جانب میں کوئی نہ ہو، (یا پھر) انہیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان میں رکھ لینا چاہیے۔''

بریدہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ❹

''نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو دو سادہ سیاہ موزے بہ طورِ تحفہ بھیجے، آپؐ نے وضوء کیا تو ان پر مسح فرمایا۔''

❶ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، ح:652-مستدرك حاكم:1/26- صحيح الجامع للألباني:3210

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما، ح:655-صحيح الجامع للألباني:643

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما، ح:654-صحيح الجامع للألباني:645

❹ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ح:155-سنن ترمذى، أبواب الأدب، باب ما جاء في الخف الأسود، ح:2820-سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب ما جاء في المسح على الخفين، ح:549-

نیا کپڑا پہنتے اور کھانا کھاتے وقت کی دعا

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ)). [1]

''جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَنِی هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری محنت وکوشش کے مجھے یہ عطا فرمایا۔'' تو اس کے گزشتہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اور جو (نیا) لباس پہنے اور یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَسَانِی هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری محنت وکوشش کے مجھے یہ عنایت فرمایا۔'' تو اس کے اگلے بھی اور پچھلے بھی سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، کبیرہ گناہ توبۂ نصوح کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

بستر اور تکیے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ لِيفٌ. [2]

''رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ، وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ)). [3]

---

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب اللباس، الباب الأول، ح:4023-سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح:3458-سنن ابن ماجه، كتاب الأطعمة، باب ما يقال إذا فرغ من الطعام، ح:3285-صحيح الجامع للألبانی:6086

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه، وتخليهم من الدنيا، ح:6456-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه...، ح:2082

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه...، ح:4208-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الفرش، ح:4142

"ایک بستر آدمی کے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔"
اس حدیث میں گھر میں ضرورت سے زائد بستر رکھنے کی مذمت بیان ہوئی ہے۔
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ ❶
"نبی ﷺ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔"
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقِيلُ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَتَبْسُطُ لَهُ نِطَعًا، فَتَأْخُذُ مِنْ عَرَقِهِ فَتَجْعَلُهُ فِي طِيبِهَا، وَتَبْسُطُ لَهُ الْخُمْرَةَ فَيُصَلِّي عَلَيْهَا ❷
"رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں آرام فرمایا کرتے تھے، وہ آپؐ کے لیے چمڑے کا فرش (یعنی کوئی بچھونا وغیرہ) لگا دیتیں اور آپؐ کا پسینہ معطر لے کر اسے اپنی خوشبو میں ڈال لیتیں اور آپؐ کے لیے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھا دیتیں تو آپ ﷺ اس پر نماز پڑھ لیتے۔"
سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:
((سَيَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ)). ❸
"عنقریب تمہیں جھالردار چادریں بھی میسر ہوں گی۔"
نمط جھالروں والی اس چادر کو کہتے ہیں جو بستر کے اوپر بچھائی جاتی ہے، اس فرمان سے اخذ شدہ مسئلہ یہ ہے کہ بستر وغیرہ کے اوپر بستر کی صفائی یا خوبصورتی کے لیے کوئی چادر وغیرہ ڈال دینا ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ اس فرمان کا سباق یہ ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے جھالردار چادریں بھی لی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس یہ کہاں سے آ سکتی ہیں، یعنی حالات کی تنگی کے باعث ہم یہ نہیں خرید سکتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ جلد ہی تمہیں میسر ہوں گی۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری یہ تنگدستی بہت جلد ختم ہو جائے گی اور مستقبل میں تم کشادہ حال ہو جاؤ گے تو یہ خرید سکو گے۔
سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة على الخمرة، ح: 381
❷ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الإستئذان، باب من زار قوماً فقال عندهم، ح: 6281-صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب طيب عرق النبي صلى الله عليه وسلم والتبرك به، ح: 2332
❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الأنماط ونحوها للنساء، ح: 5161-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب جواز اتخاذ الأنماط، ح: 2083

جِيءَ بِمَاعِزٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ. [1]

''ماعز کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، اور آپ ﷺ اپنے بائیں طرف تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔''

گھر کو تصاویر سے سجانے کی ممانعت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اسْتَتَرْتُ بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَلَمَّا رَآهُ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَهَتَكَهُ بِيَدِهِ، وَقَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُشَبِّهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ایک نقش ونگار والا پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں، جب آپؐ نے اسے دیکھا تو آپؐ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اسے کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا: روزِ قیامت سب سے شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کے مشابہ (تصویریں) بناتے ہیں۔''

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)). [3]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا اور تصویر ہو۔''

سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيلُ)). قَالَ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ هٰذَا يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَمَاثِيلُ)). فَهَلْ سَمِعْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا رَأَيْتُهُ فَقَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزَاتِهِ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَجَذَبَهُ حَتَّى هَتَكَهُ أَوْ قَطَعَهُ وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ

---

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الفرش، ح:4143-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في الاتكاء، ح:2770-

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب ما وطئ من التصاوير، ح:5954-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، ح:2107

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب التصاوير، ح:5949-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، ح:2106

وَالطِّينَ)). قَالَتْ: فَقَطَعْتُ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا، فَلَمْ يَعِبْ ذَلِكَ عَلَيَّ [1]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ کا یہ جو فرمان ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں، کیا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بیان کرتے سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن میں تمہیں وہ بتاتی ہوں جو میں نے دیکھا ہے، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کسی غزوے میں (شرکت کرنے کے لیے) روانہ ہوئے اور میں نے جھالروں والا رنگین کپڑا لیا اور اسے دروازے پر (بہ طورِ پردہ) لٹکا دیا، جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور اس پردے کو دیکھا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے تاثرات پہچان لیے، آپ ﷺ نے اسے کھینچا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنانے لگ جائیں۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے دو تکیے بنا لیے اور انہیں کھجور کے درخت کے ریشوں سے بھر دیا، لیکن آپ ﷺ نے اس بات پر مجھے کچھ نہیں کہا۔''

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ)). قَالَ بُسْرٌ: فَمَرِضَ زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا فِي بَيْتِهِ سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُحَدِّثْنَا؟ قَالَ: إِنَّهُ قَدْ قَالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي الثَّوْبِ، أَلَمْ تَسْمَعْهُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: بَلٰى قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ [2]

''اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں۔ بُسر بیان کرتے ہیں کہ زیدؓ بیمار ہو گئے تو ہم ان کی عیادت کے لیے گئے، ان کے گھر میں ایک پردہ لگا ہوا تھا جس میں تصویریں تھیں، تو میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا: کیا انہوں نے ہمیں تصویروں کی ممانعت والی حدیث نہیں بیان کی تھی؟ انہوں نے کہا: انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو تصویر کپڑے میں ہو وہ جائز ہے، کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یہ بھی بیان کیا گیا تھا۔''

سعید بن ابی الحسن روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّي إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي، إِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، ح: 2107

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب من كره القعود على الصورة، ح: 5958- صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، ح: 2106

التَّصَاوِيرَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: ادْنُهْ، ادْنُهْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). قَالَ: فَرَبَى لَهَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: وَيْحَكَ أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِالشَّجَرِ وَمَا لَيْسَ فِيهِ الرُّوحُ. [1]

''ایک آدمی سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: اے ابوعباس! میں ایسا بندہ ہوں کہ میرا معاش میرے ہاتھ کی تیار کردہ چیزوں پر ہے اور میں تصویریں بناتا ہوں، تو ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قریب ہو جاؤ، نزدیک آ جاؤ، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اسے روزِ قیامت اس میں رُوح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا اور وہ پھونک نہیں سکے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ (یہ سُن کر) اس کا سانس شدید پھُول گیا۔ پھر ابنِ عباسؓ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ تم (جاندار چیزوں کی) تصویریں بناتے ہو، تم درخت وغیرہ اور ایسی چیزوں کی تصویریں بنا لیا کرو جن میں رُوح نہیں ہوتی۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيَخْرُجْ فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [2]

''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے کہا: میں گزشتہ رات بھی آپؐ کے پاس حاضر ہوا تھا لیکن (آپؐ کے گھر کے) دروازے پر بنی تصویریں، گھر میں لگا ہوا تصویروں والا منقش پردہ اور کتّے کی موجودگی میرے لیے اندر داخل ہونے سے مانع بن گئی، لہٰذا آپؐ (گھر والوں سے) کہیے کہ تصویروں کے سر کاٹ دیے جائیں، تو وہ درخت کی شکل اختیار کر لیں گی، اور پردے کے بارے میں ہدایت کیجیے کہ اس کے دو تکیے بنا لیے جائیں جنہیں پھینکا جائے اور روندا جائے اور کتّے کو باہر نکال دینے کا حکم فرمائیے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔''

اس حدیث میں جبرائیل علیہ السلام کے بیت الرسولؐ میں داخلے سے تین چیزوں کو موانع بتلایا گیا ہے جو ترجمہ

---

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح، وما يكره من ذلك، ح:2225-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة، ح:2110

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الصور، ح:4158-سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة ولا كلب، ح:2806

حدیث سے واضح ہیں۔ ساتھ ہی جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو ان تینوں امور کا حل بھی بتلا دیا کہ کیا کرنا چاہیے، ان میں سے پہلی یعنی دروازے پر کنداں تصویروں کے بابت فرمایا کہ ان تصویروں کا سر کاٹ دیا جائے اس طرح وہ درخت کی صورت اختیار کرلیں گی، تو گویا معلوم ہوا کہ صرف چہرے اور اعضائے چہرہ کی تصویر بنانے کی ممانعت ہے، اس کے علاوہ ہاتھ پاؤں، ٹانگ، بازو وغیرہ کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسری چیز یعنی گھر میں جو تصویروں والا منقش پردہ لٹکایا گیا تھا اس کو کاٹ کر دو تکیے بنانے کا حکم فرمایا، اور اس کی بھی وضاحت کردی کہ وہ تکیے زیرِ استعمال نہ لائے جائیں بلکہ انہیں خوش طبعی کے ایک انداز یعنی ایک دوسرے پر پھینکنے یا پاؤں سے روندنے کے لیے رکھ لیے جائیں اور کتے کے بارے میں صریحاً فرمادیا کہ اسے گھر سے نکال دینا چاہیے۔ ایک روایت میں یہ صراحت مذکور ہے کہ وہ کتا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا تھا، جو ابھی بچے تھے اور انہوں نے پیار سے اسے رکھا ہوا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ ثَوْبًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ. [1]

''رسول اللہ ﷺ گھر میں کوئی کپڑا ایسا نہیں چھوڑتے تھے کہ جس میں صلیب بنی ہو، مگر آپؐ اسے کاٹ دیتے تھے۔''

گھر کو خوبصورتی کی غرض سے ڈھانپنا ناپسندیدہ عمل

محمد بن کعب بیان کرتے ہیں کہ:

دُعِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ إِلَى طَعَامٍ، فَلَمَّا جَاءَ رَأَى الْبَيْتَ مُنَجَّدًا، فَقَعَدَ خَارِجًا وَبَكَى قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَيَّعَ جَيْشًا بَلَغَ عَقَبَةَ الْوَدَاعِ قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ)). قَالَ: فَرَأَى رَجُلًا ذَاتَ يَوْمٍ قَدْ رَقَعَ بُرْدًا لَهُ بِقِطْعَةٍ، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَقَالَ: هٰكَذَا، وَمَدَّ يَدَيْهِ وَمَدَّ عَفَّانُ يَدَيْهِ وَقَالَ: تَطَالَعَتْ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، أَيْ أَقْبَلَتْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ تَقَعَ عَلَيْنَا، ثُمَّ قَالَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ أَمْ إِذَا غَدَتْ عَلَيْكُمْ قَصْعَةٌ وَرَاحَتْ أُخْرَى، وَيَغْدُو أَحَدُكُمْ فِي بُرْدَةٍ وَيَرُوحُ فِي أُخْرَى، وَتَسْتُرُونَ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ: أَفَلَا أَبْكِي فَقَدْ بَقِيتُ حَتَّى تَسْتُرُونَ بُيُوتَكُمْ بِهِ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ. [2]

1. [صحيح] صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب نقض الصور، ح:5952 سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في الصليب في الثوب، ح:4151۔
2. [حسن] السنن الكبرى للبيهقى:7/272

''عبداللہ بن یزید کو کھانے کی دعوت دی گئی، جب وہ تشریف لائے اور گھر کو فرنیچر، بستروں اور پردوں سے مزیّن و آراستہ دیکھا تو باہر ہی بیٹھ گئے اور آب دیدہ ہو گئے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس بات نے رُلا دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو رخصت فرماتے تو عقبۃ الوداع تک اس کے ساتھ جاتے اور فرماتے: أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ ''میں تمہارے دِین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کے اچھے خاتموں کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔'' ایک دِن آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر کو درخت کی گانٹھ کے ساتھ پیوند لگایا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے مشرق کی طرف رُخ کر لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر فرمایا: تم پر دنیا وسیع وفراخ ہو جائے گی، آپؐ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ یہ بات ہم پر ہی واقع ہونے والی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم آج کے دِن بہتر ہو یا اس وقت بہتر ہو جب تمہیں ایک پیالہ صبح نصیب ہوگا اور ایک شام کو؟ اور صبح کے وقت تم ایک جوڑا پہنو اور شام کے وقت دوسرا پہن لیا کرو اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ جس طرح کعبے پر لٹکائے جاتے ہیں۔ پھر عبداللہ بن یزید کہنے ل کہ کیا میں روؤں نہ؟ میں اسی وجہ سے رو یا ہوں کہ تم نے تو اپنے گھروں پہ اس طرح پردے لٹکا رکھے ہیں جس طرح کعبے پہ لٹکائے جاتے ہیں۔''

مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.[1]

''نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی (پہننے) سے منع فرمایا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ، فَنَزَعَهُ، وَطَرَحَهُ، وَقَالَ: ((يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ)). فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ، فَقَالَ: وَاللهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[2]

[1] [صحيح] صحيح بخاری. كتاب اللباس، باب خواتيم الذهب، ح:5864-صحيح مسلم. كتاب اللباس والزينة، باب طرح خاتم الذهب، ح:2089

[2] [صحيح] صحيح مسلم. كتاب اللباس والزينة، باب طرح خاتم الذهب، ح:2090

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپؐ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: (یہ انگوٹھی پہننا ایسے ہی ہے جیسے) تم میں سے کوئی آگ کا انگارہ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی پکڑ لو اور اس سے کوئی اور فائدہ اٹھا لینا، تو اس نے کہا: قسم بخدا! میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَرِيرُ وَالذَّهَبُ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي حَلَالٌ لِإِنَاثِهِمْ)).

''ریشم اور سونا میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان زیورات کے بارے میں روایت کرتی ہیں جو نجاشی نے نبی ﷺ کو تحفے میں دیے تھے، کہ اس میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی، تو آپ ﷺ نے اپنی نواسی امامہ بنت ابی العاص سے فرمایا:

((تَحَلَّي بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ)).[1]

''اے میری بیٹی! یہ زیور پہن لے۔''

زینب بنت نبیط بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّى أُمَّهَا وَخَالَتَهَا رِعَاثًا مِنْ تِبْرِ ذَهَبٍ فِيهِ لُؤْلُؤٌ[2]

''رسول اللہ ﷺ نے ان کی (یعنی زینبؓ کی) والدہ اور خالہ کو ڈھلے ہوئے سونے کی بالیاں پہنائیں جس میں موتی لگے ہوئے تھے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ زینب بنت نبیط اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا:

كُنْتُ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأُخْتَايَ، فَكَانَ يُحَلِّينَا الذَّهَبَ وَاللُّؤْلُؤَ.[3]

''میں اور میری دو بہنیں نبی ﷺ کی گود میں ہی تھیں (یعنی بچیاں تھیں) اور آپ ﷺ ہمیں سونے اور موتیوں کے زیور پہنایا کرتے تھے۔''

---

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، ح:4235-سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب النهي عن خاتم الذهب، ح:3644

[2] السنن الكبرى للبيهقي:4/141

[3] السنن الكبرى للبيهقي:4/141

چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جواز

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ أُتِيَ بِخَاتَمٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ نَزَعَهُ، وَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)). فَاتَّخَذَهُ مِنْ وَرِقٍ.[1]

''آپ ﷺ کو سونے کی ایک انگوٹھی دی گئی، آپؐ نے اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہن لیا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا۔ تو (آپؐ کو دیکھ کر) لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، جب آپؐ نے یہ صورتحال دیکھی تو آپؐ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ يَجْعَلُ مَا اتَّخَذَهُ مِنْ وَرِقٍ فِي يَسَارِهِ.[2]

''آپ ﷺ نے جو چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اسے بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔''

نافع روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى[3]

''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا يَعْنِي الْمُسَبِّحَةَ.[4]

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات سے منع فرمایا کہ میں درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی یعنی انگشتِ شہادت میں انگوٹھی پہنوں۔''

---

[1] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب اللباس ، باب خواتيم الذهب ، ح:5865-صحيح مسلم ، كتاب اللباس والزينة ، باب طرح خاتم الذهب ، ح:2091

[2] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب اللباس ، باب خاتم الفضة ، ح:5866-صحيح مسلم ، كتاب اللباس والزينة ، باب طرح خاتم الذهب ، ح:2091

[3] [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الخاتم ، باب ما جاء في التختم في اليمين أو اليسار ، ح:4228

[4] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب اللباس والزينة ، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر ، ح:2078-سنن أبوداود ، كتاب الخاتم ، باب ما جاء في خاتم الحديد ، ح:4225-سنن ترمذی ، أبواب اللباس ، باب كراهية التختم في أصبعين ، ح:1786

سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلَّذِي أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَهُ: ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)). ❶

''نبی ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تھا جس کا ارادہ تھا کہ آپؐ اس کی شادی کرادیں کہ (حق مہر میں دینے کے لیے) کچھ لے کر آؤ، خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔''

سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِضَّةً. ❷

''نبی ﷺ کی تلوار کے قبضے کا کنارہ چاندی کا تھا۔''

سیدنا عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کے بابت مروی ہے کہ:

أَنَّ أَنْفَهُ قُطِعَ يَوْمَ الْكِلَابِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ. ❸

''معرکہ کلاب کے روز ان کی ناک کاٹ دی گئی، تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی، لیکن وہ بدبو مارنے لگی، تو نبی ﷺ نے انہیں حکم فرمایا تو انہوں نے سونے کی ناک لگوالی۔''

مردوں کے لیے سونے کا استعمال صرف ایسی ہی کسی ناگزیر صورت میں جائز ہے، مگر بطور زیور استعمال کرنے کا جواز صرف عورتوں کے لیے ہی ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مردوں کے لیے سونے کا دانت وغیرہ لگوانا بھی جائز قرار دیا گیا ہے۔

سفید بال اُکھاڑنے کی ممانعت

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً إِلَّا رَفَعَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً)).

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب النكاح، باب القراءة عن ظهر القلب، ح: 5030- صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك من قليل وكثير، ح: 1425

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في السيف يحلى، ح: 2583

❸ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الخاتم، باب ما جاء في ربط الأسنان بالذهب، ح: 4232- سنن ترمذى، أبواب اللباس، باب ما جاء في شد الأسنان بالذهب، ح: 1770

حَسَنَةً، وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً)). ❶

"سفید بالوں کومت اُکھاڑا کرو، کیونکہ جس بھی مسلمان کے سفید بال آ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے: تم سفید بال مت اکھاڑا کرو، کیونکہ یہ مسلمان کا نُور ہیں، جس شخص کو بہ حالتِ اسلام سفید بال آ جائیں اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کے کھاتے میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے، اس کا ایک گناہ ختم کر دیتا ہے اور ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ يُكْرَهُ أَنْ يَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. قَالَ: وَلَمْ يَخْضِبْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ نُبَذٌ. ❷

"اس بات کو مکروہ سمجھا گیا ہے کہ آدمی اپنے سر یا داڑھی سے سفید بال اُکھاڑے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خضاب نہیں لگایا کرتے تھے، صرف آپؐ کی چھوٹی داڑھی میں (جو نچلے ہونٹ کے نیچے ہوتی ہے)، کنپٹیوں پر اور سر میں کچھ بال سفید تھے۔"

مردوں کا خضاب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ)). ❸

"یہود و نصاریٰ (بالوں کو) رنگتے نہیں ہیں، سو تم ان کی مخالفت کیا کرو۔"

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هٰذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ)). ❹

"جن چیزوں سے سفید بالوں (کی رنگت) کو بدلا جاتا ہے ان سب سے اچھی چیز مہندی اور کتم ہے۔"

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في نتف الشيب، ح:4202-صحيح الجامع للألباني:7463

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شيبه صلى الله عليه وسلم، ح:2341

❸ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الخضاب، ح:5899-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح:2103

❹ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في الخضاب، ح:4205-سنن ترمذي، أبواب اللباس، باب ما جاء في الخضاب، ح:1753-سنن نسائي، كتاب الزينة، باب الخضاب بالحناء والكتم، ح:5078-سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب الخضاب بالحناء، ح:3622-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1509

کتم ایک بُوٹی تھی جس سے بال رنگے جاتے تھے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَضَبَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَضَبَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ فَرْدًا. [1]

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو مہندی اور کتم نامی بوٹی کے ساتھ رنگتے تھے، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو اکیلی مہندی سے رنگتے۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ)). [2]

''فتح مکہ کے روز ابوقحافہ کو لایا گیا اور ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں کسی چیز سے بدل دو (یعنی ان پہ مہندی وغیرہ لگا کر سفیدی ختم کردو) اور سیاہ کرنے سے بچو۔''

اس حدیث میں سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الطَّيْرِ، لَا يَرِيحُونَ رَوَائِحَ الْجَنَّةِ)). [3]

''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں کہ وہ سیاہ خضاب لگایا کریں، (اور ان کے بال) کبوتروں کے پوٹوں جیسے ہوں، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ بالوں کو زرد رنگ کرنا جائز ہے جیسا کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ کا اپنی داڑھی کو زرد رنگ دینے کی روایت مروی ہے، اور یک روایت میں خلوق اور ورس کا ذکر ہے، اور ابنِ عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ یعنی ممانعت صرف بالوں کو سیاہ کرنے کی ہے، اس کے علاوہ مہندی وغیرہ یا ایسی چیز جس سے سیاہ نہ ہوں، وہ لگائی جاسکتی ہے۔

---

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح:2102-سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في الخضاب، ح:4420-سنن نسائى، كتاب الزينة، باب الخضاب بالحناء والكتم، ح:5076

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب في صبغ الشعر وتغيير الشيب، ح:2102- سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في الخضاب، ح:4204-

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في قوله عز وجل: ﴿وقل للمومنات يغضضن من أبصارهن﴾، ح:4212

عورتوں کا خضاب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَدَّتِ امْرَأَةٌ بِيَدِهَا مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ كِتَابًا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، وَقَالَ: ((مَا أَدْرِي، أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟)). فَقَالَتْ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، قَالَ: ((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظَافِرَكِ بِالْحِنَّاءِ)).[1]

"ایک عورت نے خط دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف پردے کے پیچھے سے اپنا ہاتھ بڑھایا تو نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا اور فرمایا: مجھے کیا پتہ کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا؟ تو اس نے کہا: عورت کا ہاتھ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں پہ مہندی لگا لیتی۔"

لاحق بن حمید بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْخِضَابِ، فَقَالَ: أَمَّا نِسَاؤُنَا فَيَخْتَضِبْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ تَنْظِفْنَ أَيْدِيَهُنَّ فَيَتَطَهَّرْنَ ثُمَّ يَعُدْنَ عَلَيْهِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ بِأَحْسَنِ خِضَابٍ وَلَا يَمْنَعُهُنَّ ذٰلِكَ مِالصَّلَاةِ.[2]

"میں نے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے خضاب کے بابت سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ہماری عورتیں نمازِ عشاء سے لے کر نمازِ فجر تک خضاب لگاتی تھیں، پھر وہ اپنے ہاتھ دھو کر صاف کر لیتیں اور صاف ستھری ہو جاتیں، پھر دوبارہ نمازِ فجر سے لے کر نمازِ ظہر تک بہترین خضاب لگاتی تھیں، اور یہ انہیں نماز کے لیے مانع نہیں ہوتا تھا۔"

عورت کے لیے زیب و آرائش کی ناجائز صورتیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)). وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللّٰهِ)).[3]

1. [حسن] سنن أبوداود ، كتاب الترجل ، باب في الخضاب للنساء ، ح:4166-سنن نسائی ، کتاب الزينة ، باب الخضاب للنساء ، ح:5089-مسند أحمد:262/6
2. السنن الکبری للبیهقی:312/7
3. [صحیح] صحیح بخاری ، كتاب اللباس ، باب ال... الشعر ، ح:5933-صحیح مسلم ، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصـ... ـمه والمستوشمة... ، ح:2124

"اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی پر، بال گودنے اور گودوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بال گودنے اور گودوانے والیوں پر، چہرے کے بال اُکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والیاں ہیں۔"

اَلْوَاصِلَة سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے سر میں مصنوعی بال یعنی وِگ وغیرہ لگوائے، **اَلْمُسْتَوْصِلَة** اس عورت کو کہتے ہیں جو مصنوعی بال لگانے کا کام کرے، **اَلْوَاشِمَة** سے ایسی عورت مراد ہے جو اپنے چہرے میں سوراخ کر کے یا جلد چھید کر اس میں سُرمہ یا سیاہی بھر لیتی ہے تا کہ وہ حسین لگے، **اَلْمُسْتَوْشِمَة** سے مراد ایسا کام کرنے والی یعنی چہرے کو سُرمے یا سیاہی سے گودنے والی عورت ہے، **اَلْمُتَنَمِّصَة** کا لفظ اس عورت پر بولا جاتا ہے جو اپنے چہرے سے بال اُکھاڑتی ہیں جیسا کہ آج کل فیشن ایبل عورتیں تھریڈنگ (Threading) اور پلکنگ (Plucking) کرتی ہیں اور **اَلْمُتَفَلِّجَة** اس عورت کو کہا جاتا ہے جو خوبصورتی کے لیے اپنے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرے۔ اصل میں عربوں کے ہاں اس عورت کو خوبصورت نہیں سمجھا جاتا تھا جس کے سامنے کے دانت ایک دوسرے سے ملے اور جُڑے ہوئے ہوں، اس لیے عورتیں دانتوں کو درمیان سے رگڑ کر ان میں فاصلہ پیدا کر لیتی تھیں۔ ان تمام امور کی ممانعت کی وجہ بھی رسولِ کریم ﷺ نے ساتھ ہی بیان فرما دی کہ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کی صورتیں ہیں اور در حقیقت اس کی بنائی ہوئی شکل وصورت پر غیر رضامندی کا اظہار ہے اس لیے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

مونچھیں کاٹنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ، وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ[1]

"رسول اللہ ﷺ نے مونچھوں کو صاف کرنے اور داڑھی کو (کاٹنے سے) معاف کرنے کا حکم فرمایا۔"

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)).[2]

"جو اپنی مونچھیں نہیں کاٹتا وہ ہم میں سے نہیں۔"

---

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، ح:5892-صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:259

[2] [صحيح] سنن ترمذى، أبواب الأدب، باب ما جاء في قص الشارب، ح:2761-سنن نسائى، كتاب الزينة، باب من السنن الفطرة، ح:5040-صحيح الجامع للألبانى:6533

امور فطرت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ. وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَشَرَةٌ مِنَ الْفِطْرَةِ، فَذَكَرَ مِنْ هَذِهِ الْخَمْسَةِ أَرْبَعَةً، وَذَكَرَ إِعْفَاءَ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكَ، وَالِاسْتِنْشَاقَ بِالْمَاءِ، وَغَسْلَ الْبَرَاجِمِ وَانْتِقَاصَ الْمَاءِ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، وَذَكَرَ الْمَضْمَضَةَ بِالشَّكِّ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْخِتَانَ. وَرُوِّينَا عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ الْمَضْمَضَةَ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ، وَذَكَرَ الْخِتَانَ بَدَلَ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ. [1]

"پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کروانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اتارنا، مونچھیں چھوٹی کرنا اور ناخن کاٹنا۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث میں دس فطری امور کا ذکر ہے، چار تو انہی میں سے ہیں اور (باقی چھے یہ) بیان ہیں: داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، پانی کے ساتھ ناک صاف کرنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، پانی کے ساتھ استنجاء کرنا اور کُلی کا ذکر شک سے کیا ہے (یعنی قطعی یاد نہیں رہا کہ آخری چیز کُلی ہی تھی یا کچھ اور)، اور انہوں نے ختنہ کروانے کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو حدیث سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے اس میں انہوں نے کُلی کا ذکر بغیر شک کے کیا ہے اور ختنے کی جگہ داڑھی بڑھانے کا بیان ہے۔"

بالوں کو صاف اور سنوار کر رکھنے کا حکم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ)). [2]

"جس کے بال ہوں اسے ان کی عزت کرنی چاہیے۔"

بالوں کی عزت کرنے سے مراد یہ ہے کہ انہیں دھوئے، صاف ستھرا رکھے، تیل لگائے اور کنگھی وغیرہ کرکے سنوار کر رکھے۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ح: 5889 - صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: 257

[2] [صحیح] سنن ابوداود، کتاب [illegible] في إصلاح الشعر، ح: 4163 - سلسلة الأحاديث الصحيحة: 500

روزانہ تیل کنگھی کرنے کی ممانعت

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرْجِيلِ إِلَّا غِبًّا. [1]

''رسول اللہ ﷺ نے سوائے ایک دِن ناغے کے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

یعنی روزانہ کنگھی کرنا ممنوع ہے، لہٰذا ایک دِن چھوڑ کر دوسرے دِن کرنے چاہیے۔ شارحین نے اس ممانعت کی توجیہہ یہ کی ہے کہ عرب لوگ چونکہ لمبے لمبے بال رکھتے تھے جنہیں کھولنے، صاف کرنے اور سنوارنے میں خاصا وقت صرف ہوتا تھا جو کہ سراسر ضیاعِ وقت تھا، اس لیے آپ ﷺ نے یہ حکم فرمایا، لیکن اگر ایسی علت نہ پائی جائے اور کنگھی کرنے سے وقت ضائع نہ ہوتا ہو کہ جس سے واجبات یا کسی بھی ذمہ داری کے ادا کرنے کا وقت اس میں صرف ہو جاتا ہو تو پھر روزانہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عبداللہ بن بریدہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَمِيرًا، وَكَانَ يَمْشِي حَافِيًا وَلَا يَدَّهِنُ إِلَّا أَحْيَانًا، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ: أَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ تَمْشِي حَافِيًا وَلَا تَدَّهِنُ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ وَهُوَ الِادِّهَانُ كُلَّ يَوْمٍ، وَيَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا. [2]

''نبی ﷺ کے ایک صحابی (مسلمانوں کے) امیر تھے، اور وہ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے اور سر میں تیل بھی کبھی کبھار ہی لگاتے تھے، تو ان سے اس بابت کہا گیا کہ آپ امیر المومنین ہونے کے باوجود ننگے پاؤں چلتے ہیں اور سر میں تیل بھی نہیں لگاتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ ہمیں بہت زیادہ زیب و زینت اختیار کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور اس سے مراد روزانہ تیل لگانا ہے، اور آپ ﷺ ہمیں ننگے پاؤں چلنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔''

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، الباب الأول، ح:4159-سنن ترمذى، أبواب اللباس، باب ما جاء في النهي عن الترجل إلا غباً، ح:1756-سنن نسائى، كتاب الزينة، باب الترجيل غباً، ح:5055-سلسلة الأحاديث الصحيحة:501

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، الباب الأول، ح:4160-سنن نسائى، كتاب الزينة، باب الترجيل غباً، ح:5058

لمبی زلفیں رکھنے کا بیان

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ شَعْرَهُ كَانَ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ❶

"آپ ﷺ کے بال آپؐ کے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔"

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَعْرِي طَوِيلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذُبَابٌ)). وَفِي رِوَايَةٍ ذَبَاذِبُ، فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِي، فَقَالَ: ((مَا عَنَيْتُكَ)). ❷

"میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے لمبے لمبے بال تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: نحوست ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (آپؐ نے فرمایا: تمہارے بال) پراگندہ ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے کچھ بال کاٹ دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں کوئی بری بات نہیں کہی تھی۔"

بالوں کی مانگ نکالنے کا بیان

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ، فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. ❸

"اہلِ کتاب اپنے بالوں کو سیدھا چھوڑ دیا کرتے تھے جبکہ مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کو جن امور میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم نہیں ہوتا تھا ان میں آپؐ اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے بال سیدھے چھوڑ دیے، پھر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔"

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، ح:3551-صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب في صفة النبي صلى الله عليه وسلم وأنه كان أحسن الناس وجهاً، ح:2337

❷ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في تطويل الجمة، ح:4190

❸ [صحیح] صحیح بخاری، كتاب اللباس، باب الفرق، ح:5917-صحیح مسلم، كتاب الفضائل، باب في سدل النبي صلى الله عليه وسلم شعره وفرقه، ح:2336

نبی ﷺ نے پہلے تو اہلِ کتاب کی موافقت کی اور اپنے بالوں کو کھلا سیدھا چھوڑنے لگے، لیکن بعد میں مانگ نکالنا شروع کردی، اور جیسا کہ اس روایت میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ وہی کام اہلِ کتاب کی طرح کرتے تھے جس کے بارے میں آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا ہوتا تھا، تو معلوم ہوا کہ آپؐ نے جو اہلِ کتاب کی موافقت ترک کی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانگ نکالنے کا حکم آجانے کی بناء پر ہی کی، ورنہ آپ ﷺ مشرکین کا طرزِ عمل کیونکر اپنا سکتے تھے؟ لہٰذا مانگ نکالنا نہ صرف سُنّتِ رسول ہے بلکہ حکمِ الٰہی بھی ہے۔

چھوٹے بڑے بال رکھنے کی ممانعت

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى غُلَامًا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((إِمَّا أَنْ تَحْلِقُوا كُلَّهُ، وَإِمَّا تَتْرُكُوا كُلَّهُ)). [1]

''نبی ﷺ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ اس نے اپنے سر کا کچھ حصہ مونڈھا ہوا تھا اور کچھ حصہ ویسے ہی چھوڑا ہوا تھا، آپ ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کردیا اور فرمایا: یا تو سارا سر مونڈھو یا سارا چھوڑ دو۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ. [2]

''رسول اللہ ﷺ نے 'قزع' سے منع فرمایا ہے۔''

'قزع' سے مراد یہ ہے کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے اور کچھ حصہ ویسے ہی چھوڑ دیا جائے۔ اس سے یہ احتمال نکالا جاتا ہے کہ زُلفیں رکھنا اس ممانعت میں شامل نہیں ہے، جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے زُلفیں رکھی ہوئی تھیں اور میری ماں نے مجھے کہا کہ میں انہیں مت کاٹوں، رسول اللہ ﷺ انہیں کھینچا کرتے اور پکڑ لیا کرتے تھے۔ اور ابنِ عباسؓ سے بھی مروی ہے، انہوں نے جو نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، اس کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے میری زُلفوں سے یا (فرمایا) میرے سر سے پکڑا۔

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في الذوابة، ح: 4195

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب القزع، ح: 5920-صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة القزع، ح: 2120

عورتوں کو عوامی غسل خانے استعمال کرنے کی ممانعت

ابوملیح ہذلی روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ نِسَاءً مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ أَوْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ دَخَلْنَ عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: أَنْتُنَّ اللَّاتِي يَدْخُلْنَ نِسَاؤُكُنَّ الْحَمَّامَاتِ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ الَّذِي بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)).[1]

''اہلِ حمص یا اہلِ شام کی عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو آپؓ نے پوچھا: کیا تم عورتیں عوامی غسل خانوں میں جاتی ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ اپنے کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل پردے کو چاک کر دیتی ہے۔''

سرِ عام برہنہ ہونے کی ممانعت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ، وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ. قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ: فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا[2]

''رسول اللہ ﷺ (اپنے بچپن میں) کعبے کی تعمیر کے لیے ان کے ساتھ پتھر اُٹھا رہے تھے اور آپؐ نے تہہ بند باندھا ہوا تھا، کہ آپؐ کے چچا عباسؓ نے کہا: اے بھتیجے! اگر تم اپنا تہہ بند اتار کر اپنے کندھوں پر رکھ لو تو آسانی سے پتھر اُٹھا سکو گے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا تہہ بند اتارا اور اسے اپنے کندھے پر رکھ لیا، (ایسا کرتے ہی) آپؐ غشی کھا کر گر پڑے، سو اس دِن کے بعد کبھی آپؐ کو برہنہ نہیں دیکھا گیا۔''

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الحمام، الباب الأول، ح:4010-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في دخول الحمام، ح:2803-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب اجتناب البدع والجدل، ح:50-صحيح الترغيب والترهيب:164

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، باب كراهية التعري في الصلاة وغيرها، ح:364-صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، ح:340

أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ، وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ، فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِي الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ، حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلٰى مَوْضِعِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلٰى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً)). ❶

''میں ایک پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور میں نے ہلکا سا تہہ بند پہنا ہوا تھا، تو میرا تہہ بند کھل گیا اور میرے پاس پتھر تھا جسے نیچے نہیں رکھ سکتا تھا، یہاں تک کہ میں نے اسے اس کی جگہ پر پہنچا دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واپس جا کر اپنا کپڑا اُٹھاؤ، اور ننگے نہ چلا کرو۔''

سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَى بِشَيْءٍ)). ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ بہت ہی حیاء دار اور پردہ پوش ہے، سو تم میں سے جب کوئی نہانا چاہے تو اسے کسی چیز کے ساتھ پردہ کر لینا چاہیے۔''

ابو کثیر کے آزاد کردہ غلام محمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ عَلَى مَعْمَرٍ وَهُوَ جَالِسٌ عِنْدَ دَارِهِ بِالسُّوقِ وَفَخِذَاهُ مَكْشُوفَتَانِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْمَرُ، غَطِّ فَخِذَيْكَ فَإِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ)). ❸

''میں نبی ﷺ کے ساتھ (جا رہا) تھا کہ آپ ﷺ کا گزر معمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا جو بازار میں اپنے گھر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی دونوں رانوں پر سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے معمر! اپنی رانیں ڈھانپو، کیونکہ رانیں بھی پردے کے اعضاء ہیں۔''

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ أَمَتَهُ، فَلَا تَنْظُرِ الْأَمَةُ إِلٰى شَيْءٍ مِنْ عَوْرَتِهِ فَإِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ مِنَ الْعَوْرَةِ)). ❹

''جب تم میں سے کوئی اپنے غلام یا نوکر کی اپنی لونڈی سے شادی کرا دے تو پھر لونڈی اس کے (یعنی اپنے مالک کے) پردے کے اعضاء کو نہ دیکھے اور ناف سے نیچے گھٹنوں تک پردے کے اعضاء ہیں۔''

---

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، ح: 341- سنن أبوداود، كتاب الحمام، باب ما جاء في التعري، ح: 4016

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الحمام، باب النهي عن التعري، ح: 4012- سنن نسائي، كتاب الغسل، باب الإستتار عند الغسل، ح: 407- مسند أحمد: 4/224

❸ [صحيح] مسند أحمد: 5/290- مستدرك حاكم: 4/180

❹ [حسن] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في قوله عز وجل: ﴿وقل للمومنات يغضضن من أبصارهن﴾، ح: 4113

ایک روایت میں اس حکم کا مخاطب مالک کو بنایا گیا ہے، یعنی اپنے غلام یا نوکر کے ساتھ شادی کروانے سے پہلے جو لونڈی اس کے لیے حلال تھی، شادی کے بعد وہ حرام ہو جائے گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پردے کے اعضاء کو نہیں دیکھ سکتے۔

بہز بن حکیم اپنے باپ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ قَالَ: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَاهَا)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: ((اللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ)). ❶

''انہوں نے عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! ہم اپنے پردے کے اعضاء کی کونسی بات اختیار کریں اور کونسی چھوڑیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے سوا (ہر عورت) سے اپنے پردے کے اعضاء کو (نظر آنے سے) محفوظ رکھو، میں نے پوچھا: آپؐ کا کیا خیال ہے اگر کوئی اکیلا ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی بہ نسبت اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔''

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ، وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ)). ❷

''کوئی آدمی کسی آدمی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے، اور کوئی آدمی کسی آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

کپڑا لپیٹنے اور باندھنے کی ممنوع صورت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لِبْسَتَيْنِ: عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ. ❸

❶ [حسن] سنن أبوداود، كتاب الحمام، باب ما جاء في التعري، ح:4017-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في حفظ العورة، ح:2794-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب القتال في سبيل الله سبحانه وتعالى، ح: 2794-صحيح الجامع للألباني:203

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح:338-سنن أبوداود، كتاب الحمام، باب ما جاء في التعري، ح:4018-

❸ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب الاحتباء في ثوب واحد، ح:5821-سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في لبسة الصماء، ح:4080

"رسول اللہ ﷺ نے دوطرح کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے: (ایک) کپڑے کو اس طرح جسم پر لپیٹنا کہ جسم کے ایک طرف کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو، اور (دوسرا) یہ کہ ایک ہی کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلی کو ملا کر باندھ لینا اور شرمگاہ کو آسمان کی طرف کھلا چھوڑ دے۔"

حدیث میں بیان ہے کہ اَلصَّمَّاءُ سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے دونوں کندھوں میں سے ایک پر کپڑا ڈال لے اور دوسرے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو وہ ننگا ہی رہے، اور اِحْتِبَاءُ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کپڑے کے ساتھ اس طرح کمر اور پنڈلی باندھ کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ پر کپڑا نہ رہے۔

چت اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنے کی ممانعت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى)).[1]

"تم میں سے کوئی بھی چت نہ لیٹے کہ پھر وہ اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ کے اوپر رکھ لے۔"

چت لیٹنے سے مراد ہے بالکل سیدھا آسمان کی طرف منہ کر کے لیٹنا۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنے سے ستر ظاہر ہونے کا احتمال ہوتا ہے، اور اگر تہہ بند تنگ ہو تو پھر آدمی کی ران تو عریاں ہونے سے بچ ہی نہیں سکتی اور یہ فرمانِ نبوی ﷺ ران بھی شرمگاہ کا حصہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.[2]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں اور اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پہ رکھے چت لیٹے دیکھا۔"

پچھلی حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے جبکہ اس حدیث میں خود نبی کریم ﷺ کا ایسا عمل مذکور ہے۔ تو ان دونوں حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ اگر تو آدمی لاپروائی اور بے خیالی سے لیٹتا ہو تو پھر ایسے لیٹنا ممنوع ہے لیکن اگر کوئی شخص کو پردے میں رکھنے اور اسے ظاہر نہ ہونے دینے کا پورا اہتمام کرے تو پھر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے۔

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب اشتمال الصماء والاحتباء في ثوب واحد، ح: 2099

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل ح: 475- صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب في إباحة الاستلقاء ووضع إحدی الرجلین علی الأخری، ح: 2100

کیسے کپڑے میں نماز پڑھنا مستحب ہے؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّزِرْ وَلْيَرْتَدِ)). [1]

''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چھوٹا کمبل یا چادر اوڑھ لینی چاہیے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ: ((أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ)). ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ: إِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا، جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ، صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ، فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ، فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ، فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ، فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ. وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ. [2]

''ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بابت مسئلہ پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک آدمی نے عمرؓ کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں سہولت دی ہے تو تم بھی سہولت اپناؤ، آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے کپڑے اکٹھے کر لے، کوئی آدمی تہہ بند اور چادر میں نماز پڑھ لے، کوئی تہہ بند قمیض میں، کوئی تہہ بند اور چوغے میں، کوئی شلوار اور چادر میں، کوئی شلوار اور قمیض میں، کوئی شلوار اور چوغے میں، کوئی لنگوٹ اور چوغے میں اور کوئی لنگوٹ اور قمیض میں، اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی لنگوٹ اور چادر میں۔''

یعنی جس کے پاس جو میسر ہے وہ اس میں نماز پڑھ لے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)). [3]

---

1. [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 2/235ـ صحيح ابن حبان: 348ـ صحيح الجامع للألباني: 647
2. [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، ح: 358، 365ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: 515
3. [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: 516

”تم میں سے کوئی بھی ایک کپڑے میں ہرگز نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پہ کوئی چیز ہی نہ ہو۔“
یعنی نماز کے لیے ستر کے علاوہ کم ازکم کندھے ضرور ڈھکے ہونے چاہییں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّيْتَ وَعَلَيْكَ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَأْتَزِرْ بِهِ)). وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ. [1]

”جب تو نماز پڑھے اور تیرے پاس ایک ہی کپڑا ہو، تو اگر وہ کشادہ ہو تو اسے اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹ لے اور اگر وہ تنگ [2] ہو تو اس کا تہہ بند باندھ لے۔ ایک اور روایت میں ہے: جب وہ کشادہ ہو تو اس کے دونوں کناروں کو کندھوں کی مخالف سمت پر ڈال لے، اور اگر وہ تنگ ہو تو اسے (تہہ بند کے طور پر) اپنی کمر پر باندھ لے۔“

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَزُرَّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ)). [2]

”میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک قمیض میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، خواہ اس کا وزن ایک کانٹے کے برابر ہی ہو۔“

عورت کس کپڑے میں نماز پڑھے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ)). [3]

”بالغہ عورت کی نماز چادر کے بغیر قبول ہی نہیں کی جاتی۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ [النور: 31] أَخَذْنَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ إِزَارَهُنَّ فَشَقَقْنَهُ مِنْ نَحْوِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا [4]

[1] [صحیح] صحیح بخاری ، کتاب الصلاۃ ، باب إذا کان الثوب ضیقاً ، ح: 361

[2] السنن الکبری للبیہقی: 2/240

[3] [صحیح] سنن أبوداود ، کتاب الصلاۃ ، باب المرأۃ تصلي بغیر خمار ، ح: 641-سنن ترمذی ، أبواب الصلاۃ ، باب ما جاء لا تقبل صلاۃ الحائض إلا بخمار ، ح: 377-إرواء الغلیل للألبانی: 196

[4] [صحیح] صحیح بخاری ، کتاب التفسیر ، باب قولہ: ﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾ ، ح: 4759

"جب یہ آیت: وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ "اورعورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنی چادریں اپنے سینوں پرڈالے رکھا کریں" نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنے تہہ بندوں کو دونوں کناروں سے پھاڑ کر اپنی اوڑھنیاں بنالیں۔"

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَاهُ قُبْطِيَّةً كَثِيفَةً، فَكَسَاهَا امْرَأَتَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرْهَا فَلْتَجْعَلْ تَحْتَهَا غِلَالَةً، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَصِفَ عِظَامَهَا)) [1]

"نبی ﷺ نے انہیں ایک موٹا قبطی کپڑا پہننے کے لیے دیا تو انہوں نے وہ اپنی بیوی کو دے دیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ اس کے نیچے بنیان وغیرہ پہن لے، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ اس کے اعضاء کو نمایاں نہ کرے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: دِرْعٍ، وَخِمَارٍ، وَإِزَارٍ. [2]

"عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے: قمیض، چادر اور تہہ بند۔"

عورت کے پردے کا بیان

ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَا أَعْلَمُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ يَعْنِي آيَةَ الْحِجَابِ: لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ، وَضَعَ طَعَامًا فَجَاءَ الْقَوْمُ وَكَانُوا فِي الْبَيْتِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ وَالْقَوْمُ مَكَانَهُمْ، ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ..﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿. وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب: 53]. [3]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت یعنی آیتِ حجاب کے (شانِ نزول) کو میں اچھی طرح جانتا ہوں، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ہوئی اور وہ آپؐ کے ساتھ ہی

[1] السنن الكبرى للبيهقى: 2/234- المعجم الكبير للطبرانى: 1/123

[2] السنن الكبرى للبيهقى: 2/235

[3] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يوذن لكم ...﴾، ح: 4792

گھر میں موجود تھیں، آپ ﷺ نے کھانا تیار کروایا، لوگ آئے اور (کھانا کھا کر) گھر ہی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور لوگ اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہے، پھر آپ ﷺ واپس آئے تو (تب بھی) وہ بیٹھے ہی تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ ''اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم کھانے کے لیے نبی (ﷺ) کے گھروں میں نہ جایا کرو، ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو، بلکہ جب بلایا جائے تب جاؤ اور جب کھا چکو نکل پڑو، وہیں (بیٹھ کر) باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی (ﷺ) کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ جب تم (نبی ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے، نہ تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ (ﷺ) کو تکلیف دو اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد کسی بھی وقت آپؐ کی بیویوں سے نکاح کرو، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔''

عورت اپنے اعضاء کو ظاہر نہ کرے

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور: 31]

''اور عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَمْثَالِ أَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا)). [1]

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات، ح: 2128 - مسند أحمد: 356/2

”جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا: (ایک) وہ لوگ جن کے پاس گائے کی دُموں جیسے کوڑے ہیں اور ان کے ساتھ وہ لوگوں کو مارتے ہیں، اور (دوسری) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود بھی ننگی ہوں، (خود غیروں کی طرف) مائل ہونے والی اور (دوسروں کو) مائل کرنے والی، ان کے سر بختی اونٹ کی کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں، یہ نہ تو جنّت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پا سکیں گی، حالانکہ جنّت کی خوشبو اتنی اتنی دُور سے آ رہی ہو گی۔“

لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ لباس تو پہنیں گی، لیکن اس قدر باریک کہ ان کا جسم صاف نظر آ رہا ہو گا، یا اتنا تنگ لباس پہنیں گی کہ ان کے جسم کے تمام اعضاء نمایاں ہو رہے ہوں گے۔ مائل ہونے اور کرنے والی عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بے حیا ہوں اور اس غرض سے زیب و آرائش کریں کہ لوگ انہیں دیکھیں اور جب لوگوں کا اپنی طرف جھکاؤ دیکھتی ہیں تو خود بھی ان کی طرف راغب ہونے لگتی ہیں۔ سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کے مثل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ کی کوہان اونچی اور نمایاں ہوتی ہے اسی کے مثل یہ عورتیں اپنے سر پر بالوں کا جوڑا بنائیں گی۔ متذکرہ بالا امور کے ساتھ یہ خصلت بھی آج کل کی فیشن زدہ عورتوں میں دیکھی جاتی ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان عورت کو ان تمام صورتوں سے احتراز کرنا چاہیے، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی لعنت کا مستوجب بننے سے بچا جا سکے۔

مرد و عورت کے لیے ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، وَرُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: أَنَّهُ لَعَنَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ.[1]

”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لباس جیسا لباس پہننے والے مرد اور مرد کے لباس جیسا لباس پہننے والی عورت والی عورت پر لعنت فرمائی۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مردوں کی سی عادات اپنانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔“

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال، ح: 5885- سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، ح: 4097- سنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في المتشبهات بالرجال من النساء، ح: 2784- سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب في المخنثين، ح: 1904

آج کل تو یہ فیشن بن چکا ہے کہ وضع قطع، لباس وعادات، چال ڈھال اور دیگر امور میں مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں
اور عورتیں مردوں کی، وضع قطع میں مرد عورتوں جیسا ہیئر سٹائل بنانے لگے ہیں، بڑے بڑے بال رکھ کر ان پر پونی وغیرہ چڑھا کر عورتوں کی نقالی کرتے ہیں، اسی طرح داڑھی اور مونچھ کا صفایا (Clean Shave) کر کے عورتوں جیسی صورت بنا لیتے ہیں، لباس میں دیگر کئی طرح سے مشابہت کے علاوہ یہ صورت بھی اختیار کر لی گئی ہے کہ مردوں کی شلواریں عورتوں کی طرح ہوگئی ہیں یعنی ٹخنوں سے نیچے اور عورتوں کی شلواریں مردوں جیسی ہوگئی ہیں یعنی ٹخنوں سے اوپر اور عادات میں مرد وعورت کا ایک دوسرے کی نقالی کرنا تو شمار سے باہر ہونے لگا ہے، الغرض اسی قسم کے مردوں اور عورتوں پر رسولِ مکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

ہیجڑوں کو گھر سے نکالنے کا حکم

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ: ((أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ))، وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَفُلَانًا. [1]

''نبی ﷺ نے مَردوں میں سے عورتوں کی عادات اپنانے والے اور عورتوں میں سے مردوں کی عادات اپنانے والیوں پر لعنت فرمائی، اور فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دیا کرو۔ اور (خُود) آپ ﷺ نے فلاں فلاں کو نکالا۔''

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهُمْ مُخَنَّثٌ، وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللّٰهِ أَخِيهَا إِنْ يَفْتَحِ اللّٰهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ)). [2]

''نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو گھر والوں کے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا ہوا تھا اور وہ اُمِ سلمہؓ کے بھائی عبداللہؓ سے کہہ رہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کل طائف کو فتح کر دیتا ہے تو میں تمہیں ایک عورت کا بتلاؤں گا، جب

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت، ح: 5886

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت، ح: 5886 - صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: 2180

وہ سامنے آتی ہے تو چار بَل پڑتے ہیں اور واپس مُڑتی ہے تو آٹھ بَل پڑتے ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔''

عرب لوگوں کے ہاں اس عورت کو بہت خوبصورت سمجھا اور پسند کیا جاتا تھا جو فربہ جسم والی ہو، ایسی عورت کو اس بات سے تعبیر کیا جاتا تھا کہ وہ جب آتی ہے تو اس کے جسم کے سامنے حصے پر چار بَل پڑتے ہیں اور جب واپس جاتی ہے تو آٹھ بَل پڑتے ہیں۔ مذکورہ بالا ہیجڑا بھی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایسی ہی عورت کا طمع دے رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس اخلاق باختہ بات کو ناگوار سمجھا اور اسے گھر سے نکال دینے کا حکم فرمایا۔

عورتوں کے فتنے سے بچاؤ

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)).[1]

''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا فِتْنَةَ الدُّنْيَا وَفِتْنَةَ النِّسَاءِ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِتْنَةَ النِّسَاءِ)).[2]

''یقیناً دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا میں دوسروں کا جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ سو تم دنیا اور عورتوں کے فتنے سے بچے رہنا، کیونکہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ہی فتنہ تھا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّارَ مِنَ النَّاسِ الْأَجْوَفَانِ)). قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الْأَجْوَفَانِ؟ قَالَ: ((الْفَرْجُ وَالْفَمُ، أَتَدْرُونَ أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ، تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)).[3]

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب النكاح، باب ما يتقى من شوم المرأة، ح:5096-صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء وبيان الفتنة بالنساء، ح:2740

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء وبيان الفتنة بالنساء، ح:2742-سنن ترمذى، أبواب الفتن، باب ما جاء ما أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، ح:2191-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة النساء، ح:4000

[3] [حسن] سنن ترمذى، أبواب البروالصلة، باب ما جاء فى حسن الخلق، ح:2004-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، ح:4246-سلسلة الأحاديث الصحيحة:977

''لوگوں کوسب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والے دو پیٹ ہیں۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ دو پیٹ کونسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرمگاہ اور منہ۔ کیاتم جانتے ہو کہ لوگوں کوسب سے زیادہ جنّت میں لے جانے والے کونسے عمل ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔''

یعنی اگر آدمی نے اپنی شرمگاہ کا حرام جگہ میں استعمال کیا تو جہنم میں جائے گا اور اگر اللہ سے ڈرتا رہا اور اسے جائز جگہ یعنی اپنی بیوی پر ہی استعمال کیا تو جنت میں جائے گا۔

نامحرم مرد وعورت کے لیے ایک دوسرے کو دیکھنے کی ممانعت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: 30]

''(اے پیغمبر!) مومن مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکائے رکھیں۔''

اور فرمایا:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ [النور: 31]

''(اے پیغمبر!) مومنہ عورتوں سے (بھی) کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي وَزِنَاهُ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهُمُّ أَوْ يَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ)). [1]

''ہر ابنِ آدم کے لیے زنا کا کچھ حصہ ہے، آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا (نامحرم اور ناجائز اسور کو) دیکھنا ہے، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چھونا ہے، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چل کر جانا ہے، منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا چومنا ہے اور دِل (کسی کام کا) ارادہ یا خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

یعنی شہوت کی نیت سے اعضائے جسمانی کے ساتھ جو بھی کام کیا جائے گا وہ زنا ہوگا، مثلاً اگر کسی عورت کو گندی نظر سے دیکھتا ہے تو یہ آنکھوں کا زنا ہوگا اور اس کے نامۂ اعمال میں اس کا گناہ لکھا جائے گا، یا کسی کو ہاتھ سے چھوتا ہے تو ہاتھ کا، یا کسی فاحشہ کے پاس پاؤں سے چل کر جاتا ہے تو پاؤں کا، یا کسی سے بوس وکنار کرتا ہے تو منہ کا زنا اور گناہ لکھا جائے

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ح: 6243 صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیره، ح: 2657

گا۔ یعنی اگر اس نے ملاپ کر کے شرمگاہ کے ذریعے زنا نہیں بھی کیا تو پھر بھی مذکورہ تمام کاموں کے ارتکاب سے بھی اس کے اعضائے جسمانی کے حصے کا گناہ لکھ دیا جائے گا۔ اس لیے بے حیائی کے چھوٹے سے چھوٹے کام سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ آخر میں فرمایا کہ ان تمام امور کے سارا معاملہ دل کے فیصلے پر موقوف ہو جاتا ہے۔ اگر دل نے بے حیائی کے ارتکاب کا ارادہ کر لیا تو شرمگاہ تو شرمگاہ اس کی تصدیق یعنی وہ کام سرانجام دیتی ہے اور اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگیا اور وہ عذاب الٰہی سے ڈر گیا تو شرمگاہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ اس لیے دل کی اصلاح اور نیکی و تقویٰ کے کاموں پر ثابت رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے، تاکہ صغیرہ وکبیرہ تمام گناہوں سے محفوظ رہا جا سکے۔

غیر ارادی طور پر نظر پڑ جانے کی معافی

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفَجْأَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي. [1]

''میں نے نبی ﷺ سے اچانک (غیر ارادی طور پر) پڑنے والی نظر کے بابت پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر پھیر لوں۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غیر ارادی طور پر پڑنے والی نظر کو فوراً پھیر لینا واجب ہے، جیسا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک نظر پڑنے پر دوسری نظر مت مار، کیونکہ تیرے لیے پہلی نظر (کی معافی) ہے اور دوسری نظر کی نہیں۔ اس فرمان سے آپ ؐ کی فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى سے مراد یہ ہے کہ تو پہلی نظر ہی مار سکتا ہے جو غیر ارادی طور پر اچانک پڑ گئی ہو، اور وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ سے مراد یہ ہے کہ ایک نظر پڑ جانے کے بعد پھر اس کی طرف دیکھتا مت رہ بلکہ اپنی نظر کو موڑ لے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّهُ يُضْمِرُ مَا فِي نَفْسِهِ)). [2]

''یقیناً عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے، سو تم میں سے

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الآدب، باب نظر الفجاءة، ح:2159-سنن أبوداود، کتاب النکاح، باب ما یومر به من غض البصر، ح:2148-سنن ترمذی، أبواب اللباس، باب ما جاء في نظرة الفجاءة، ح:2776

[2] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه...، ح:1403-سنن أبوداود، کتاب النکاح، باب ما یومر به من غض البصر، ح:2151

جوکوئی اسے دیکھے تو اسے اپنی بیوی کے پاس آنا چاہیے، کیونکہ یہ اس کے دِل کے جذبات کو رازداری سے پورا کرنے والی چیز ہے۔''

شیطان ہردم انسان کو بہکانے کی تاک میں رہتا ہے اور عورت اس کا بڑا ہتھیار ہے، پھر انسان میں نفسانی جذبات کا اُبھر آنا بعید از امکان نہیں ہے لیکن ان پر قابو پانا اور ان کی جائز طور پر تکمیل کرنا حقیقی مسلمان کی علامت ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے انسان کی اس کمزوری کا حل بتلا دیا کہ جب کسی غیر عورت کو دیکھ کر کچھ خیالات پیدا ہونے لگیں تو فوراً اپنی بیوی کے پاس آ کر اپنی حاجت کی جائز تکمیل کر لینی چاہیے، تاکہ کسی برائی کا ارتکاب کرنے سے بچ جائے۔''

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنے کی ممانعت

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ)).[1]

''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ ہرگز خلوت اختیار نہ کرے، اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان وہاں موجود ہوتا ہے۔ (مسند احمد: ۱۱۴) یعنی اس روایت میں آپ ﷺ نے نامحرم مرد و عورت کو تنہائی اور علیحدگی میں اکٹھے ہونے سے ممانعت کی وجہ بتلا دی ہے کہ ان دونوں کے پاس تیسرا شیطان بھی موجود ہوتا ہے، جو مرد و زن میں سے ہر ایک کے دل میں برے وساوس اور غلط خیالات ڈالتا ہے، چونکہ بہ فرمان نبوی ﷺ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، تو اس لیے یہ اس وقت ان دونوں کے جذبات کو ابھارنے اور برائی پر اکسانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس کبیرہ گناہ کے سدِ باب کے لیے اس کام سے ہی منع کر دیا گیا جو اس کا سبب بن سکتا ہے۔

محرم رشتے داروں کا بیان

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب من اكتتب في جيش فخرجت امرأته حاجة، 3006 - صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: 1341

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾[النور: 31]

''اورعورتیں اپنی زینت کوظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جوازخودظاہر ہوجائے، اوراپنے گریبانوں پراوڑھنیاں ڈالے رہیں، اوراپنی آرائش کوکسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یااپنے باپوں کے، یااپنے سسروں کے، یااپنے بیٹوں کے، یااپنے خاوندکے(کسی اوربیوی سے) بیٹوں کے، یااپنے بھائیوں کے، یااپنے بھتیجوں کے، یااپنے بھانجوں کے، یااپنے میل جول کی عورتوں کے، یاغلاموں کے، یاایسے نوکر چاکر مردوں کے جوشہوت والے نہ ہوں، یاایسے بچوں کے جوعورتوں کی پردے کی باتوں سے مطلع نہ ہوں۔''

ہر وہ شخص جس کے ساتھ عورت نسب یارضاعت کی بناء پرشادی نہ کرسکتی ہو وہ اس کے لیے محرم ہے، اس میں عورت کے چچااور ماموں شامل ہیں کیونکہ بھتیجوں اور بھانجوں کے ذکر سے چچاؤں ماموؤں پربھی تنبیہ ہے۔اورمیل جول کی عورتوں میں صرف مسلمان عورتیں داخل ہیں جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو یہ لکھ کربھیجا کہ بعض مسلمان عورتیں جب غسل خانوں میں جاتی ہیں توان کے ساتھ اہلِ کتاب عورتیں بھی چلی جاتی ہیں توانہوں نے عورتوں کواس سے منع فرمادیا۔(السنن الکبری للبیهقی:153/7-مصنف عبدالرزاق:1295) ایک اورروایت میں یوں وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اورروزِ آخرت پرایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائزنہیں ہے کہ اس کی ہم مذہب عورت کے سواکوئی عورت اس کے سترکودیکھے۔(السنن الکبری للبیهقی:153/7) اورغلاموں کے استثناء سے متعلقہ ایک روایت یوں ہے کہ امہات المومنین جب اپنے کسی مکاتب غلام سے بات چیت کرتیں یاانہیں کوئی کام وغیرہ کہنے لگتیں تواپنا پردہ ہٹادیا کرتی تھیں، جب فارغ ہوجاتیں توپھرپردہ کرلیا کرتیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا. قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ)).[1]

''نبی ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کرآئے، جسے آپؐ نے ان کو ہبہ کیا تھا، راوی

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب اللباس، باب في العبد ينظر إلى شعر مولاته، ح:4106

کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ کے پاس ایک ہی کپڑا تھا جسے وہ سر پہ اوڑھتیں تو ان کے پیروں تک نہیں پہنچتا تھا اور پیروں کو ڈھانپتیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا، جب نبی ﷺ نے ان کی اس الجھن کو دیکھا تو فرمایا: اس سے تجھے کوئی خدشہ نہیں ہے، یہ تو تمہارا باپ بھی ہے اور غلام بھی۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ ''یا ایسے نوکر چاکر مرد کہ جو شہوت والے نہ ہوں'' کی تفسیر میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ان سے مراد وہ مرد ہیں جو لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرتے ہوں اور سمجھدار نہ ہوں، انہیں عورتوں کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ہی وہ ان میں نفسانی رغبت رکھتے ہیں۔ امام شعبیؒ فرماتے ہیں: ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورتوں کی کوئی خواہش اور ضرورت نہیں ہوتی، طاؤسؒ اور حسنؒ کا بھی یہی قول ہے۔ امام مجاہدؒ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾ ''یا ایسے بچے جو عورتوں کی پردے کی باتوں سے مطلع نہ ہوں۔'' کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بچے ہیں جو چھوٹی عمر کی وجہ سے یہ تک نہیں جانتے ہوتے کہ عورتیں کیا ہیں؟ اور ابوزبیر جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُمِ سلمہؓ نے نبی ﷺ سے سینگی لگوانے کے بارے میں نبی ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ابوطیبہ کو حکم فرمایا کہ وہ انہیں سینگی لگا دیں، راوی کہتے ہیں کہ چونکہ وہ امِ سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے اور اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور نابالغ بچوں کو پردے کے ان تین اوقات میں خصوصی طور پر اجازت لے کر اندر آنے کا حکم فرمایا ہے: ❶ قبل از فجر، جب میاں بیوی خلوت اختیار کرتے ہیں ❷ دوپہر کے وقت ❸ نمازِ عشاء کے بعد۔ ان تینوں اوقات کا بیان آیتِ استئذان یعنی اجازت طلب کرنے کے حکم کے بابت جو آیت نازل ہوئی تھی اس میں مذکور ہے، ملاحظہ ہو: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ [النور: 59]. ''اے ایمان والو! لازم ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں، تین اوقات میں اجازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں: صبح کی نماز سے پہلے، اور دوپہر کو جبکہ تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لیے پردے کے وقت ہیں۔ ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر، تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔''

ثمامہ بن عبداللہ بن انس بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَنَسًا كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ.[1]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ خوشبو کا تحفہ ٹھکرایا نہیں کرتے تھے، اور ان کا موقف تھا کہ نبی ﷺ بھی خوشبو کو نہیں ٹھکراتے تھے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ)).[2]

''جسے خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے، کیونکہ یہ انتہائی ہلکے سے وزن کی اور بہت ہی اچھی مہک والی ہوتی ہے۔''

نافع روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ غَيْرِ مُطَرَّاةٍ، وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[3]

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی خوشبو کی دھونی لیتے تو عود کی لیتے جس میں کوئی اور چیز نہ ملی ہوتی، یا کافور کو عود کے ساتھ ملا کر لیتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح خوشبو لگایا کرتے تھے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.[4]

''نبی ﷺ کے پاس خوشبو کی ایک شیشی تھی جس سے آپؐ خوشبو لگایا کرتے تھے۔''

---

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب من لم يرد الطيب، ح:5929-سنن ترمذی، أبواب الأدب، باب ما جاء في كراهية رد الطيب، ح:2789

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب، ح:2253-سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب في رد الطيب، ح:4172-سنن نسائی، كتاب الزينة، باب الطيب، ح:5259

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب، ح:2254

[4] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب ما جاء في استحباب الطيب، ح:4162-صحيح الجامع للألبانی:4831

مردوں اور عورتوں کو کیسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے؟

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ، وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ، وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ)). قَالَ: وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ. قَالَ: وَقَالَ: ((أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لَا لَوْنَ لَهُ، أَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ)). قَالَ سَعِيدٌ: إِنَّمَا حَمَلْنَا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ، وَأَمَّا عِنْدَ زَوْجِهَا فَإِنَّهَا تَطَيَّبُ بِمَا شَاءَتْ. ❶

''میں ارغوان پر سواری نہیں کرتا، نہ میں زرد لباس پہنتا ہوں اور نہ ہی ایسی قمیض کہ جس کی آستینوں پر ریشم کی کڑھائی کی گئی ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ حسن؄ نے اپنی قمیض کے گریبان کی طرف اشارہ کیا، اور (آپ ﷺ نے) فرمایا: آگاہ رہو! مردوں کی خوشبو ایسی ہو کہ جس کی مہک تو ہو لیکن اس کا رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو کہ جس کا رنگ ہو لیکن مہک نہ ہو۔''

سعید کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کے اس فرمان کو اس پر محمول کیا ہے کہ عورت کی ایسی خوشبو کا حکم اس وقت سے متعلق ہے جب وہ گھر سے باہر نکلے، لیکن اگر وہ گھر میں ہی ہو تو وہ خاوند کے سامنے جیسی چاہے خوشبو لگا سکتی ہے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ، وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ)). ❷

''جو بھی عورت معطر ہو کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ لوگوں کو اس کی خوشبو آئے تو وہ عورت زانیہ ہے، اور (اسے دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً مَرَّتْ بِهِ يَعْصِفُ رِيحُهَا، فَقَالَ: يَا أَمَةَ الرَّحْمَنِ، الْمَسْجِدَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَارْجِعِي فَاغْتَسِلِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ يَعْصِفُ رِيحُهَا فَلَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهَا صَلَاتَهَا حَتَّى تَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهَا فَتَغْتَسِلَ)) ❸

❶ [صحيح] سنن الكبرى للبيهقي: 3/269

❷ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الترجل ، باب ما جاء في المرأة تتطيب للخروج ، ح: 4173-سنن ترمذی ، أبواب الأدب ، باب ما جاء في كراهية خروج المرأة متعطرة ، ح: 2786-صحيح الجامع للألبانی: 323

❸ [صحيح] سنن أبوداود ، كتاب الترجل ، باب ما جاء في المرأة تتطيب للخروج ، ح: 4174-سنن ابن ماجه ، كتاب الفتن ، باب فتنة النساء ، ح: 4002-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1031

''ان کے پاس سے ایک عورت گزری جس سے بہت تیز خوشبو آ رہی تھی، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کی بندی! کیا تو مسجد میں جانا چاہ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، تو آپ ؓ نے فرمایا: اس کے لیے تُو نے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واپس جا اور غسل کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو بھی عورت تیز خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ تب تک اس کی نماز کو قبول نہیں فرماتا جب تک وہ واپس اپنے گھر آ کر غسل نہیں کر لیتی۔''

سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا)) [2]

''جب تم میں سے کوئی عشاء کی نماز پڑھنے جائے تو وہ خوشبو کو چھوئے بھی نہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)) [3]

''جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہو وہ ہمارے ساتھ نمازِ عشاء کے لیے (مسجد میں) نہ آئے۔''

عرب لوگ خوشبو لگانے کا ایک انداز یہ اپناتے تھے کہ وہ خوشبو کی دھونی لیا کرتے تھے، اس سے ان کے کپڑوں اور جسم میں خوشبو رچ بس جاتی تھی اور بہت دیر تک ختم نہیں ہوتی تھی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَلْيَخْرُجْنَ إِذَا خَرَجْنَ تَفِلَاتٍ)). [4]

''تم اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے مت روکو، اور انہیں بھی چاہیے کہ جب وہ باہر نکلیں تو بغیر خوشبو لگائے نکلیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَأَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ)). [5]

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة وأنها لا تخرج مطيبة، ح:443

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة وأنها لا تخرج مطيبة، ح:444-سنن أبوداود، كتاب الترجل، باب ما جاء في المرأة تتطيب للخروج، ح:4175

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ح:565-مسند أحمد:2/438-إرواء الغليل للألباني:515 .

[4] [حسن] السنن الكبرى للبيهقي:3/132-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2142

''عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے یہ اس کے لیے اپنے حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور عورت اپنے حجرے میں نماز پڑھے یہ اس کے لیے اپنے گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور وہ گھر کے احاطے میں نماز پڑھے تو یہ اس کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ)). ❶

''تم اپنی لونڈیوں کو مسجدوں (میں جانے) سے نہ روکو، البتہ ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔''

عمرہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ آپؓ نے فرمایا:

لَوْ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قُلْنَا: أَوَمُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. ❷

''رسول اللہ ﷺ کی (وفات) کے بعد جو نئے نئے کام عورتوں نے اختیار کر لیے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کر دیتے جس طرح کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔ ہم نے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔''

سُرمے کا بیان

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ)). وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثًا فِي هٰذِهِ وَثَلَاثًا فِي هٰذِهِ. ❸

''اِثمد (کا استعمال) اپنے اوپر لازم کر لو، کیونکہ یہ نظر تیز کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سُرمے دانی ہوا کرتی تھی جس سے آپؐ روزانہ رات کو سُرمے کی تین سلائیاں اس آنکھ میں ڈالتے تھے اور تین اس آنکھ میں۔''

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ح:567-مسند أحمد:43/2-إرواء الغليل للألباني:515

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس، ح:869-صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة وأنها لا تخرج مطيبة، ح:445

❸ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب اللباس، باب ما جاء في الاكتحال، ح:1757-

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کھیل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُنَّ أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُمَا أَيَّامُ عِيدٍ))، وَتِلْكَ أَيَّامُ مِنًى وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِثَوْبِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا جَارِيَةٌ. [1]

''ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس دو بچیاں بیٹھی گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ کپڑے سے منہ ڈھانپے پڑے ہوئے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو، کیونکہ یہ عید کے دن ہیں۔ یہ منیٰ کے دن تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے کپڑے کے ساتھ پردے میں کر رہے تھے اور میں ان حبشی لوگوں کی طرف دیکھ رہی تھی جو مسجد میں کھیل رہے تھے، اور اس وقت میں ابھی بچی تھی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِثَوْبِهِ لِأَنْظُرَ إِلَى لَعِبِهِمْ بَيْنَ أُذُنِهِ وَعَاتِقِهِ، ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجْلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهْوِ. وَقَالَتْ فِي الْحَدِيثِ: كَانَ يَوْمُ عِيدٍ تَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ. [2]

''اللہ کی قسم! میں نے اپنے حجرے کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کو کھڑے دیکھا اور حبشی لوگ نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے، اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے کپڑے سے چھپا رہے تھے تاکہ میں آپ ؐ

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، ح:949-صحيح مسلم، كتاب العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ح:892

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الصلاة، باب أصحاب الحراب في المسجد، ح:454-صحيح مسلم، كتاب العيدين، باب الرخصة في االعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ح:892

کے کان اور کندھے کے درمیان سے ان کے کھیل کو دیکھ سکوں، پھر آپ ﷺ میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں واپس آ گئی، سو تم ایک نوعمر بچی کا کھیل کو دیکھنے کے شوق کا اندازہ لگا سکتے ہو، اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی حدیث میں بیان فرمایا: یہ عید کا دن تھا اور سیاہ فام لوگ ڈھال اور نیزوں سے کھیل رہے تھے۔"

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نیزوں کے ساتھ کھیلنے کے جواز پر دلالت ہے (اور یہ جواز) اس وجہ سے ہے کہ اس کھیل میں دشمن سے جنگ کی تیاری بھی ہوتی ہے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان کی طرف دیکھنا اس وجہ سے تھا کہ وہ ابھی چھوٹی بچی تھیں اور بالغ عورتوں کی عمر تک نہیں پہنچی تھیں اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم

چوسر (کیرم بورڈ اور لڈو وغیرہ) کھیلنے کی ممانعت

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ)) [1]

"جس نے چوسر کھیلا اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں اپنے ہاتھ ڈبوئے۔"

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)). [2]

"جس نے چوسر کے ساتھ کھیلا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔"

شطرنج کھیلنے کی ممانعت

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی ممانعت تو چوسر سے بھی بالاولیٰ ہے، اور آپؒ نے یہ قول پورے یقین سے اس کی ممانعت کے بارے میں ثبوتِ خبر کی بناء پر فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں شطرنج کی کراہیت پر نص بھی وارد ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

اَلشِّطْرَنْجُ هُوَ مَيْسِرُ الْأَعَاجِمِ [3]

"شطرنج عجمیوں کا جُوا ہے۔"

---

[1] [صحیح] صحیح مسلم. کتاب الشعر. باب تحریم اللعب بالنردشیر، ح:2260-سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في النهي عن اللعب بالنرد، ح:4939-سنن ابن ماجه، کتاب الأدب، باب اللعب بالنرد، ح:3763

[2] [حسن] سنن أبوداود. کتاب الأدب. باب في الأرجوحة، ح:4937-سنن ابن ماجه، کتاب الأدب، باب اللعب بالنرد. ح:3762-إرواء الغليل للألباني:2670

[3] السنن الکبری للبیهقی:10/358-شعب الایمان للبیهقی:8/468-مصنف ابن أبی شیبة:5/286

کبوتر بازی کی مذمت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَى رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَةً، فَقَالَ: ((شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَةً)).[1]

"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کبوتری کا پیچھا کر رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان، شیطانی کاموں کے پیچھے ہی چلتا ہے۔"

جھولے لینا کیسا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھولا تیار کرنے کے بارے میں ایک روایت مروی ہے، اور آپؓ فرماتی ہیں کہ أَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ "میرے پاس اُمِ رومان آئیں اور میں جھولے میں بیٹھی ہوئی تھی۔"[2]

یہ مدینہ آمد کے ابتدائی دنوں کا واقعہ ہے۔

اَلْمَرَاجِیح جمع ہے الأرجوحۃ کی، اور اس کا معنیٰ پھسلنے اور جھولنے کا تختہ ہے، یعنی گھروں میں مستعمل بچوں کے جھولوں کے علاوہ پارکوں اور تفریحی مقامات پر لگے جھولے بھی اسی میں شامل ہیں۔ اور ان کے بابت درست بات یہی ہے کہ جھولے وغیرہ میں بیٹھنا ممنوع نہیں ہے، کیونکہ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل موجود ہے جو صحیح مسلم کی روایت میں بیان ہوا ہے، چنانچہ اس سے جواز کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ البتہ یہ صرف بچوں کے لیے ہی ہونے چاہئیں کیونکہ کسی عقلمند اور سنجیدہ شخص کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ ایسی چیزوں سے جی للچائے، اور سیدہ عائشہؓ کا یہ عمل بھی ان کے بچپن کے زمانے کا ہے، جیسا کہ اسی روایت میں مذکور ہے کہ یہ واقعہ مدینہ آمد کے ابتدائی دنوں کا ہے، اور مدینہ آمد کے وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر آٹھ اور نو برس کے درمیان تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يَأْتِينِي صَوَاحِبِي فَيَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.[3]

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في اللعب بالحمام، ح:4940- سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب اللعب بالحمام، ح:3765- صحيح الجامع للألباني:3724

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تزويج الأب البكر الصغيرة، ح:1422

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح:6130- صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها، ح:2440

"میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی، میری سہیلیاں میرے پاس آ جایا کرتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر بھاگ جاتی تھیں، فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور وہ میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔"

یعنی بچیوں کا آپس میں کھیلنا کودنا جائز ہے۔

ساز کے بغیر گانا

بغیر ساز کے گانے کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اسے پیشہ بنا لے تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ ناپسندیدہ شغل ہے جو باطل کے مشابہ ہے اور ایسے شخص کو بیوقوف اور غیر مہذب قرار دیا جائے گا اگرچہ یہ فعل حرام نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو ایسے گانے کی طرف منسوب نہیں کرتا اور نہ اسے اس کے لیے کچھ انعام دیا جاتا ہے اور نہ اس پر کوئی سزا عائد ہوتی ہے بلکہ وہ بس اسی قدر معروف ہوتا ہے کہ وہ بعض حالتوں میں گنگناتا ہے تو ایسے شخص کا حقِ شہادت ختم نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ روایت ہے جس میں یہ بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یومِ بعاث کو ان کے پاس تشریف لائے تو دو بچیاں وہاں بیٹھی گا رہی تھیں حالانکہ وہ کوئی گانے والیاں نہیں تھیں، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں یہ شیطانی باجے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! ہر قوم کا ایک خوشی کا دن ہوتا ہے اور یہ ہمارا خوشی کا دن ہے۔ [1]

اسی طرح بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گنگنا کر اشعار پڑھنا مروی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی بدویوں کے گیت اور حدی سننا ثابت ہے۔ البتہ اس بات کا خیال رہے کہ وہ اشعار فحش الفاظ، غیر شرعی و غیر اخلاقی فقرات اور عشق و محبت کے اظہار والے کلمات پر مبنی نہ ہوں کیونکہ یہ ممنوع و حرام ہے۔ مذکورہ بالا روایت میں مذکور جو دو بچیاں گا رہی تھیں وہ اس وقت کی تہذیب کے مطابق پڑھے جانے والے وہ اشعار تھے جن میں ان کے آباء و اجداد کی بہادری یا اسلامی فتوحات کا ذکر تھا، یا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ کی نعت بیان ہوتی تھی۔ تو ایسی چیزوں کو خوبصورت آواز اور اچھی طرز میں گا کر پڑھنا جائز ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل موجود ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے گانے گانا ثابت کرے تو اس کی بات قطعی طور پر نامعقول ہوگی، کیونکہ نقلاً بھی اس کی کوئی دلیل موجود نہ ہونے کے علاوہ عقلاً بھی یہ بات ناقابل تسلیم ہے کہ نبی ﷺ کی موجودگی میں ان بچیوں نے کوئی ایسے اشعار پڑھے ہوں کہ جو آج کل کے فحش گانوں کے مشابہ ہوں۔ (معاذاللہ)

[1] صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب سنة العيدين لأهل الإسلام، ح:952- صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، ح:892

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنْشَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ قَوْلِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُولُ: هِيهْ، هِيهْ، ثُمَّ قَالَ: ((كَادَ فِي شِعْرِهِ لَيُسْلِمُ)). [1]

''میں نے نبی ﷺ کو اُمیہ بن ابی صلت کے اشعار کے سو قافیے سنائے، آپ ﷺ ہر شعر پہ فرماتے کہ اور سناؤ، اور سناؤ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے شعروں سے لگتا ہے کہ قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔''

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیہ بن صلت کے اشعار کو پسند فرمایا اور شریدؓ سے مزید سنانے کی خواہش ظاہر کی، کیونکہ ان میں توحیدِ باری تعالیٰ اور قیامت کا ذکر تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جن اشعار میں فحش مضمون نہ ہو ان کا پڑھنا اور سننا جائز ہے، خواہ زمانۂ جاہلیت کے ہی اشعار ہوں۔

سیدنا اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)) [2]

''یقیناً بعض شعر بھی پُر حکمت ہوتے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحْدَى لَهُ فِي السَّفَرِ، وَأَنَّ أَنْجَشَةَ كَانَ يَحْدُو بِالنِّسَاءِ، وَالْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ يَحْدُو بِالرِّجَالِ۔ [3]

''سفر میں نبی ﷺ کا ایک حدی خواں ہوا کرتا تھا، اور انجشہ عورتوں کو لے کر چلا کرتے تھے اور براء بن عازبؓ مردوں کو لے کر چلا کرتے تھے۔''

حدی خواں سے مراد وہ شخص ہوتا تھا جو دورانِ سفر ایک مخصوص قسم کا گیت گا کر اونٹوں کو ہانکتا تھا اور اونٹ اس کی یہ خاص آواز اور گیت سن کر تیز چلا کرتے تھے، عرب اپنے سفروں میں ایسے حدی خوانوں کو عموماً ساتھ رکھا کرتے تھے۔ تو یہاں جس گیت کا ذکر ہوا ہے وہ عشقیہ الفاظ وکلمات پر مشتمل ہوائے نفس کی تکمیل کرنے والا نہیں ہے بلکہ یہ محض اونٹوں کو چلانے کے لیے گایا جاتا تھا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، وَكَانَتْ أُمِّي مَعَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الشعر، الباب الأول، ح:2255۔ مسند أحمد:389/4

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه، ح:6145۔ سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الشعر، ح:5010

[3] [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي:227/10

وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَنْجَشَةُ، كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيرِ)). [1]

''نبی ﷺ کا ایک حدی خواں تھا جسے انجشہ کے نام سے پکارا جاتا تھا، اور میری والدہ نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ تھیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے انجشہ! اس طرح آرام سے لے کر چل جس طرح شیشوں کو لیجایا جاتا ہے۔''

البتہ نبی ﷺ کا جو یہ فرمان ہے کہ:

((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)) فَمَعْنَاهُ وَاللهُ أَعْلَمُ: أَنْ يَمْتَلِئَ قَلْبُهُ حَتَّى يَغْلِبَ عَلَيْهِ فَيَشْغَلَهُ عَنِ الْقُرْآنِ، وَعَنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ [2]

''آدمی کے لیے اپنا پیٹ شعروں سے بھرنے سے بہتر یہ ہے کہ وہ اسے پیپ سے بھر لے۔ تو اس کا معنٰی یہ ہے کہ آدمی کا شعروں میں اس قدر دل لگنے لگ جائے کہ اشعار ہی اس پر غالب رہیں اور وہ اسے قرآنِ کریم کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی سے بھی غافل کر دیں۔''

پیٹ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے بس اشعار سے ہی دلچسپی رہے اور اس کے علاوہ اسے کچھ آتا ہی نہ ہو۔ ویسے تو حمد و نعت، جہادی، فکری اور با مقصد اشعار پڑھنے میں چنداں کوئی قباحت نہیں لیکن اگر متذکرہ بالا صورت ان میں بھی پیدا ہو جائے یعنی جیسا کہ امام بیہقیؒ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ اس پر اشعار کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ یہ عادت اسے تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی سے بھی غافل کر دے، تو اس صورت میں نیکی اور اچھائی کے حامل اشعار پڑھنے اور سننے والا بھی اسی حدیث کا مصداق بن جائے گا، چہ جائیکہ وہ لغو و بے مقصد اشعار پڑھے اور سنے۔

خوشی سے جھومنے کی اباحت

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: اَلْحَجَلُ سے مراد یہ ہے کہ خوشی میں ایک پاؤں کو اٹھا کر اچھلنا کودنا۔ جب انسان ایسا اللہ رب العزت کی عطا کردہ کسی ایک نعمت یا تمام نعمتوں پر خوشی کے جذبات سے لبریز ہو کر کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے، لیکن جب کوئی اس طرح جھومے اور ناچے کہ جو مردوں کے اخلاق و عادات کے منافی ہو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے عورتوں کی مشابہت لازم آتی ہے۔

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفا. ح: 6202 - صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب في رحمة النبي صلى الله عليه وسلم للنساء وأمر السواق مطاياهن بالرفق بهن، ح: 2323

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان الشعر، ح: 6155 - صحیح مسلم، کتاب الشعر، الباب الأول، ح: 2257

سازکے ساتھ گانا بجانے پر وعید

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَيَشْرَبَنَّ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، وَتُضْرَبُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتُ، يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ)). ❶

''میری اُمت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور وہ اس کا (نام بدل کر) کوئی اور نام رکھ لیں گے اور گانے والیاں انہیں ساز بجا کر گانے سنائیں گی، اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں گے اور انہیں بندر اور پتھر بنا دیں گے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ)). ❷

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جُوا اور طبلہ حرام کیا ہے۔''

دورانِ سفر جانوروں کے گلے میں گھنٹی باندھنے یا تانت لٹکانے کی مذمت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ)). ❸

''گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ وَلَا كَلْبٌ)). ❹

''فرشتے اس جماعت (قافلے) کی صحبت اختیار نہیں کرتے جس جماعت میں گھنٹی اور کتا ہو۔''

❶ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات، ح:4020-سلسلة الأحاديث الصحيحة:90

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأشربة، باب في الأوعية، ح:3696-مسند أحمد:2/165-صحيح الجامع للألباني:1748

❸ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح:2114-سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في تعليق الأجراس، ح:2556

❹ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح:2113-سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في تعليق الأجراس، ح:2555-سنن ترمذي، أبواب الجهاد، باب ما جاء في كراهية الأجراس على الخيل، ح:1703

سیدنا ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا مَوْلَاهُ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ: ((لَا تُبْقِي فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ - أَوْ قِلَادَةً - إِلَّا قُطِعَتْ)) قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْعَيْنِ. [1]

''کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے اپنے غلام زیدؓ کو (یہ اعلان کرنے کے لیے) بھیجا، جبکہ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے، کہ جس بھی اونٹ کے گلے میں تانت کا ہار ہو، یا (فرمایا:) جو بھی ہار ہو وہ کاٹ دیا جائے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ یہ نظر کی وجہ سے ہوتے تھے۔''

عرب اپنے اونٹوں کو نظر لگ جانے کے خدشے کی وجہ سے ان کے گلے میں پیتل یا تانبے کی تار کا بنا ہوا ہار پہنا دیا کرتے تھے، تاکہ وہ نظرِ بد سے محفوظ رہے، جیسا کہ ہمارے ہاں بھی گاڑی، دکان یا مکان وغیرہ پر ایسی ہی کوئی چیز بلکہ جوتا تک لٹکا دیا جاتا ہے اور اسے نظر لگنے سے مانع سمجھا جاتا ہے، یہ انتہائی لغو اور بے فائدہ امور ہیں کیونکہ بہ فرمانِ نبوی ﷺ ایسی چیزیں اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کو نہیں مٹا سکتیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ان کے باوجود بھی ہو کر ہی رہتا ہے۔ چونکہ یہ تقدیر کا اور اعتقادی مسئلہ تھا اس لیے نبی ﷺ نے منع فرمایا اور ہر مسلمان کو اس فاسد سوچ کو ختم کرکے تقدیر پر کامل ایمان رکھنا چاہیے۔

لید کھانے والے اور سست جانور پر سواری کی ممانعت

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيِّ السِّقَا، وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ. [2]

''رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پینے سے اور سست و کاہل جانور اور لید کھانے والے جانور پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فَمِ السِّقَا وَالْمُجَثَّمَةِ.

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب ما قيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل، ح:3005-صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير، ح:2115

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأشربة، باب الشرب من فم السقاء، ح:5629-

"رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی پیا جائے اور سُست وکاہل جانور پر سواری کی جائے۔"

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نُهِيَ عَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ. ❶

"لید کھانے والے جانور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي الْإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا. ❷

"رسول اللہ ﷺ نے لید کھانے والے اونٹوں پر سواری کرنے اور ان کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔"

چہرے پر مارنے کی ممانعت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَشْمِ فِي الْوَجْهِ، وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ. ❸

"رسول اللہ ﷺ نے چہرے کو گودنے اور چہرے پہ مارنے سے منع فرمایا۔"

جانور پر بیٹھ کر اسے کھڑا کیے رکھنے کی ممانعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ، فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَاتِكُمْ)). ❹

"اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے تابع اس لیے کیا ہے

❶ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في ركوب الجلالة، ح:2557

❷ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في ركوب الجلالة، ح:2558

❸ [صحیح] صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ح:2116-سنن ترمذی، أبواب الجهاد، باب ما جاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه، ح:1710

❹ [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، ح:2567-سلسلة الأحاديث الصحيحة:22

تا کہ یہ تمھیں ایسے شہر پہنچا سکیں جہاں تمہارا اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر پہنچنا ممکن نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو بنایا ہے سو تم اپنی ضروریات اس پر پوری کر لیا کرو۔''

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ارْكَبُوا هَذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً وَايْتَدِعُوهَا سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوهَا كَرَاسِيَّ)). [1]

''تم ان جانوروں پر مکمل طور پر سواری کرو، ان پر قرار پکڑو اور انہیں کرسیاں مت بناؤ۔''

منبر اور کرسیاں بنانے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کھڑا کر کے اوپر مت بیٹھ رہو اور انہیں بے جان مت سمجھو۔ بلکہ اگر کہیں کچھ دیر ٹھہرنا یا کسی سے باتیں کرنا یا کسی کے انتظار میں رکنا مقصود ہو تو اس صورت میں جانور کے اوپر سے اُتر جائے اور جانور کو بٹھا دے، تا کہ وہ اس شخص کا بوجھ اٹھائے تکلیف میں مبتلا نہ کھڑا رہے۔

رخصت اور الوداع کرنا مسنون عمل

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

مَشَى مَعَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ حِينَ وَجَّهَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((انْطَلِقُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ أَعِنْهُمْ))، وَرُوِّينَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَيَّعَ جَيْشًا فَبَلَغَ عَقَبَةَ الْوَدَاعِ قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہؓ کو کہیں بھیجتے تو بقیع الغرقد (جنت البقیع) تک ان کے ساتھ آتے، پھر فرماتے: اِنْطَلِقُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ أَعِنْهُمْ ''اللہ کے نام پر چل پڑو، اے اللہ! ان کی مدد فرما۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو رخصت فرماتے تو عقبۃ الوداع کے پاس پہنچ کر (یہ دعا) فرماتے: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِمَ أَعْمَالِكُمْ ''میں تمہارے دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کے اچھے خاتموں کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔''

سوار ہوتے وقت کی دعا

ابولاس خزاعی بیان کرتے ہیں کہ:

حَمَلَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِبِلٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٍ لِلْحَجِّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

[1] [صحیح] مسند أحمد: 3/440-صحیح ابن حبان: 2002-مستدرك حاکم: 1/444-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 21

[2] [صحیح] السنن الکبری للبیهقی: 7/272-عمل اليوم والليلة لابن السنی: 498

مَا نَرَى أَنْ تَحْمِلَنَا هَذِهِ؟ فَقَالَ: ((مَا مِنْ بَعِيرٍ إِلَّا عَلَى ذُرْوَتِهِ شَيْطَانٌ، فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ إِذَا رَكِبْتُمُوهَا كَمَا أَمَرَكُمْ، ثُمَّ امْتَهِنُوهَا لِأَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا يَحْمِلُ لِلّٰهِ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (یعنی) کمزورلوگوں کو حج (کے سفر) کے لیے صدقے کے اونٹوں پر سوار کردیا، توانہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ان پر کیوں سوار کررہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی اونٹ ایسا نہیں جس کی کوہان پہ شیطان نہ ہو، سو جب تم ان پر سواری کروتو اللہ کا نام لوجیسا کہ اس نے تمہیں حکم دیا ہے، پھران کو اپنے نفس کی خدمت میں لگادو، کیونکہ انہوں نے (تمہیں) صرف اللہ کے لیے سوار کیا ہے۔''

اللہ کا ذکر اس طرح کروجیسے اس نے حکم دیا ہے سے مراد یہ ہے کہ سوار ہوتے وقت وہی دعا پڑھو جو اس نے تمہیں بتلائی ہے، اور وہ دعا آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

علی بن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ شَهِدَ عَلِيًّا حِينَ رَكِبَ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾ [الزخرف:14]، ثُمَّ حَمِدَ ثَلَاثًا وَكَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. ثُمَّ ضَحِكَ، فَقِيلَ: مَا يُضْحِكُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ، وَقَالَ: مِثْلَ مَا قُلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْنَا: مَا يُضْحِكُكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ لِلْعَبْدِ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا هُوَ)). [2]

''وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، جب وہ سوار ہوئے توانہوں نے اپنا پاؤں رکاب میں سوار رکھا اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی، پھر جب درست ہوکر بیٹھ گئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھا اور پھر یہ دعا پڑھی: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ''بہت پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا، حالانکہ ہم اس پر قابو پانے والے نہ تھے، اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کرنے والے ہیں۔'' پھر آپ نے تین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مرتبہ اور تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، پھر یہ دعا پڑھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں سو تو مجھے بخش دے، یقیناً تیرے سوا کوئی بھی گناہوں

[1] [حسن] مسند أحمد:4/221-مستدرك حاكم:1/444-سلسلة الأحاديث الصحيحة:227

[2] [حسن] مسند أحمد:1/97-عمل اليوم والليلة لابن السني:490

کونہیں بخش سکتا۔'' پھر آپ ہنس پڑے۔ پوچھا گیا: اے امیرالمومنین! کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا جیسے میں نے کیا اور اسی طرح کہتے دیکھا جیسے میں نے کہا، پھر آپ ﷺ ہنس پڑے، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندے پر تعجب ہے کہ جب وہ کہتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں، سو تو مجھے بخش دے، یقیناً تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ تو وہ یہ بات جانتا ہوتا ہے کہ اس کے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔''

عبداللہ بن سرجس بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ إِذَا سَافَرَ: مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.[1]

''نبی ﷺ جب سفر کرتے تو پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: سفر کی مشقتوں سے، رنجیدہ ومحروم لوٹنے سے، خیر کے بعد شر قبول کرنے سے، مظلوم کی بددعا سے اور اپنے اہلِ خانہ اور مال میں برائی دیکھنے سے۔''

خیر کے بعد شر قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کرنے سے پناہ یا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اطاعت بجالانے کے بعد معصیت کا ارتکاب کرنے سے پناہ۔

قحط زدہ اور زرخیز زمین میں چلنے کی کیفیت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا مِنَ الْأَرْضِ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّيْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهُ مَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ)). وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: ((وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ)).[2]

''جب تم سرسبز وشاداب زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دو، جب تم قحط زدہ زمین پر سفر کرو تو اس پر سے جلدی گزر جاؤ اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ ڈالو تو راستے سے ہٹ کر

[1] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره ، ح:1343-سنن ترمذى ، أبواب الدعوات ، باب ما يقول إذا خرج مسافراً ، ح:3439-سنن نسائى ، كتاب الاستعاذة ، باب الاستعاذة من الحور بعد الكور ، ح:5498

[2] [صحيح] صحيح مسلم ، كتاب الإمارة ، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير والنهي عن التعريس في الطريق ، ح:1926-سنن أبوداود ، كتاب الجهاد ، باب في سرعة السير والنهي عن التعريس في الطريق ، ح:2569-سنن ترمذى ، أبواب الأدب ، باب منه ، ح:2858

پڑاؤ کرو، کیونکہ رات کے وقت یہ رینگنے والے جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رات کو سفر کیا کرو، کیونکہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔"

سفر سے واپسی پر آرام کرنا مسنون عمل

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِاللَّيْلِ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَيْهِ نَصْبًا وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ. [1]

"نبی ﷺ جب رات کو سفر سے واپس آتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے کچھ دیر پہلے آتے تو اپنے بازو کو کھڑا کر کے اپنے سر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے تھے۔"

صبح سے کچھ دیر پہلے سونے کی اس خاص کیفیت کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ صبح کا وقت قریب ہوتا تھا اور اس کیفیت میں سونے سے چونکہ نیند زیادہ گہری نہیں آتی اس لیے نماز فجر کے لیے بیدار ہو جانا زیادہ ممکن ہوتا تھا۔

اکیلے سفر کرنے کی ممانعت

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِاللَّيْلِ أَبَدًا)). [2]

"اگر تم اکیلے سفر کرنے کے نقصانات کا پتہ چل جائے تو کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔"

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَحِبْتَ؟)) فَقَالَ: مَا صَحِبْتُ أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ)). [3]

---

[1] [صحيح] مسند أحمد:5/298-صحيح ابن خزيمة:2558-صحيح الجامع للألباني:4752

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب السير وحده، ح:2998-مسند أحمد:2/120

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في الرجل يسافر وحده، ح:2607-سنن ترمذي، أبواب الجهاد، باب ما جاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده، ح:1674-سلسلة الأحاديث الصحيحة:62

''ایک آدمی سفر سے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس سے) دریافت فرمایا: تمہارے ساتھ کون تھا؟ اس نے کہا: میں نے اپنے ساتھ کسی کو نہیں لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سوار ایک شیطان ہے، دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہیں۔''

جب زیادہ لوگ سفر کر رہے ہوں تو ایک کو امیر بنا لینا چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ)). [1]

''جب تین آدمی سفر کر رہے ہوں تو انہیں اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لینا چاہیے۔''

امیر بنانے سے ہر کام منظم انداز سے ہو جاتا ہے اور سفری امور میں ہر شخص کو فرداً فرداً پریشان ہونے کی بہ جائے امیر کے ہی انتظام و انصرام سے بآسانی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

سفر میں ایک دوسرے سے تعاون

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی ہجرتِ مدینہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فَلَمَّا خَرَجَا خَرَجَ مَعَهُ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَتَعَقَّبَانِهِ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ. [2]

''جب آپ دونوں مکہ سے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ عامر بن فہیرہ بھی تھے، آپ اسی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے مدینہ آن پہنچے۔''

سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے سفر میں بہ طورِ معاون ساتھ لیا تھا اور انہوں نے مدینے کا راستہ بتانے میں آپؐ کی مدد کی۔

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ. [3]

''ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، ہم چھ لوگ تھے اور ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔''

[1] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، ح:2609-ارواء الغليل للألباني:2454

[2] [صحیح] صحيح بخارى، كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه إلى المدينة، ح:3906-السنن الكبرى للبيهقى:258/5

[3] السنن الكبرى للبيهقى:258/5

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ اثْنَيْنِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلَاثَةً عَلَى بَعِيرٍ، وَكَانَ زَمِيلَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلِيٌّ، وَأَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَتْ إِذَا حَانَتْ عَقَبَتُهُمَا قَالَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ارْكَبْ نَمْشِي عَنْكَ، قَالَ: ((إِنَّكُمَا لَسْتُمَا بِأَقْوَى عَلَى الْمَشْيِ مِنِّي وَلَا أَنَا أَرْغَبُ عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا)). [1]

''بدر کے دن ہم دو آدمی ایک اونٹ پر سوار تھے اور تین آدمی ایک اونٹ پر، میرے ساتھی رسول اللہ ﷺ، علی رضی اللہ عنہ اور ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے، اور جب ان کی باری آئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار رہیے، آپ کے حصے کا ہم چل لیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم دونوں پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور نہ ہی میں تم دونوں کے مقابلے میں ثواب سے بے رغبتی اختیار کر سکتا ہوں۔''

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ایثار کا جذبہ دکھا کر اجر و ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو تو میں ایسا جذبہ کیوں نہ رکھوں؟

سواری پر پیچھے بیٹھنے کا بیان

سیدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ارْكَبْ وَأَتَأَخَّرُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا، أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي، تَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ لِي)) قَالَ: فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ، فَرَكِبَ. [2]

''رسول اللہ ﷺ چلے جا رہے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس کے پاس گدھا تھا، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ سوار ہو جائیے میں پیچھے ہو جاتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تو اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کا مجھ سے زیادہ حق رکھتا ہے، سوائے اس کے کہ تُو اپنا حق مجھے دے دے۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنا حق آپ کو دیا، تو آپ ﷺ سوار ہو گئے۔''

ایک دوسرے سے میل جول، خدمت، معاونت اور راہنمائی

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَصْرِفُهَا يَمِينًا وَشِمَالًا،

[1] [صحيح] مسند أحمد: 1/422-مسند الطيالسي: 355

[2] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب رب الدابة أحق بصدرها، ح: 2572-مسند أحمد: 5/53

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ مِنْ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ)). حَتَّى ذَكَرَ أَصْنَافَ الْأَمْوَالِ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ عِنْدَهُ. [1]

''ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اپنی سواری (کے جانور) پر آیا اور اسے دائیں بائیں پھیرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد سامانِ سفر ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِراہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے (اسی طرح) مال کی کئی قسموں کا ذکر فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کا بھی اس کے زائد مال میں کوئی حق نہیں ہے۔''

گویا جس کے پاس ضرورت سے زائد مال ہو اسے اس کو سنبھال نہیں رکھنا چاہیے بلکہ کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کر دینی چاہیے اور کسی محتاج وفقیر کو دے دینا چاہیے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ، فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُهُ وَيَدْعُو لَهُ. [2]

''رسول اللہ ﷺ سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے اور کمزور لوگوں کو چلاتے، ان کے پیچھے پیچھے آتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنِّي فِي السِّنِّ، وَقَالَ جَرِيرٌ: إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَا أَرَى أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ. [3]

''میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کیا کرتے تھے حالانکہ وہ مجھ سے بڑے تھے، اور جریرؓ فرماتے: میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کا کچھ نہ کچھ کام ہی کرتے دیکھا ہے، چنانچہ میں جب بھی کسی انصاری کو دیکھتا ہوں تو اس کی عزت کرتا ہوں۔''

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب استحباب المؤاساة بفضول المال، ح:1728-سنن أبوداود، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ح:1663

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في لزوم الساقة، ح:2639-مستدرك حاكم:115/2-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2120

[3] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، ح:2888-صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في حسن صحبة الأنصار رضي الله عنهم، ح:2513

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:
((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)). [1]

''اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔''

حارث بن شریح روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَلَّى مَعَهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُو الْمُسْلِمِ، إِذَا لَقِيَهُ رَدَّ عَلَيْهِ مِنَ السَّلَامِ بِمِثْلِ مَا حَيَّاهُ بِهِ أَوْ أَحْسَنَ مِنْ ذٰلِكَ، وَإِذَا أَسْتَأْمَرَهُ نَصَحَ لَهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَرَهُ عَلَى الْأَعْدَاءِ نَصَرَهُ، وَإِذَا اسْتَنْعَتَهُ قَصْدَ السَّبِيلِ يَسَّرَهُ وَنَعَتَ لَهُ، وَإِذَا اسْتَعَارَهُ الْحَدِيدَ عَلَى الْعَدُوِّ أَعَارَهُ، وَإِذَا اسْتَعَارَهُ الْحَدِيدَ عَلَى الْمُسْلِمِ لَمْ يُعِرْهُ، وَإِذَا اسْتَعَارَهُ الْجُنَّةَ أَعَارَهُ، وَلَا يَمْنَعُهُ الْمَاعُونَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمَاعُونُ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَاعُونُ فِي الْحَجَرِ وَالْمَاءِ وَالْحَدِيدِ)) قَالُوا: أَيُّ الْحَدِيدِ؟ قَالَ: ((قِدْرُ النُّحَاسِ، وَحَدِيدُ الْفَاسِ الَّذِي تَمْتَهِنُونَ بِهِ)) قَالُوا: فَمَا هٰذَا الْحَجَرُ؟ قَالَ: ((الْقِدْرُ مِنَ الْحِجَارَةِ)).

''وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر پہ) روانہ ہوئے، یہاں تک کہ انہوں نے مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مسجد میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، جب وہ اسے ملے تو اس کے سلام کا ویسے ہی جواب دے جیسے اس نے سلام کیا ہو یا پھر اس سے بہتر جواب دے، جب وہ اس سے کوئی مشورہ لے تو اس کی خیر خواہی کرے، جب وہ دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کا طلبگار ہو تو وہ اس کی مدد کرے، جب راستہ سمجھنے میں اس سے تعاون کرنے کو کہے تو وہ اس کے لیے آسانی پیدا کرے اور اسے راستہ بتادے، جب دشمن کے خلاف ادھار ہتھیار مانگے تو اسے دے دے لیکن جب وہ کسی مسلمان کے خلاف ادھار ہتھیار مانگے تو مت دے اور جب وہ ڈھال ادھار مانگے تو دے دے اور عام استعمال کی چیزوں (کو استعمال کرنے) سے منع مت کرے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! عام استعمال کی چیزیں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانی، پتھر اور لوہا۔ پوچھا گیا: کونسا لوہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تانبے کی ہنڈیا اور لوہے کا کلہاڑا جس سے تم کام کرتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اور پتھر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پتھر کی ہنڈیا۔''

[1] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب البروالصلة، باب ما جاء في حق الجوار، ح:1944-مسند أحمد:2/168-سلسلة الأحاديث الصحيحة:103

سفر سے واپسی میں اختیار

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)). [1]

''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، جو بندے کو سونے اور کھانے پینے سے روک لیتا ہے، سو تم میں سے جب کوئی شخص اپنے ضروری کام سے فارغ ہو جائے تو اسے جلد از جلد اپنے گھر واپس آ جانا چاہیے۔''

سفر میں خواہ کتنی بھی سہولیات میسر ہوں ان سب کے باوجود حضر جیسا آرام وسکون میسر نہیں آتا، کیونکہ سفر انسان کے کھانے پینے اور سونے سے مانع بن جاتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے اسے عذاب کا ٹکڑا قرار دیا ہے۔

سفر سے واپسی کی دعا

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوْ مِنَ السَّرَايَا أَوْ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ، إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ أَوْ فَدْفَدٍ، كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ جب دشمن کے لشکروں یا کسی چھوٹی جماعت سے یا حج وعمرے سے واپس لوٹتے اور وداع کی گھاٹی یا کنکریلی زمین پر پہنچ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر (یہ دعا) پڑھتے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ولاشریک ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تمام تر تعریفات

[1] [صحیح] صحيح بخاري ، كتاب العمرة ، باب السفر قطعة من العذاب ، ح:1804-صحيح مسلم ، كتاب الإمارة ، باب السفر قطعة من العذاب ، ح:1927

[2] [صحیح] صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب ما يقول إذا قفل من سفر الحج وغيره ، ح:1344

سزاوار ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے، (ہم) لوٹ کر آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ ریز ہونے والے اور اپنے پروردگار کی حمد و ستائش بیان کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اس اکیلے نے ہی لشکروں کو شکست سے دوچار کر دیا۔"

سفر سے واپسی پر رات کو گھر آنے کی ممانعت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، لَا يَقْدُمُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔ [1]

"رسول اللہ ﷺ (سفر سے واپسی پر) رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہیں آیا کرتے تھے، بلکہ صبح یا شام کو تشریف لاتے تھے۔"

اس حدیث میں نبی ﷺ کا عمل مذکور ہوا ہے، جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ نبی ﷺ نے سفر سے واپسی پر رات کو گھر آنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۸۰۱) اور یہ ممانعت اس لیے ہے کہ کیا پتہ گھر میں بیوی کس حالت میں ہو، ایسا نہ ہو کہ آدمی بغیر بتائے اچانک گھر آجائے اور بیوی کسی ناپسندیدہ حالت میں ہو تو مرد کو برا لگے اور اس کے دل میں نفرت پیدا ہو جائے۔ اس لیے ادب کا تقاضا یہی ہے کہ سفر سے واپسی پر رات کو گھر نہ آیا جائے بلکہ دِن کے وقت آنا چاہیے، تا کہ بیوی کو اچھی حالت بنانے اور صفائی ستھرائی کا موقع مل سکے، کیونکہ رات کے وقت بننا سنورنا ذرا دشوار ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ بھی اگر رات کے وقت سفر سے واپس آتے تو رات گھر جانے کی بہ جائے مسجد میں آرام فرماتے تھے اور صبح کو گھر تشریف لاتے یا پھر کوشش کرتے کہ رات ڈھلنے سے پہلے یعنی شام کے وقت ہی واپس لوٹ آتے۔

استقبال کرنے والوں سے اُلفت کا اظہار

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ فَاسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَجَعَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ۔

"رسول اللہ ﷺ (جب مکہ) تشریف لائے تو بنو عبدالمطلب کے چھوٹے بچوں نے آپ ؐ کا استقبال کیا تو آپ ؐ نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھالیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے۔"

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب العمرة، باب الدخول بالعشي، ح: 1800- صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب کراهة الطروق، ح: 1928

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ لِجِهَادٍ وَغَيْرِهِ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ. ❶

''رسول اللہ ﷺ جہاد وغیرہ کے سفر پہ جمعرات کے علاوہ (کسی اور دن) بہت کم ہی روانہ ہوا کرتے تھے۔''

آپ ﷺ کے جمعرات کے دن کے سفر کرنے کی احتمالی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جمعرات کے روز اللہ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ جہاد جیسے عظیم عمل کے لیے اس دن کا انتخاب اسی وجہ سے فرماتے ہوں گے کہ آپ ﷺ کے پیش کیے جانے والے اعمال میں جہاد کا عمل بھی شامل ہو۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ. ❷

''رسول اللہ ﷺ دن کے وقت ہی سفر سے واپس آتے تھے، پھر پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، وہاں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر بیٹھ جاتے۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً. ❸

''رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے اونٹنی یا گائے کی قربانی کی۔''

---

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب من أراد غزوة فورى بغيرها ومن أحب الخروج يوم الخميس، ح:2949-سنن أبوداود، كتاب الجهاد، باب في أي يوم يستحب السفر، ح:2605

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المغازى، باب حديث كعب بن مالك، وقول الله عز وجل: ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا﴾، ح:4418-صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح:2769

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الجهاد، باب الطعام عند القدوم، ح:3089-سنن أبوداود، كتاب الأطعمة، باب الإطعام عند القدوم من السفر، ح:3747

رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی کیفیت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَوَکَّأُ إِذَا مَشٰی. ❶

''رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو آگے کو جھکے ہوتے تھے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ:

کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ. ❷

''رسول اللہ ﷺ انتہائی وقار کے ساتھ چلا کرتے تھے۔''

نافع بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ:

وَصَفَ لَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَذَکَرَہُ، وَقَالَ فِیہِ: وَکَانَ یَتَکَفَّأُ فِي مَشْیِہِ کَأَنَّمَا یَمْشِي فِي صَبَبٍ. ❸

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے نبی ﷺ کے اوصاف بیان کیے تو اس میں یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اپنی چال میں جھکاؤ رکھا کرتے تھے جیسے آپؐ ڈھلوان میں چل رہے ہوں۔''

تھکاوٹ کی صورت میں چلنے کی کیفیت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَکَی نَاسٌ إِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَشْيَ، فَدَعَا بِھِمْ، فَقَالَ: ((عَلَیْکُمْ بِالنَّسْلَانِ))، فَنَسَلْنَا فَوَجَدْنَاہُ أَخَفَّ عَلَیْنَا. ❹

''کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کو چل نہ سکنے کی شکایت کی تو آپؐ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تیز چال سے چلو، ہم تیز چال سے چلے تو ہم نے محسوس کیا کہ (چلنے کا) یہ انداز ہم پر زیادہ ہلکا ہے۔''

❶ [صحیح] سنن أبوداود ، کتاب الأدب ، باب في ھدي الرجل ، ح:4863-مستدرک حاکم:4/280- سلسلة الأحادیث الصحیحة:2283

❷ [صحیح] مسند أحمد:3/27-مستدرک حاکم:2/606

❸ [صحیح] سنن ترمذی ، ابواب المناقب ، باب منه ، ح:3637

❹ [صحیح] مستدرک حاکم:2/101-صحیح ابن خزیمة:2537-سلسلة الأحادیث الصحیحة:465

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَشٰى أَحَدُكُمْ فَأَعْيَا فَلْيُهَرْوِلْ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ ذَالِكَ عَنْهُ))

''جب تم میں سے کوئی چلتے چلتے تھک جائے تو اسے دوڑ اور عام چال کا درمیانی انداز اختیار کر لینا چاہیے کیونکہ یہ انداز اس کی تھکاوٹ کو ختم کر دیتا ہے۔''

عورتوں کو درمیانِ راہ میں نہیں چلنا چاہیے

سیدنا ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَاخْتَلَطَ النِّسَاءُ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: ((.. لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ، عَلَيْكُنَّ حَافَّاتِ الطَّرِيقِ)) فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى أَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالشَّيْءِ فِي الْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ.[1]

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد سے نکلتے ہوئے یہ فرماتے سنا۔ اس وقت عورتیں مردوں کے ساتھ گھلی ملی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے (عورتوں سے) فرمایا: تمہارے لیے درست نہیں ہے کہ تم راستے کے عین درمیان میں چلو، بلکہ تم پر لازم ہے کہ راستے کے کنارے کنارے چلو۔ (پھر اس حکم کے بعد) عورت اس طرح دیوار کے ساتھ چپک کر چلتی کہ بالکل دیوار کے ساتھ لگ کر چلنے کی وجہ سے اس کا کپڑا کسی چیز کے ساتھ اٹک جاتا تھا۔''

اگر مسلمان اور مشرک ایک راستے میں اکٹھے ہو جائیں تو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ وَاضْطَرُّوهُمْ إِلٰى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ)).[2]

''اگر تم انہیں ملو تو تم ان کو سلام کرنے میں پہل مت کرو اور انہیں تنگ ترین راستے سے گزرنے پہ مجبور کر دو۔''

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في مشي النساء مع الرجال في الطريق، ح:5272-سلسلة الأحاديث الصحيحة:537

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يرد عليهم، ح:2167

اس حدیث کی وضاحت پیچھے بھی گزر چکی ہے کہ راستے میں یہود و نصاریٰ سے آمنا سامنا ہو جانے پر انہیں گزرنے کے لیے بالکل تھوڑا سا راستہ دیا جائے اور انہیں تنگ ہو کر گزرنے پر مجبور کر دیا جائے تا کہ انہیں اپنی کمتری اور اسلام کے غلبے کا احساس ہو سکے۔

گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا مسنون عمل

اسود بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، قَالَ: تَعْنِي فِي خِدْمَةِ أَهْلِهِ وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ، وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ. [1]

''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ توانہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ گھر کے کام کاج کیا کرتے تھے، ان کی مراد تھی کہ آپؐ اپنے اہلِ خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ اپنا جوتا گانٹھ لیا کرتے، اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیا کرتے اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کاج کیا کرتے تھے جس طرح تم اپنے گھر میں کرتے ہو۔''

سونے کی کیفیت اور سونے کی دعا

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ)). [2]

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب من كان في حاجة أهله فأقيمت الصلاة فخرج، ح:676-سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2489

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب إذا بات طاهرا وفضله، ح:6311-صحیح مسلم، کتاب الذکروالدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع، ح:271[illegible]

''جب تو (سونے کے لیے) بستر پر لیٹنے لگے تو اسی طرح وضوء کر جس طرح تو نماز کے لیے وضوء کرتا ہے، پھر اپنی دائیں کروٹ پر سوجا اور یہ دعا پڑھ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ''اے اللہ! یقیناً میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پُشت تیری طرف جھکا دی، ثواب کی رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیری بارگاہ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں اور تیرے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں، میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لایا۔'' سو اگر تجھے (اس رات) موت آ گئی تو فطرت (یعنی دینِ اسلام) پر ہی موت ہوگی اور او رسوتے وقت آخری بات جو تُو کہے وہ یہی کلمات ہوں۔''

منہ کے بل اوندھا لیٹنا ناپسندیدہ عمل

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مُنْبَطِحٍ يَعْنِي عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ: ((هَذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ منہ کے بل لیٹے ہوئے ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا: لیٹنے کی اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔''

بے پردہ چھت پر سونے کی کراہیت

سیدنا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). [2]

''جو شخص کسی بے پردہ چھت پر رات گزارے (یعنی سوئے) اس سے ذِمہ اُٹھ گیا۔''

ذِمہ اُٹھ جانے سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ چھت سے گر جاتا ہے یا کسی اور نقصان سے دوچار ہوتا ہے تو اس کا ذِمہ دار کوئی اور نہیں بلکہ وہ خود ہی ہوگا۔

[1] [صحیح] مصنف ابن أبی شیبة: 119/5

[2] [صحیح] سنن أبوداود، کتاب الأدب، باب في النوم علی سطح غیر محجر، ح: 5041-سلسلة الاحادیث الصحیحة: 828

زیادہ سونے کی مذمت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَنَامُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((النَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ، وَلَا يَمُوتُ أَهْلُ الْجَنَّةِ)). [1]

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کیا جنّتی سوئیں گے بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیند موت کی بہن ہے، اور جنتیوں کو موت نہیں آئے گی۔''

اعمال و خصائل دو ہی طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جن کے اہتمام سے جنت کا حصول ممکن ہو جاتا ہے اور دوسرے وہ کہ جن کا ارتکاب جنت سے محرومی کا باعث بن جاتا ہے۔ کثرتِ نیند سے چونکہ بندہ بہت سے اعمال صالحہ نہیں کر پاتا بلکہ بسا اوقات فرائض بھی چھوٹ جاتے ہیں، اس لیے یہ جنت سے محرومی کے اسباب میں سے ایک ہے۔ اور امام بیہقیؒ نے اس حدیث سے یوں استدلال کیا ہے کہ جنتی لوگ جس طرح دنیا میں خوابِ غفلت میں ڈوبنے کی بہ جائے رب تعالیٰ کے حضور قیام اور رکوع و سجود میں رات بسر کر دیتے ہیں اور فرمانِ خداوندی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدۃ:١٦) ''یعنی اُن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں'' کے مصداق ہوتے ہیں، اسی طرح جنت میں ان کا یہ وصف رکھ دیا جائے گا کہ وہ سویا نہیں کریں گے۔ گویا یہ بھی عیش و آرام کی ایک دلکش صورت ہے کہ جنتی رہیں گے تو موج و مستی اور راحت و سکون میں، لیکن سونے کی فکر سے آزاد کر دیے جائیں گے۔

خواب کا بیان

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ [یونس: 64]

''ان کے لیے دنیوی اور اُخروی (دونوں) زندگیوں میں بشارت ہی بشارت ہے۔''

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي

[1] [صحیح] شعب الایمان للبیہقی: 4745-سلسلة الاحادیث الصحیحة: 1086

الْآخِرَةِ﴾، قَالَ: ((هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ)). ❶

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (کی تفسیر) کے بارے میں سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد اچھا خواب ہے جو مسلمان دیکھتا ہے، یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔''

'اس کے لیے دیکھا جاتا ہے' سے مراد یہ ہے کہ کسی کو اس کے بارے میں اچھا خواب آئے، تو گویا اگر وہ خود یا کوئی اور اس کے متعلق اچھا خواب دیکھتا ہے تو یہ اس کے لیے فلاح و نجات کی بشارت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((فِي آخِرِ الزَّمَانِ لَا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ فَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا. وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ بِهَا الرَّجُلُ نَفْسَهُ، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: يُعْجِبُنِي الْقَيْدُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ)). ❷

''آخری زمانے میں مومن کا خواب جھوٹ نہیں ہوگا، اور ان میں سب سے سچا خواب اس کا ہوگا جو ان کی نسبت زیادہ سچی بات کرتا ہوگا۔ خواب کی تین قسمیں ہیں: اچھا خواب، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتا ہے، دوسرا وہ خواب جو آدمی اپنے دِل میں خیال سوچتا ہے اور تیسرا خواب شیطان کی طرف سے غم اور پریشانی کا ہوتا ہے سو جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے وہ خواب کسی کو بھی نہیں بتانا چاہیے، بلکہ اسے چاہیے کہ اُٹھ کر نماز پڑھے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے (خواب میں) بیڑیاں پہنی ہوئی (نظر آنا) اچھا لگتا ہے اور گلے میں طوق پہنا (نظر آنا) بُرا لگتا ہے کیونکہ بیڑیوں کی تعبیر دِین میں ثابت قدمی ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوّت کے چھیالیس (۴۶) حصوں میں سے ایک ہے۔''

عبدربّہ بن سعید انصاری بیان کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي قَتَادَةَ، فَقَالَ: وَأَنَا إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

❶ [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الرويا، باب قوله تعالى: ﴿لهم البشرى في الحياة الدنيا﴾، ح:2275- سنن ابن ماجه، كتاب الرويا، باب الرويا الصالحة يراها المسلم أو ترى له، ح:3898- سلسلة الأحاديث الصحيحة:1786

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الرؤيا، الباب الأول، ح:2263-سنن ترمذی، أبواب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم الميزان والدلو، ح:2291

((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَاسْتَيْقَظَ فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَلَا يُخْبِرْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ)). وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَزَادَ فِيهِ: ((وَيَتَحَوَّلُ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ)).[1]

''میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ جب میں خواب دیکھتا ہوں تو بیمار پڑ جاتا ہوں، میں نے یہ بات ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں بھی جب خواب دیکھتا تھا تو بیمار پڑ جاتا تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں، سو جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اسی سے بیان کرے جس سے وہ محبت رکھتا ہو، اور جب کوئی بُرا خواب دیکھے اور وہ (گھبرا کر) بیدار ہو جائے تو وہ اپنے دائیں جانب تین بار ہلکا سا تھوکے اور اس خواب کے شر سے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، پھر اپنا وہ خواب کسی کو بھی نہ بتلائے کیونکہ وہ اسے ہرگز کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ کروٹ بدل کر لیٹ جائے۔''

جھوٹا خواب بیان کرنے پر وعید

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ. وَمَنْ تَحَلَّمَ كَاذِبًا عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَيْسَ بِعَاقِدٍ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).[2]

''جس نے تصویر بنائی اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اسے اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں رُوح پھونکے اور وہ پھُونک نہیں پائے گا، اور جس نے جھُوٹا خواب بیان کیا اسے اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ باندھے اور جس نے کسی قوم کی ایسی بات کان لگا کر سنی کہ جس کا (کسی اور کو پتہ چلنا) وہ ناپسند کرتے ہوں تو روزِ قیامت اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔''

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب التعبير، باب الرويا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة، ح: 6986 - صحيح مسلم، كتاب الرويا، الباب الأول، ح: 2261

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: 7042 - سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الرؤيا، ح: 5024

سوتے اور بیدار ہوتے وقت کی دعا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى خَدِّهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)). وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر لیٹ جاتے تو اپنا ہاتھ اپنے رُخسار پر رکھتے، پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيٰى ''اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا۔'' اور جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ''تمام تر تعریفات اس ذات کے لیے ہیں جس نے مجھے موت دینے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف (قبروں سے) اُٹھ کر جانا ہے۔''

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ: ((اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)).[2]

''نبی ﷺ حکم فرماتے تھے کہ جب آدمی اپنے بستر پر لیٹے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِى إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِى إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِى إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِى إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِى أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِى أَرْسَلْتَ ''اے اللہ! یقیناً میں نے اپنا نفس تیرے تابع کر دیا، اپنا چہرہ تیرے مطیع کر دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پُشت کو تیری طرف جھکا دیا، تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیری بارگاہ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں اور تیرے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں، میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔''

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح:6312-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما يقال عند النوم، ح:5049

[2] [صحيح] مصنف ابن أبي شيبة:119/5

بے خوابی اور تہجد کے وقت کی دعا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جسے رات کو نیند نہ آئے اور وہ یہ دعا پڑھے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریفات سزاوار ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ بہت پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ تو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی طاقت۔“ پھر وہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ (اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے) پڑھے تو اسے بخش دیا جائے گا۔ یا فرمایا: پھر وہ دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی، اور اگر وہ ہمت کر کے کھڑا ہو جائے اور وضوء کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔“ [1]

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تہجد کے لیے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، سارے کلماتِ ستائش تجھ ہی کو سزاوار ہیں، تو ہی آسمان و زمین اور ان میں موجود تمام اشیاء کو قائم رکھنے والا ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری بات حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنّت و جہنّم حق ہیں اور انبیاء بھی حق ہیں، اے اللہ! تیرے لیے ہی میں مطیع و فرمانبردار ہوا، تجھ ہی پر میں ایمان لایا، تیرے اوپر ہی میں نے بھروسہ کیا، میں نے تائب ہو کر تیری طرف ہی رجوع کیا، سبھی جھگڑوں کو تیرے سپرد کیا اور سب فیصلے بھی تجھ ہی پر چھوڑ دیے، تو میرے اگلے پچھلے سبھی گناہوں کو بخش دے، جو بھی میں نے چھپ کر یا اعلانیہ، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“ [2]

[1] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح:1154-سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما يقول الرجل إذا تعار من الليل، ح:5060-سنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا انتبه من الليل، ح:3414

[2] [صحیح] صحیح بخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه بالليل، ح:6317-صحیح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، ح:769

گھبراہٹ اور خوف کے وقت کی دعا

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ انہیں گھبراہٹ کی صورت میں پڑھے جانے والے یہ کلمات سکھایا کرتے تھے: **أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ** ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اس کے غصے سے، اس کے بندوں کے شر سے، شیطانی وسوسوں سے اور میرے پاس شیاطین کے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

خود یا کوئی بیمار ہو جائے تو کیا دم کیا جائے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ. قَالَ: فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ كَانَ يَنْفُثُ؟ فَقَالَ: كَانَ يَنْفُثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ قَالَتْ: فَلَمَّا ثَقُلَ جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ نَفْسَهُ.

''رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں معوذات (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارا کرتے تھے۔ معمر کہتے ہیں کہ میں نے زہریؒ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کیسے پھونک مارا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ اپنے ہاتھوں پر پھونک مارا کرتے تھے پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپؐ کی حالت گراں ہوگئی تو پھر میں آپؐ پر پھونک مارتی تھی اور آپؐ کے ہاتھ کو آپؐ کے جسم پر پھیرتی۔''

عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ، فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَلَى، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ، اشْفِ أَنْتَ

[1] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب كيف الرقى، ح:3893-سنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب منه، ح:3528

الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). [1]

''میں اور ثابت، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو ثابت نے کہا: میں بیمار ہو گیا ہوں، تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا دَم نہ کردوں؟ ثابت نے جواب دیا: کیوں نہیں (ضرور کیجیے)، تو انس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ''اے اللہ! لوگوں کے پالنہار! تکلیف کو دُور کرنے والے! (اس کو) شفا عطا فرما (کیونکہ) تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا، ایسی شفا عطا فرما کہ جو کوئی بیماری باقی نہ رہنے دے۔''

بچوں کو کن الفاظ میں پناہ کی دعا دی جائے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ حَسَنًا وَحُسَيْنًا يَقُولُ: ((أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)). وَيَقُولُ ((عَوِّذُوا بِهَا أَوْلَادَكُمْ فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ)). [2]

''رسول اللہ ﷺ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو (ان الفاظ کے ساتھ) پناہ کی دعا دیا کرتے تھے: أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ''میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ تم دونوں کو ہر شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور نقصان پہنچانے والی ہر نظرِ بد سے (اللہ کی) پناہ میں دیتا ہوں۔'' اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ان الفاظ کے ساتھ اپنی اولاد کے لیے پناہ کی دعا کیا کرو، کیونکہ ابراہیم علیہ السلام بھی انہی الفاظ سے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے پناہ کی دعا کیا کرتے تھے۔''

شرکیہ الفاظ سے پاک دَم کی اجازت

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الطب، باب رقية النبي صلى الله عليه وسلم، ح:5742-سنن أبوداود، كتاب السنة، باب في القرآن، ح:4737

[2] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾، ح:3371-

بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ)). ❶

''ہم عہدِ جاہلیت میں دَم کیا کرتے تھے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اپنے دَم مجھے سناؤ، دَم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب تک کہ اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔''

دواوعلاج کی رخصت

اسامہ بن شریک بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلٰى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ، وَجَاءَتِ الْأَعْرَابُ مِنْ جَوَانِبَ فَسَأَلُوهُ عَنْ أَشْيَاءَ لَا بَأْسَ بِهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! عَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا، عَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ! وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ، أَوْ قَالَ: رَفَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ إِلَّا امْرُؤٌ أَقْتَرَضَ امْرَأً ظُلْمًا فَكَذٰلِكَ يُحْرَجُ وَيَهْلِكُ)). وَسَأَلُوهُ عَنِ الدَّوَاءِ، فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ، تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا الْهَرَمُ)). قَالَ: وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ النَّاسُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ)). ❷

''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کے صحابہؓ اس طرح (منہمک ہو کر آپؐ کی باتیں سن رہے) تھے کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، اور اطراف واکناف سے دیہاتی لوگ آ آ کر آپؐ سے ایسی چیزوں کے بابت سوال کر رہے تھے جن میں (گناہ کا) کوئی اندیشہ نہیں تھا، انہوں نے کہا: کیا ہم پر اس طرح کرنے میں کوئی گناہ ہے؟ کیا ہمیں ایسا کرنے پر کوئی گناہ ملے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے گناہ کو اُٹھالیا ہے، سوائے اس آدمی کے جس نے کسی بندے پر ظلم کرتے ہوئے اس کا حق کاٹ لیا تو اس طرح وہ گنہگار ہوگا اور ہلاکت میں پڑے گا۔ لوگوں نے دواء کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! دواء لیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی بیماری ایسی نہیں اتاری کہ جس کی دواء نہ اتاری ہو، سوائے ایک بیماری کے اور وہ شدید بڑھاپا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ بندے کو عطا کی جانے والی بہترین چیز کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا خلاق ہے''

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك، ح: 2200- سنن أبوداود، كتاب الطب، باب ما جاء في الرقى، ح: 3886

❷ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء، ح: 3436- مسند أحمد: 4/278- سلسلة الاحاديث الصحيحة: 433

نبی کریم ﷺ کے بتلائے ہوئے علاج

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ أَوْ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ)). [1]

''تم جو بھی دوا وعلاج کرتے ہو ان سب سے افضل یا فرمایا کہ ان سب سے بہتر دوا اور علاج سینگی اور قسطِ بحری ہے، اور تم اپنے بچوں کو 'غمز' کے ساتھ عذاب میں مبتلا مت کیا کرو۔''

سینگی لگانا (Cupping) قدیم طرزِ علاج ہے لیکن اس کے فوائد اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھی گئی شفا کی حقیقت کو آج کے معالجین بھی تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکے۔ اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ کسی تیز دھار چیز سے مریض کے جسم پر کٹ لگائے جاتے ہیں اور پھر کسی چیز سے اس کا خون چُوس کر نکال دیا جاتا ہے، یوں جسم میں موجود فاسد خون نکل جاتا ہے اور صحیح خون اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ قُسطِ بحری کو عُود ہندی بھی کہا جاتا ہے، یہ ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک خوشبودار لکڑی ہے جو بہ طورِ دوا استعمال ہوتی ہے۔ بچے کو حلق کی بیماری کی صورت میں اس کا تالُو دبا کر جو علاج کیا جاتا ہے، اسے 'غمز' کہا جاتا ہے۔ یہ طریقِ علاج ہمارے ہاں بھی مروّج ہے، جسے ہم ''گلا اُٹھانا'' کہتے ہیں، نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس ممانعت کی دو وجوہات بیان فرمائی ہیں: ایک تو یہ کہ اس سے بچے کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسی لیے آپ ﷺ نے اسے عذاب سے تشبیہ دی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ہر علاج کے متبادل کے طور پر جو مذکورہ دو علاج بتلا دیے ہیں انہی میں سے ایک کو اختیار کر لینا چاہیے اور یہی افضل و بہتر علاج ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ مَوَالِيهِ فَخَفَّفُوا عَنْهُ مِنْ غَلَّتِهِ. [2]

''ان سے حجام (سینگی لگانے والے) کی کمائی کے بارے میں پوچھا گیا (کہ آیا وہ حلال ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی اور آپ ؐ کو سینگی لگانے والے ابوطیبہ تھے، تو آپ ﷺ نے

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب الحجامة من الداء، ح:5696-صحيح مسلم، كتاب المساقاة، با... أحرة الحجامة، ح:1577

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب الحجامة من الداء، ح:5696-صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب حل أجرة الحجامة، ح:1577

اسے (بہ طورِ اُجرت) اناج کے دو صاع دینے کا حکم فرمایا، اور اس کے مالکوں سے بات کی تو انہوں نے اس کے لگان سے تخفیف کر دی۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ ثَلَاثًا: اثْنَيْنِ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَوَاحِدٌ فِي الْكَاهِلِ. [1]

''رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ سینگی لگوایا کرتے تھے، دو مرتبہ گردن کی دونوں رگوں میں اور ایک مرتبہ کندھے اور گردن کے درمیان میں۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ مِنْ صُدَاعٍ كَانَ بِهِ أَوْ شَيْءٍ.

''رسول اللہ ﷺ نے سر درد یا سر کی کسی اور مرض کی وجہ سے سر میں سینگی لگوائی تھی۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيبًا، فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ. [2]

''رسول اللہ ﷺ نے اُبَی بن کعب کی طرف ایک طبیب بھیجا، اس نے ان کی ایک رَگ کاٹی، پھر گرم لوہے سے اسے داغ دیا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ. كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ)). وَرُوِيَ بِإِسْنَادٍ آخَرَ: ((مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنَ الشَّهْرِ أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْهُ دَاءَ سَنَةٍ)). [3]

''جس نے (قمری مہینے کی) سترہ (۱۷)، اُنیس (۱۹) اور اِکیس (۲۱) تاریخ کو سینگی لگوائی تو وہ اس کے لیے ہر بیماری سے شفا بن جائے گی۔ ایک اور اسناد کے ساتھ ہے کہ: جس نے سوموار کے دِن (قمری) مہینے کے سترہ دِن گزر جانے پر سینگی لگوائی تو اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پرانی بیماری بھی ختم کر دے گا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ حَجَّامٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا

[1] [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الطب، باب ما جاء في الحجامة، ح:2051-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب موضع الحجامة، ح:3483-سلسلة الأحاديث الصحيحة:908

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوي، ح:2207-سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في قطع العرق وموضع الحجم، ح:3864

[3] [حسن] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب متى تستحب الحجامة، ح:3861-مستدرك حاكم:4/210-سلسلة الأحاديث الصحيحة:622

أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). ●

''اگر تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو وہ سینگی لگوانے، شہد کے شربت یا آگ سے داغنے میں ہے، لیکن میں آگ سے داغنے کا علاج پسند نہیں کرتا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کلونجی کے بارے میں فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَوْ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ)) يُرِيدُ بِهِ الْمَوْتَ. ●

''تم اس سیاہ دانے کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ اس میں سوائے موت کے ہر بیماری کی شفا ہے۔''

سیاہ دانے سے مراد کلونجی ہے، اس کے مختلف طرح کے استعمالات سے تمام بیماریوں کا علاج ممکن ہے۔

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). ●

''کھمبی 'مَن' میں سے ہے جو بنی اسرائیل پر اتارا جاتا تھا، اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔''

کھمبی ایک جنگلی بوٹی کا نام ہے اور یہ بنی اسرائیل پر اتارے جانے والے من وسلویٰ میں سے 'مَن' کا ہی ایک حصہ ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی خاصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ آنکھ کی بیماریوں کے لیے شفا کا باعث ہوتی ہے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ)). ●

''جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے اسے اس دن کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

عجوہ مدینہ شریف کی کھجوروں کی بہترین قسم ہے اور باسہولت مل جاتی ہے، زہریلے جانوروں اور شریر جادوگروں کے نقصانات سے بچنے کے لیے روزانہ سات کھجوریں کھانا چاہییں، جس سے مذکورہ فائدے کے علاوہ فرمانِ نبویؐ پر عمل کے صلے میں ثواب کا حصول بھی یقینی ہے۔

---

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب الحجامة من الشقيقة والصداع، ح:5702-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوي، ح:2205

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب التداوي بالحبة السوداء، ح:2215-سنن ترمذى، أبواب الطب، باب ما جاء في الحبة السوداء، ح:2041-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الحبة السوداء، ح:3447

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب المن شفاء للعين، ح:5708-صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضل الكمأة ومداواة العين بها، ح:2049

❹ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، ح:5768-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب فضل تمر المدينة، ح:2047

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُنْزِلْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً إِلَّا السَّامَ، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ)). ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کے لیے اس نے شفا نہ رکھی ہو، سوا موت کے، لہٰذا تم گائے کا دودھ لازماً پیا کرو کیونکہ یہ ہر درخت سے قصد کرتی ہے۔''

ہر درخت سے قصد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گائے طرح طرح کے درختوں اور جڑی بوٹیوں سے چرتی ہے تو اس طرح اس کے دودھ میں تمام نباتات کی خاصیات شامل ہوجاتی ہیں اور اس کا دودھ ہر طرح کی بیماری کے لیے مفید وکارگر بن جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ:

أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ لِلْمَرِيضِ وَالْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ، وَتَقُولُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((التَّلْبِينَةُ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيضِ وَتُذْهِبُ بَعْضَ الْحَزَنِ)). ❷

''آپ (یعنی عائشہؓ) مریض کے لیے اور میت کے غمزدہ اہلِ خانہ کے لیے اور تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، اور کہتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تلبینہ بیمار شخص کے دل کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔''

اس حدیث کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔

مریض کو کھانے پینے پر مجبور کرنے کی ممانعت

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ اللّٰہَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ)). ❸

''تم اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

❶ [صحيح] مستدرك حاكم: 4/197-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 518

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأطعمة، باب التلبينة، ح: 5417-صحيح مسلم، كتاب السلام، باب التلبينة مجمة لفؤاد المريض، ح: 2216

❸ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب الطب، باب ما جاء لا تكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب، ح: 2040-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب لا تكرهوا المريض على الطعام، ح: 3444-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 727

نشہ آور اشیاء کے ذریعے علاج کی ممانعت

علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُمْ أَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِنْ جُعْفِيٍّ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ، فَنَهَاهُ، فَقَالَ: إِنَّهَا تَنْفَعُنَا إِنَّهَا دَوَاءٌ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهَا دَاءٌ)). ❶

''وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اوران میں جعفی قبیلے کا ایک آدمی تھا، اس نے نبی ﷺ سے شراب کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے منع فرمادیا، اس نے کہا: یہ توہمیں بہت فائدہ دیتی ہے، یہ دوا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ دوانہیں بلکہ بیماری ہے۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ)) ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اوردوا (دونوں) نازل کی ہیں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی ہے، لہٰذا تم دوالیا کرواور حرام چیز کو بہ طورِ دوا استعمال کرنے سے اجتناب کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ. ❸

''رسول اللہ ﷺ نے ناپاک دوا سے منع فرمایا ہے۔''

مذکورہ بالا دونوں چیزوں یعنی حرام اورناپاک سے مراد یہ ہے کہ وہ دوا جس سے علاج کیا جارہا ہے نشہ آور ہو یا اس میں کسی ناپاک چیز کا استعمال کیا گیا ہو، یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں خواہ کتنی ہی مجبوری ہو۔

مریض کو مضر اشیاء سے پرہیز کی تلقین

سیدہ اُم مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہا، جو رسول اللہ ﷺ کی خالہ لگتی تھیں، بیان کرتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَاقِهٌ مِنَ الْمَرَضِ وَفِي الْبَيْتِ

❶ [صحيح] صحيح مسلم كتاب الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر، ح:1984-سنن ترمذى، أبواب الطب، باب ما جاء في كراهية التداوي بالمسكر، ح:2046

❷ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح:3874

❸ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح:3870-سنن ترمذى، أبواب الطب، باب ما جاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ح:2045-سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب النهي عن الدواء الخبيث، ح:3459-صحيح الجامع للألباني:6878

عِذْقٌ مُعَلَّقٌ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَاوَلَ مِنْهُ، فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ يَتَنَاوَلُ مِنْهُ، فَقَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّهُ لَا يُوَافِقُكَ إِنَّكَ نَاقِهٌ)). قَالَتْ: فَقُمْتُ إِلَى شَعِيرٍ وَسِلْقٍ وَطَبَخْتُهُ، فَجِئْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((كُلْ مِنْ هٰذَا فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ)). [1]

''رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ کے ساتھ علیؓ بھی تھے جو ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے، گھر میں کھجوروں کا خوشہ لٹک رہا تھا، نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس سے کھجوریں لینے لگے تو علیؓ بھی لینا شروع ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم رہنے دو، کیونکہ تم ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہوئے ہو اور یہ تمہارے لیے موافق نہیں ہیں۔ راویہ کہتی ہیں کہ پھر میں اُٹھی اور میں نے جَو اور چقندر پکا کر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیے، تو آپ ﷺ نے (علیؓ سے) فرمایا: یہ کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے بہت فائدہ مند ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَرِضْتُ فَحَمَانِي أَهْلِي كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْمَاءَ، فَعَطِشْتُ لَيْلَةً وَلَيْسَ عِنْدِي أَحَدٌ، فَدَنَوْتُ مِنْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَشَرِبْتُ مِنْهَا شَرْبَتِي وَأَنَا صَحِيحَةٌ، فَجَعَلْتُ أَعْرَقُ صِحَّةً تِلْكَ الشَّرْبَةَ فِي جَسَدِي. قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَا تَحْمُوا الْمَرِيضَ شَيْئًا. [2]

''میں بیمار ہوگئی تو میرے گھر والوں نے مجھ سے (کھانے پینے کی) ہر چیز روک لی یہاں تک کہ پانی بھی، رات کو مجھے پیاس لگی تو میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں تھی، میں (وہاں) لٹکے ہوئے چمڑے کے مشکیزے کے قریب ہوئی اور اس سے پانی پی لیا، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ بیمار کو کسی چیز سے مت روکو۔''

نظرِ بد کا علاج

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدَرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا)). [3]

[1] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الطب، باب في الحمية، ح:3856

[2] [صحيح] مستدرك حاكم:4/408

[3] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى، ح:2188-سنن ترمذی، أبواب الطب، باب ما جاء أن العين حق والغسل لها، ح:2062

''نظر لگ جانا برحق بات ہے، اگر تقدیر پر کوئی چیز سبقت لے جاتی تو نظر نے سبقت لے جانا تھا، اور جب تمہیں غسل کرنے کو کہا جائے تو تم غسل کیا کرو۔''

نظر کے برحق ہونے سے مراد یہ ہے کہ یہ بات محض وہم یا وسوسۂ انسانی نہیں ہے بلکہ بری نظر تاثیر رکھتی ہے اور متاثرہ شخص کو نقصان بھی پہنچاتی ہے، یہ دراصل کسی شخص میں کوئی خوبی، یا اسے حاصل اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت یا کسی معاملے میں اس کی کامیابی دیکھ کر دِل میں پیدا ہونے والے حسد کا نتیجہ ہوتی ہے، کیونکہ انسان جب کسی کی اچھائی کو دیکھ کر اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے مزید فضل ورحمت کی دعا کرنے کی بہ جائے اس سے حسد (Jealousy) کرتا ہے اور اس خوبی کے زائل ہو جانے یا اس سے چھن کر خود کو مل جانے کی بری خواہش کرتا ہے تو اس صورت میں نظر کا لگنا مل ہی آتا ہے۔ اور تقدیر پر سبقت لے جانے سے مراد یہ ہے کہ اصولاً و اعتقاداً تقدیر میں لکھا ہوا کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ ہی کوئی چیز اسے ٹال سکتی ہے، لیکن اگر ایسا ممکن ہوتا تو بہ فرمانِ نبویؐ وہ چیز نظر ہوتی، گویا نظر کا لگ جانا اس قدر برحق ہے کہ اسے اس کے بارے میں یہاں تک فرمادیا کہ اس میں تقدیر کو بھی بدل ڈالنے کی صلاحیت ہو سکتی تھی۔ اور غسل کے بیان سے نظرِ بد کا علاج بتلایا ہے جو کہ آئندہ روایت میں بیان ہے۔

ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ، فَقَالَ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ، فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ: أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعًا، فَقَالَ: ((مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ؟)). قَالُوا: عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ، فَقَالَ: ((عَلَى مَا يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ إِذَا رَأَى مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ)). وَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيَغْسِلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ وَصَبَّ الْمَاءَ عَلَيْهِ.[1]

''سہل بن حنیف نہا رہے تھے کہ عامر بن ربیعہؓ ان کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے کہا: میں نے آج کی طرح (کبھی کوئی خوبصورت شخص) نہیں دیکھا اور (آپ جیسا تو) کسی پردہ نشیں لڑکی کا جسم بھی نہیں دیکھا، ابھی انہوں نے یہ کہا ہی تھا تو وہ (اچانک تیز بخار ہو جانے کی وجہ سے) زمین پر گر پڑے۔ انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپؐ سے کہا گیا کہ سہل کو دیکھیے وہ نیم مردہ حالت میں ہیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم اس (کی اس حالت) کا کسے ذِمے دار ٹھہراتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ عامر بن ربیعہ کو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنے بھائی کو مار ڈالنے کی بات کیوں کرتا ہے؟ جب وہ اس کی کوئی ایسی خوبی دیکھے جو اسے اچھی لگی ہو تو اسے (اس کے لیے) برکت کی دعا کرنی چاہیے۔ اور آپ ﷺ نے

[1] [صحیح] سنن ابن ماجه، کتاب الطب، باب العین، ح: 3509، مسند أحمد: 3/486، سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2572

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ وضوء کریں اور اپنا چہرہ، کہنیوں تک دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور تہہ بند کے اندر کا حصہ دھوئیں اور وہ پانی اس پر (یعنی سہل رضی اللہ عنہ پر) بہادیں۔''

اس حدیث میں نظرِ بد کا علاج بتایا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس شخص کی نظر لگی ہو وہ کسی برتن وغیرہ میں کہ جس میں پانی محفوظ رہ سکے، اس میں وضوء کرے اور اپنے چہرے کو، کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو، دونوں گھٹنوں کو اور اپنے ازار بند کے اندر والے حصے کو دھو کر وہ پانی متاثرہ شخص پر ڈالا جائے، اور ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ اس کے پیچھے کی طرف سے ڈالا جائے، اس طرح اس پر سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا اور وہ تندرست ہو جائے گا۔ تہہ بند کے اندر کے حصے سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس سے تہہ بند کا وہ حصہ مراد لیا ہے جو کمر کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ [1] جبکہ امام نووی رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے مراد تہہ بند کا دایاں سرا ہے۔ [2] نبی ﷺ نے نظرِ بد کے علاج کے لیے ایک دعا بھی تعلیم فرمائی ہے، وہ یہ ہے: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ''میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے اور نقصان پہنچانے والی ہر نظرِ بد سے (اللہ کی) پناہ مانگتا ہوں۔''

مکانات و عمارات کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

مَرَّ بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَأَبِي نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللهِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! خُصٌّ لَنَا وَهَى فَنَحْنُ نُعَالِجُهُ، فَقَالَ: ((الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِمَّا تَرَوْنَ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ)). [3]

''نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میرے والد اپنی جھونپڑی کو ٹھیک کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! ہماری جھونپڑی میں دراڑیں پڑ گئی ہیں تو ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم سمجھ رہے ہو معاملہ تو اس سے بھی بہت جلدی کا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں تو معاملے کو اس سے بھی بہت جلدی سمجھتا ہوں۔''

[1] فتح الباری بشرح صحیح البخاری لابن حجر: 10/204

[2] شرح صحیح مسلم للنووی: 14/172

[3] [صحیح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في البناء، ح: 5236 - سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل، ح: 2335 - سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب في البناء والخراب، ح: 4160

آپ ﷺ کے فرمان میں 'معاملے' سے مراد موت ہے، یعنی کیا پتہ کہ موت اس سے بھی بہت جلد آ جائے اور جس مکان کی تم تعمیر و مرمت کر رہے ہو اس میں رہنا بھی نصیب ہو کہ نہ ہو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان موقع کی مناسبت سے نصیحت کرنے سے متعلق ہے، البتہ اس روایت سے اپنے گھر اور مکان کی مناسب تعمیر و مرمت کا جواز ملتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا اس شخص سے منہ پھیر لینے کے واقعہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں جس نے اونچا مکان بنایا تھا تو آپؐ نے اسے گرا دیا اور فرمایا:

((أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَا لَا)). وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: ((مَنْ بَنَى أَكْثَرَ مِمَّا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ كَانَ وَبَالًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''سنو! یقیناً ہر عمارت قیامت کے دن اپنے مالک پر وبال ہوگی، سوائے اس کے جس کے بغیر گزارہ نہ ہو۔ ایک اور روایت میں ہے: جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ عمارت تعمیر کی، روزِ قیامت وہ اس کے لیے وبال بن جائے گی۔''

یعنی مکانات و عمارات اسی صورت میں وبال نہیں بنیں گے کہ جب تک وہ ضرورت پوری کرنے کی حد تک رہیں، لیکن جب نمود و نمائش کے لیے اونچے اونچے محلات اور بڑی بڑی عمارتیں بننے لگیں تو یہی مکانات و عمارات ان کے لیے روزِ قیامت وبال بن جائیں گے۔

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي التُّرَابِ)). [2]

''یقیناً مسلمان کو ہر چیز کے خرچ کرنے میں اجر و ثواب ملتا ہے سوائے اس کے جو وہ مٹی میں ڈالتا ہے۔''

مٹی میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ جو مال ضرورت سے زائد گھر کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((كُلُّ مَا أَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ نَفَقَةٍ فَعَلَى اللهِ خَلَفُهَا ضَامِنًا إِلَّا نَفَقَةً فِي بُنْيَانٍ أَوْ مَعْصِيَةٍ)). [3]

''بندہ جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس کا نعم البدل اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوتا ہے، سوائے اس خرچ کے جو کسی عمارت پر کیا جائے یا کسی نافرمانی کے کام میں۔''

سیدنا نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1. [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب ما جاء في البناء، ح: 5237- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب في البناء والخراب، ح: 4161- سلسلة الاحاديث الصحيحة: 2830
2. [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب في البناء والخراب، ح: 4163- سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2831
3. [صحيح] سلسلة الأحاديث الصحيحة [illegible]

((إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْمُسْلِمِ الْمَسْكَنَ الْوَاسِعَ، وَالْجَارَ الصَّالِحَ، وَالْمَرْكَبَ الْهَنِيءَ)). [1]

''بلاشبہ (یہ چیزیں) مسلمان کی خوش بختی کی علامت ہیں: کشادہ گھر، نیک ہمسایہ اور آرام دہ سواری۔''

اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ مَعَهُمَا الْقَوْمُ، وَالنَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ مَعَهُمَا الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ لَيْسَ مَعَهُمَا أَحَدٌ، حَتَّى مَرَّ سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ: مُوسَى وَقَوْمُهُ، وَلَكِنِ ارْفَعْ رَأْسَكَ. فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ مِنْ ذَا الْجَانِبِ وَذَا الْجَانِبِ. قَالَ: فَقَالَ: هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ، وَسِوَى هَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ. قَالَ: فَدَخَلَ وَلَمْ يُفَسِّرْ لَهُمْ شَيْئًا، وَلَمْ يَسْأَلُوهُ. قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: نَحْنُ هُمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ هُمْ أَبْنَاؤُكَ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). [2]

''جب نبی ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو (آپؐ کے سامنے سے) ایک ایک اور دو دو نبی ایسے گزرے کہ جن کے ساتھ ان پر ایمان لانے والی پوری پوری قوم تھی، کچھ کے ساتھ ایک جماعت تھی اور بعض تو ایسے تھے کہ ان کے ساتھ ایک بھی شخص نہیں تھا، یہاں تک کہ ایک بہت بڑی جماعت گزری، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے، لیکن آپؐ اپنا سر اُٹھا کر دیکھیے۔ میں نے دیکھا تو اتنی بڑی قوم نظر آئی کہ جو یہاں سے وہاں تک اُفق پر چھائی ہوئی تھی، تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتلایا کہ یہ آپؐ کی اُمت ہے اور ان لوگوں کے علاوہ ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ (یہ فرمانے کے بعد) پھر آپؐ (اپنے حجرہ مبارک میں) تشریف لے گئے اور اس بات کی کچھ وضاحت نہیں فرمائی اور نہ ہی لوگوں نے آپؐ سے پوچھا (کہ وہ ستر ہزار لوگ کون ہوں گے؟) کچھ کہنے لگے کہ وہ ہم ہی ہوں گے اور کچھ کہنے لگے کہ (وہ تم نہیں) بلکہ تمہاری وہ اولاد ہوگی جو اسلام میں پیدا ہوگی۔ (یہ سن کر) نبی ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جو داغنے کا علاج نہیں کرواتے، جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور بدشگونی نہیں لیتے، بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

[1] [صحيح] مستدرك حاكم: 4/166-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 282

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره، وفضل من لم يكتو، ح: 5705-صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ح: 220

اللہ کی عطاء پر شکر گزاری اور تکلیف پر صبر

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ كُلُّ مَا فِيهِ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَهُ سَرَّاءُ فَشَكَرَ اللهَ فَلَهُ أَجْرٌ، وَإِنْ أَصَابَهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ فَلَهُ أَجْرٌ، فَكُلُّ قَضَاءِ اللهِ لِلْمُسْلِمِ خَيْرٌ)). ❶

''مومن کے ہر معاملے میں خیر و بھلائی ہی ہوتی ہے اور یہ اعزاز سوائے مومن کے کسی کو حاصل نہیں، اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اسے (اس پر) اجر ملتا ہے اور اگر اس پر کوئی تنگی آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے تو (اس پر بھی) اسے اجر ملتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ مومن کے حق میں بہتر ہی ہوتا ہے۔''

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجِبْتُ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ اللهَ وَشَكَرَ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ اللهَ وَصَبَرَ، فَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ أَمْرِهِ، حَتَّى يُؤْجَرُ فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِهِ)). ❷

''مجھے مومن کی یہ بات بہت بھلی لگتی ہے کہ اگر اسے کوئی خیر و بھلائی ملتی ہے تو وہ الحمدللہ کہتا ہے اور شکر ادا کرتا ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ جائے تو الحمدللہ کہتا ہے اور صبر کرتا ہے، چنانچہ مومن کو اس کے ہر کام میں اجر ملتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی کے منہ میں جو نوالہ ڈالتا ہے اس میں بھی وہ اجر سے نوازا جاتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ((إِنَّ عَبْدِي الْمُؤْمِنَ بِمَنْزِلَةِ كُلِّ خَيْرٍ، يَحْمَدُنِي وَأَنَا أَنْزِعُ رُوحَهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ)). ❸

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: یقیناً میرا بندہ ہر بھلائی کے بمنزلہ ہے، وہ میری تعریف کر رہا ہوتا ہے حالانکہ میں اس کے دو پہلوؤں کے درمیان سے اس کی رُوح کو کھینچ لیتا ہوں۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ تَخْرُجُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ)). ❹

❶ [صحيح] صحيح مسلم. كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، ح:2999-مسند أحمد:6/16

❷ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي:3/375-مسند أحمد:1/177-سلسلة الأحاديث الصحيحة:141

❸ [صحيح] مسند أحمد:2/341-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1632

❹ [صحيح] مسند أحمد:1/268-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1632

بلاشبہ مومن کے پہلوؤں کے درمیان سے اس کی جان نکل جاتی ہے اور وہ (اس حال میں بھی) اللہ عزوجل کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔''

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی رُوح قبض کر رہا ہوتا ہے تب بھی بندے کی زبان پر کوئی شکوہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے کلمات ہی زبان سے ادا کر رہا ہوتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ الْأَمْرُ يَسُرُّهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ)). وَإِذَا أَتَاهُ الْأَمْرُ يَكْرَهُهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ)). ❶

نبی ﷺ کو جب کوئی خوش کُن معاملہ پیش آتا تھا تو آپؐ فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ''تمام تر تعریفات اس ذات کے لیے ہیں جس کی نعمت کے ساتھ نیک عمل تکمیل پاتے ہیں۔''

اور جب آپؐ کو کوئی ناپسندیدہ معاملہ پیش آتا تھا تو آپؐ فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ ''ہر حال میں تمام تر تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔''

آزمائش کی فضیلت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُفِيئُهُ، وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرِ الْأُرْزِ لَا يَهْتَزُّ حَتَّى يُسْتَحْصَدَ)). ❷

''مومن کی مثال پودے جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے اور مومن ہمیشہ کسی نہ کسی آزمائش میں ہی پڑا رہتا ہے، جبکہ منافق کی مثال درخت کی طرح ہے کہ وہ تب تک اپنی جگہ سے نہیں ہلتا جب تک اسے اُکھاڑ نہ دیا جائے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)). ❸

---

❶ [صحیح] مستدرك حاكم: 1/499-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 265

❷ [صحیح] صحیح بخاری، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض، ح: 5644-صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة باب مثل المؤمن كالزرع ومثل الكافر كشجر الأرز، ح: 2809

❸ [صحیح] صحیح بخاری، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض، ح: 5645-مسند أحمد: 2/237-مسند أحمد: 2/237

''اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَعْظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)). وَقَالَ: ((إِنَّمَا الصَّبْرُ فِي الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) [1]

''بلاشبہ بہت عظیم جزاء بڑی آزمائش کے ساتھ ہی ملتی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے توانہیں آزماتا ہے، سو جو (اللہ کی آزمائش پر) خوش رہا اسے (اللہ کی) رضا حاصل ہوتی ہے اور جو خوش نہ رہا اس کے لیے (اللہ کی) ناراضگی ہوتی ہے۔ اور فرمایا: صبر تو ہوتا ہی پہلے صدمے پر ہے۔''

پہلے صدمے پر صبر سے مراد یہ ہے کہ تکلیف، مصیبت اور آزمائش کے آن پڑتے ہی فوراً صبر سے کام لینا اور اسے اللہ کی رضا مانتے ہوئے سرِ تسلیم خم کرنا ہی درحقیقت صبر ہے، یہ صبر نہیں ہے کہ پہلے رو دھو لیا جائے اور تقدیر و رضا سے شکوے شکایتیں کر کے بعد میں جب اسے اللہ کا فیصلہ سمجھنے اور اسے برداشت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہ ہو تو تب خاموشی اختیار کر لی جائے، بلکہ صبر صدمہ پہنچنے کے پہلے وقت میں ہی ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت غم کا پہاڑ ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ تبھی دیکھتا ہے کہ مصیبت کی اس عظیم گھڑی میں میری آزمائش پر کون پورا اترتا ہے؟ جو پورا اترتا ہے اسے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جو پورا نہیں اترتا وہ رب تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْرًا ابْتَلَاهُمْ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ صَبَرَ فَلَهُ الصَّبْرُ، وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ)). [2]

''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے، سو جس نے صبر کیا اس کے لیے صبر (کا اجر و ثواب) ہے اور جو گھبرا گیا اس کے لیے گھبراہٹ ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ إِنَّمَا عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا: الزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ، وَالْبَلَاءُ)). [3]

[1] [حسن] سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء، ح:2396-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ح:4031-سلسلة الأحاديث الصحيحة:146

[2] [صحيح] مسند أحمد:5/428-سلسلة الأحاديث الصحيحة:146

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الفتن، باب ما يرجى في القتل، ح:4278-سلسلة الأحاديث الصحيحة:959

''بلا شبہ میری امت اُمتِ مرحومہ ہے، اس کے لیے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا، بلکہ اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں، قتل و غارت اور آزمائشوں کی صورت میں مل جائے گا۔''

ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ، فَجَعَلَ يُؤْتَى بِرُءُوسِ الْخَوَارِجِ قَالَ: وَكَانُوا إِذَا مَرُّوا بِرَأْسٍ قُلْتُ: إِلَى النَّارِ، قَالَ: فَقَالَ لِي: لَا تَفْعَلْ يَا ابْنَ أَخِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يَكُونُ عَذَابُ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي دُنْيَاهَا)). [1]

''میں ابنِ زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس عبداللہ بن یزید بھی تھے، ان کے پاس خوارج کے سر لائے جا رہے تھے اور جب بھی سپاہی سر لے کر گزرتے تو میں کہتا: (یہ جہنم کی) آگ کی طرف جا رہا ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے بھتیجے! ایسے نہ کہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس اُمت کا عذاب دنیا میں ہی ہوگا۔''

عبداللہ بن مغفل روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا لَقِيَ امْرَأَةً كَانَتْ بَغِيًّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: فَجَعَلَ يُلَاعِبُهَا حَتَّى بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: مَهْ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ ذَهَبَ بِالشِّرْكِ وَجَاءَ بِالْإِسْلَامِ. فَوَلَّى الرَّجُلُ فَأَصَابَ وَجْهَهُ الْحَائِطُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْتَ عَبْدٌ أَرَادَ اللّٰهُ بِكَ خَيْرًا، إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ عُقُوبَةَ ذَنْبِهِ، وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَكَ عَلَيْهِ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ الْقِيَامَةَ كَأَنَّهُ عِيرٌ)). [2]

''ایک آدمی ایسی عورت سے ملا جو عہدِ جاہلیت میں زانیہ تھی، وہ اس عورت سے کھیلنے مچلنے لگا، یہاں تک کہ اس نے اپنا ہاتھ اس عورت کی طرف پھیلا دیا (یعنی اسے پکڑنے لگا) تو اس نے کہا: رہنے دو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے (مجھ سے) شرک کو ختم کر دیا ہے اور اسلام کو لے آیا ہے۔ وہ آدمی واپس چلا گیا اور اس کا چہرہ دیوار سے ٹکرا گیا اور وہ زخمی ہو گیا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ بات بتلائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ بندہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کرنا چاہی ہے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا اسے جلد (یعنی دنیا میں) ہی دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کو اس کا بدلہ دے گا، گویا (وہ گناہ اتنا بڑا ہوگا) جیسے اونٹ۔''

[1] [صحیح] مستدرك حاكم: 4/254

[2] [صحیح] مسند أحمد: 4/87-مستدرك حاكم: 4/608-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1220

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)).[1]

''دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنّت ہے۔''

مومن کے لیے دنیا اس لیے قید خانہ ہے کہ وہ اسلامی احکام کا پابند ہوتا ہے، اس کے لیے یہ پابندی ہوتی ہے کہ وہ صرف انہی امور کو اختیار کر سکتا ہے جو شریعتِ اسلامیہ نے اس کے لیے حلال کیے ہیں اور ان امور کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا جو اس پر حرام کر دیے گئے ہیں، اس اعتبار سے مومن کو ہر معاملے میں حدود و قیود کا پابند رہنا پڑتا ہے، وہ فرائض وواجبات میں کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوسکتا، اسے اخلاقی اقدار و اصولوں کا پاس ولحاظ رکھنا ہوتا ہے، اس کے لیے معاملاتِ زندگی میں شرعی تعلیمات کی پیروی ضروری ہوتی ہے، غرضیکہ وہ اپنی مرضی سے من چاہی زندگی نہیں گزار سکتا بخلاف کافر کے کہ وہ بے مہار اونٹ کی طرح ہر جگہ چرتا پھرتا ہے، اسے حلال وحرام کی تمیز کی پرواہ نہیں ہوتی، اخلاقی اقدار کا اسے چنداں پاس نہیں ہوتا اور دیگر بہت سے امور سے اسے کچھ سروکار نہیں ہوتا، چنانچہ کافر کو صرف دنیا سے ہی غرض و مطلب ہوتا ہے اور اسی کو اپنی جنّت سمجھتا ہے جبکہ مومن اس دنیا کو عارضی وفانی قیام گاہ سمجھتے ہوئے اسیری کے چند ایام یہاں گزارتا ہے اور پھر اپنے حقیقی مقام یعنی جنّت کی طرف رختِ سفر باندھ لیتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَعْرَابِيٍّ: ((هَلْ أَخَذَتْكَ أُمُّ مِلْدَمٍ قَطُّ؟)) قَالَ: مَا أُمُّ مِلْدَمٍ؟ قَالَ: ((حَرٌّ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ)) قَالَ: قَالَ: مَا وَجَدْتُ هٰذِهِ قَطُّ. فَقَالَ: ((فَهَلْ أَخَذَكَ الصُّدَاعُ قَطُّ؟)) قَالَ: وَمَا الصُّدَاعُ؟ قَالَ: ((عِرْقٌ يَضْرِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ فِي رَأْسِهِ)) قَالَ: مَا وَجَدْتُ هٰذَا قَطُّ. فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا)).[2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے دریافت فرمایا: کیا تمہیں اُمِ ملدم نے کبھی اپنی گرفت میں لیا ہے؟ اس نے پوچھا: اُمِ ملدم سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جلد اور گوشت کے درمیان گرمی کا نام ہے (یہ بخار ہی کی سی کیفیت والی بیماری ہوتی ہے)، اس نے کہا: میں نے اسے کبھی نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تمہیں کبھی صداع نے پکڑا ہے؟ اس نے پوچھا: صداع کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رگ ہوتی ہے جو انسانی سر میں پھڑکتی ہے تو سر درد ہونے لگتا ہے، تو اس نے کہا: میں نے یہ بھی کبھی نہیں محسوس کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے جہنّمی شخص دیکھنے کی خواہش ہو وہ اسے دیکھ لے۔''

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح:2956-سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء أن الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر، ح:2324-سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا، ح:4113

[2] [صحیح] مسند أحمد:332/2-الأدب المفرد للبخاری:495

آپ ﷺ نے ایسا اس لیے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے یعنی اس کی آخرت بہتر بنانا چاہتا ہے اسے دنیا میں ہی کسی نہ کسی بیماری، تکلیف اور مصیبت میں مبتلا کر کے اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ اور جس شخص کا اس روایت میں ذکر ہے اسے بخار تو کجا کبھی سر درد بھی نہیں ہوا تھا جو اس بات کی غمازی کرتا تھا کہ اس سے رب تعالیٰ ناراض ہے، تبھی تو اس کی بھلائی نہیں چاہتا یعنی کسی مرض یا تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا۔ اس لیے اگر کسی شخص کو یہی صورت حال پیش آئے تو اسے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے اور اپنے پروردگار کو راضی کرنا چاہیے۔

سخت ترین آزمائش کا شکار کون ہوتا ہے؟

عطاء بن یسار روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَوْعُوكٌ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَوَجَدَ حَرَارَتَهَا فَوْقَ الْقَطِيفَةِ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَا أَشَدَّ حَرَّ حُمَّاكَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّا كَذَلِكَ يُشَدَّدُ عَلَيْنَا الْبَلَاءُ وَيُضَاعَفُ لَنَا الْأَجْرُ)). ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً؟ قَالَ: ((الْأَنْبِيَاءُ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْعُلَمَاءُ)). قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الصَّالِحُونَ كَانَ أَحَدُهُمْ يُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يَلْبَسُهَا، وَلَأَحَدُهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِالْبَلَاءِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِالْعَطَاءِ)).[1]

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ کو بخار تھا اور آپؐ لحاف اوڑھے ہوئے تھے، انہوں نے لحاف کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا تو بخار کی حرارت محسوس کی، ابوسعیدؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ کو تو بہت سخت حرارت کا بخار ہوا پڑا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اسی طرح ہم (انبیاء) پر آزمائش بھی اتنی ہی سخت آتی ہے اور اجر بھی دوگنا ملتا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں پر آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء پر، انہوں نے عرض کیا: پھر کن پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علماء پر، انہوں نے کہا: پھر کن پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ان نیک لوگوں پر کہ جن میں سے کوئی اسقدر غربت سے آزمایا جاتا ہے کہ اس کے پاس صرف ایک چادر ہوتی ہے جسے وہ اوڑھتا ہے، اور وہ آزمائش میں مبتلا ہو کر بھی تم میں سے کسی ایسے شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جسے سب چیزیں میسر ہوں۔''

[1] [صحیح] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ح:4024-مستدرك حاكم:343/3- سلسلة الأحاديث الصحيحة:144

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ حَتَّى يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى قَدْرِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ صُلْبَ الدِّينِ اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ أَوْ قَدْرِ ذَلِكَ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَدَعَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)). ❶

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں پر آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء پر، پھر جو (ان کے بعد) زیادہ فضیلت کے حامل ہیں، پھر جو (ان کے بعد) افضل لوگ ہیں، یہاں تک کہ آدمی کو اس کے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے۔ اگر تو وہ دین میں مضبوط ہوگا تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوگی اور اگر وہ دین میں نرم ہوا تو اس کی آزمائش اسی حساب سے کی جاتی ہے۔ بندے پر آزمائش آتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اسے ایسا کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔''

مصائب کی صورت میں گناہوں کے کفارے اور درجات کی بلندی کی امید

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ الصَّلَاحُ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ [النساء: 123] فَكُلُّ سُوءٍ عَمِلْنَاهُ جُزِينَا بِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ)) قَالَهَا ثَلَاثًا، ((أَلَسْتَ تَمْرَضُ، أَلَسْتَ تَحْزَنُ، أَلَسْتَ تَنْصَبُ، أَلَسْتَ يُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ((فَهُوَ مَا تُجْزَوْنَ بِهِ فِي الدُّنْيَا)). ❷

''میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس آیت ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ ''جو بھی برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔'' کے بعد نجات کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ ہم جو بھی برا عمل کریں گے اس کا بدلہ ہمیں دیا جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تمہاری مغفرت فرمائے، آپؐ نے تین مرتبہ یہ دعا دی، پھر فرمایا: کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تمہیں کوئی پریشانی نہیں آتی؟ کیا تمہیں تھکاوٹ نہیں ہوتی؟ کیا تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی؟، میں نے جواب دیا: جی کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ بدلہ

❶ [صحيح] سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء، ح:2398-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ح:4023-مسند أحمد:1/172-سلسلة الأحاديث الصحيحة:143

❷ [صحيح] مسند أحمد:1/11-مستدرك حاكم:3/74-صحيح ابن حبان:1734

ہے جو تمہیں دنیا میں دیا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا سَقَمٍ وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمَّ يُهَمُّهُ إِلَّا كَفَّرَ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ)). [1]

''مسلمان جب بھی کسی تکان، دکھ، درد و تکلیف، بیماری اور غم میں مبتلا ہوتا ہے حتیٰ کہ جب اسے کوئی پریشانی آن پڑتی ہے جو اسے پریشان کر دیتی ہے تو اس کے بدلے میں بھی اس کی برائیاں دُور کر دی جاتی ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ يُصَابُ بِهَا الْمُؤْمِنُ إِلَّا كُفِّرَ بِهَا عَنْهُ، حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا)). [2]

''مسلمان پہ جو بھی مصیبت آتی ہے اس کی وجہ سے اس کے گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اسے جو کانٹا بھی چبھتا ہے (تو یہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے)۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُشَوكُهُ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطِيئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً)). [3]

''کسی بھی مومن کو اگر کانٹا بھی چبھتا ہے یا اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ ختم کر دیتا ہے اور ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونُ لَهُ الْمَنْزِلَةُ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ، فَلَا يَزَالُ يَبْتَلِيهِ حَتَّى يَبْلُغَهُ ذَلِكَ)). [4]

''بلاشبہ آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسا مقام ہے جہاں وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ پاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اسے مسلسل آزماتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مقام تک جا پہنچتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي مَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ)). [5]

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء في كفارة المرض، ح:5641-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، أو حزن، ح:2573

[2] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، ح:2572

[3] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، ح:2572

[4] [صحیح] مستدرك حاكم:3/112-صحيح ابن حبان:692-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2599

[5] [صحیح] مسند أحمد:2/287-مستدرك حاكم:1/346-الأدب المفرد للبخاري:494

''مومن مرد یا مومن عورت اپنے مال، جان اور اولاد کے معاملے میں آزمائش میں مبتلا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ سے جاملتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((الْحُمَّى كِيرٌ مِنْ جَهَنَّمَ، فَمَا أَصَابَ الْمُؤْمِنَ مِنْهَا كَانَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ)). [1]

''بخار جہنم کا زنگ ہے، سو جس مومن کو بخار ہوجائے اسے آگ سے اس کا حصہ مل جاتا ہے۔''

بخار چونکہ جہنم ہی کا زنگ ہوتا ہے تو مومن کو اس کے گناہوں کے بدلے میں جو جہنم کی سزا ہونا ہوتی ہے وہ بخار ہوجانے سے ٹل جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں گویا وہ اپنی سزا بھگت لیتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا:

((لَا تَسُبِّي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)). [2]

''تم بخار کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ یہ انسان کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح (آگ کی) بھٹی لوہے کی میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔''

سیدنا عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا مَثَلُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ حِينَ يُصِيبُهُ الْوَعْكُ أَوِ الْحُمَّى كَمَثَلِ حَدِيدَةٍ تَدْخُلُ فِي النَّارِ فَيَذْهَبُ خَبَثُهَا وَيَبْقَى طَيِّبُهَا)). [3]

''مسلمان بندے کو جب کوئی سخت تکلیف یا بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے لوہا، کہ جب وہ آگ کے اندر جاتا ہے تو اس کی میل، زنگ اور کھوٹ ختم ہوجاتا ہے اور عمدہ چیز باقی رہ جاتی ہے۔''

اسی طرح مسلمان کا معاملہ ہے کہ جب اسے بخار ہوتا ہے یا کسی تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس کے سارے گناہ ختم ہوجاتے ہیں اور خطاؤں سے پاک جسم باقی رہ جاتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهُ عَنْهُمَا الْجَنَّةَ))، يُرِيدُ عَيْنَيْهِ. [4]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ اپنی دو پیاری چیزوں کے عارضے میں مبتلا کر دیا جاتا ہے پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں ان دونوں کے بدلے میں اسے جنّت عطا کروں گا۔ دو پیاری چیزوں سے مراد آنکھیں ہیں۔''

[1] [حسن] مسند أحمد: 5/264 - سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1822

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض، ح: 2575

[3] [صحيح] مستدرك حاكم: 1/348 - سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1714

[4] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب المرضى، باب فضل من ذهب بصره، ح: 5653 - مسند أحمد: 3/156

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی کی بینائی چھین لے تو اس کی دو آنکھوں کے بدلے میں اسے جنت عطا فرما دیتا ہے۔

سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ، فَيَقُولُ: انْظُرُوا مَا يَقُولُ لِعُوَّادِهِ فَإِنْ هُوَ إِذَا جَاءُوهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَلِكَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيَقُولُ: لِعَبْدِي عَلَيَّ إِنْ تَوَفَّيْتُهُ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ شَفَيْتُهُ أَنْ أُبَدِّلَهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ، وَأَنْ أُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ)). [1]

''جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو اس کے پاس بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ جاؤ دیکھو کہ وہ عیادت کے لیے آنے والے لوگوں سے کیا کہتا ہے؟ پھر (فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور) اگر تو وہ آنے والوں کے پاس الحمد للہ کہتا ہے اور اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے تو وہ اس کا یہ عمل اُٹھا کر اللہ کی طرف لے جاتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جانتا ہے، اور اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کا معاملہ میرے ساتھ ہے، اگر میں اسے فوت کر دوں تو اسے جنت میں داخل کر دوں گا اور اگر میں اسے شفا دے دوں تو اسے ایسا گوشت (جسم) دوں گا جو اس کے (پہلے) گوشت سے بہتر ہوگا اور ایسا خون دوں گا جو اس کے (پہلے) خون سے بہتر ہوگا اور میں اس کی تمام برائیاں ختم کر دوں گا۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا)). [2]

''جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے یا سفر میں ہوتا ہے تو اس کے لیے اتنا ہی اجر لکھ دیا جاتا ہے جتنا وہ تندرستی یا قیام کی حالت میں عمل کرتا ہوتا ہے۔''

اگر بندہ روزانہ کوئی نیک عمل کرتا ہے اور پھر کسی دن بیمار ہو جانے یا سفر کرنے کی وجہ سے وہ عمل نہیں کر پاتا تو اس دن وہ عمل نہ کرنے کے باوجود بھی اس کے نامۂ اعمال میں اس کے معمول کا اجر ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ یہ پروردگار عالم کی اپنے بندے پر خاص رحمت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)). [3]

---

[1] [صحیح] موطأ لإمام مالك: 940-التمهيد لابن عبد البر: 47/5-سلسلة الأحاديث الصحيحة: 146

[2] [صحیح] صحيح بخاري، كتاب الجهادوالسير، باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الاقامة، ح: 2996-مسند احمد: 410/4

[3] [صحیح] صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، ح: 652-صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء، ح: 1914

''ایک آدمی چلا جارہا تھا، اس نے ایک کانٹے دار ٹہنی راستے میں پڑی دیکھی، اس نے وہ اٹھادی تو اللہ تعالیٰ نے اس (کے اس عمل) کی قدر کی اور اسے بخش دیا۔''

یعنی چھوٹے سے چھوٹے عمل کی بھی اللہ تعالیٰ قدر فرماتا ہے اور اپنے بندے کو اس کے بھی ثواب سے محروم نہیں کرتا۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)). ❶

''شہداء کی پانچ قسمیں ہیں: طاعون کی مرض سے فوت ہونے والا، پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، جو دیوار کے نیچے دَم کر مر جائے اور راہِ خدا میں جان دے کر شہادت پانے والا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((الَّذِي يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ بِالْبَطْنِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ غَرِيقًا شَهِيدٌ، وَالنُّفَسَاءُ شَهِيدَةٌ)). وَزَادَ: ((وَالْخَارُّ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ، وَالْمَجْنُوبُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَهِيدٌ)). ❷

''راہِ خدا میں جان دینے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری میں فوت ہوجانے والا شہید ہے، پانی میں ڈوب کر مرجانے والا شہید ہے اور ایامِ نفاس میں فوت ہوجانے والی عورت بھی شہیدہ ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی سواری سے گر کر مرجانے والا شہید ہے اور راہِ خدا میں پہلو کے درد سے فوت ہوجانے والا بھی شہید ہے۔''

موت کی مذکورہ تمام صورتیں چونکہ انتہائی تکلیف دہ مراحل سے گزر کر آتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس طرح فوت ہونے والے اپنے بندوں کو شہادت کے مرتبے سے نوازا ہے۔

موت کی خواہش کرنے کی ممانعت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). ❸

❶ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل التهجير إلى الظهر، ح:653- صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب بیان الشهداء، ح:1914

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بیان الشهداء، ح:1915- مسند أحمد:441/2

❸ [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح:6351- صحیح مسلم، کتاب الذکروالدعاء، باب کراهة تمني الموت لضر نزل به، ح:2680

''تم میں سے کوئی بھی مصیبت یا تکلیف آن پڑنے پر موت کی خواہش ہرگز نہ رے، لیکن اگر اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي ''اے اللہ! مجھے تب تک ہی زندہ رکھنا جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اس وقت مجھے موت دے دینا جب مرجانا میرے لیے بہتر ہو۔''

رب تعالیٰ سے حسنِ ظن اور رحمت کی امید

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے قبل تین مرتبہ یہ فرماتے سنا:

((لَا يَمُوتَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ)). [1]

''تم میں سے ہر شخص کو لازماً اسی حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔''

یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہی گمان رکھنا چاہیے کہ وہ بہت ارحم الراحمین ہے، اس کی رحمت کے سامنے میرے گناہوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے، وہ مجھے اپنی رحمت سے ضرور نوازے گا اور میرے گناہوں کو ضرور بخش دے گا۔ اس حکم کی وجہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي (صحیح بخاری: ۷۵۰۵) ''میں اپنے بندے کے بارے میں وہی معاملہ کرتا ہوں جو اس کا میرے بارے میں گمان ہوتا ہے۔'' اس لیے اگر اللہ تعالیٰ لی رحمت کی امید ہو اور یہ حسنِ ظن ہو کہ وہ مجھے عذاب نہیں دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرمائے گا۔ لہٰذا خواہ جتنے بھی گناہ ہوں اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے، ہاں البتہ رحمت اور مغفرت کی امید پر گناہ کرنا مذموم عمل ہے اور ایسے شخص کے بارے میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

اولاد کی طرف سے آزمائش پر اجر و ثواب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ يَعْنِي مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)). [2]

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت، ح:2877-سنن أبوداود، كتاب الجنائز، باب في الرجل يهب الهبة، ثم يوصى له بها أو يرثها، ح:2877-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب التوكل واليقين، ح:4167

[2] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ح:1251-صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح:2632

''جس شخص کے تین ایسے بچے فوت ہو جائیں کہ جو ابھی گناہ کی عمر کو نہیں پہنچے ہوں، اسے آگ صرف قسم پوری کرنے کے لیے ہی چھوئے گی۔''

قسم پوری کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ ''اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر واردنہ ہو۔'' اس آیت کی تفسیر میں اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پُل صراط ہے جو جہنم کے اوپر بنا ہا ہے، چنانچہ جو نیک عمل کرنے والے اللہ کے پیارے لوگ ہوں گے وہ اس پر سے بہ آسانی گزر جائیں گے لیکن جو بد عمل اور کافر ہوں گے وہ اس سے گزر نہیں پائیں گے اور جہنم میں جا گریں گے۔ تو مذکورہ حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ جس کے تین ایسے بچے فوت ہو گئے جو ابھی گناہ کی عمر کو نہیں پہنچے تھے یعنی بالغ نہیں ہوئے تھے تو اسے اللہ تعالیٰ صرف اپنی قسم پوری کرنے کے لیے اس پر سے گزاریں گے اور وہ بھی بہ آسانی گزر جائے گا اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پائے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِي، فَقَالَ: ((لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ)). [1]

''ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے تین بچے دفنا چکی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تُو نے تو آگ سے بہت سخت رکاوٹ بنالی ہے۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَاحْتَسَبَهُمْ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاثْنَانِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَانِ)). قَالَ مَحْمُودٌ: فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُرَاكُمْ لَوْ قُلْتُمْ: وَاحِدًا لَقَالَ: وَاحِدٌ. قَالَ: وَأَنَا وَاللّٰهِ أَظُنُّ ذَلِكَ.

''جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان پر اجر کی امید رکھے، تو وہ جنّت میں جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اور اگر دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو ہوں تب بھی۔ محمود کہتے ہیں کہ میں نے جابرؓ سے کہا: اللہ کی قسم! اگر آپ ایک کا بھی پوچھتے تو آپ ﷺ نے ایک کا بھی یہی حکم فرما دینا تھا، تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! میرا بھی یہی خیال ہے۔''

معاویہ بن قرہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ بُنَيٌّ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه، ح: 2636 سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب من یتوفی له ثلاثة، ح: 1873

((أَتُحِبُّهُ؟)) قَالَ: أَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا أُحِبُّهُ. قَالَ: فَفَقَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا فَعَلَ بُنَيُّ فُلَانٍ؟)) قَالُوا: تُوُفِّيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا يَسُرُّكَ أَنَّهُ كُلَّمَا أَتَيْتَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ تَسْتَفْتِحُهُ يَسْعَى حَتَّى يُفْتَحَ)). فَقَالَ رَجُلٌ: لَهُ خَاصَّةً أَمْ لَنَا كُلِّنَا؟ فَقَالَ: ((لَكُمْ كُلِّكُمْ)). ❶

''ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا بھی ہوتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا: اللہ تعالیٰ آپؐ سے اسی طرح محبت فرمائے جس طرح میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں)، راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے غیر حاضر پایا تو پوچھا کہ فلاں شخص کے بیٹے کو کیا ہوا؟ صحابہؓ نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! وہ فوت ہو گیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم جنّت کے کسی بھی دروازے پہ آؤ اور اسے کھولنا چاہو تو وہ (بچہ) دوڑتا ہوا آئے اور دروازہ کھول دیا جائے۔ ایک آدمی نے کہا: یہ اسی کے ساتھ خاص ہے یا ہم سب کے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب کے لیے ہے۔''

نوحہ اور بَین کرنے کی ممانعت

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَرْسَلَتِ ابْنَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنِي قُبِضَ. فَأْتَانَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَرَجُلٌ، فَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). ❷

''نبی ﷺ کی صاحبزادی (زینبؓ) نے آپؐ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے (لہٰذا آپؐ تشریف لائیں)، تو آپ ﷺ نے (قاصد کے ذریعے) انہیں یہ جواب بھیجا کہ وہ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ ''یقیناً اللہ تعالیٰ ہی

❶ [صحيح] سنن نسائی، كتاب الجنائز، باب الأمر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة، ح: 1870- مسند أحمد: 3/436-

❷ [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه)) إذا كان النوح من سنته، ح: 1284- صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: 923

کا تھا جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دیا ہے وہ اسی کا ہے، اور ہر ایک کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔" زینبؓ نے دوبارہ آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپؐ کو قسم دیتی ہے کہ آپؐ ضرور تشریف لائیں، چنانچہ آپؐ کھڑے ہوئے اور (تشریف لائے) آپؐ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور ایک اور صحابی تھے، بچے کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس کی جان نکل رہی تھی، آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں، تو سعدؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ رحمت وشفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالی ہے، اور اللہ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔"

اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللهُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)). قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللهُ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [1]

"جس بھی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھے (اور ساتھ یہ دعا پڑھے:) اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا (اے اللہ! میری اس مصیبت میں مجھے اجر وثواب سے نواز اور مجھے اس سے بہتر عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے بہتر بدل عطا فرما دیتا ہے۔ ام المومنین سیدہ اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب (میرے پہلے خاوند) ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے بھلا ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ یہ وہ پہلا گھر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کی۔ پھر میں یہی دعا پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل کے طور پر رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم (کی وفات) کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ((تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبَّنَا، وَاللهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ)). [2]

---

[1] [صحیح] صحیح مسم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، ح:918-سنن أبوداود، کتاب الجنائز، باب في الاسترجاع، ح:3119

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي صلی اللہ علیه وسلم: ((إنا بك لمحزونون))، ح:1303-صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلی اللہ علیه وسلم الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلك، ح:2315

''میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں دیکھا اوران کی جانکنی کا عالم تھا، تورسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اورآپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ آنسو بہارہی ہے اور دِل غمگین ہے، لیکن ہم صرف وہی بات کہیں گے جو ہمارے رب کوراضی کرے گی، اے ابراہیم! اللہ کی قسم! ہم تیری وجہ سے بہت غمگین ہیں۔''

اولاد یا کسی بھی محبوب شخصیت کی وفات پر فطری محبت کی وجہ سے آنسوؤں کا بہہ پڑنا ممنوعات میں سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر عدمِ رضا کا اظہار کرتے ہوئے واویلا کرنا اور رونا دھونا ممنوع ہے۔ اس لیے ایسے موقع پر صرف وہی بول بولنے چاہییں جس سے خدائے تعالیٰ کی رضا مندی ہی حاصل ہوتی ہو۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّخْلِ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَإِذَا ابْنُهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ قَالَ: فَوَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَتَبْكِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَأَنْتَ تَنْهَانَا عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَنْهَ عَنِ الْبُكَاءِ إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنِ النَّوْحِ، عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ لَهْوٍ وَلَعِبٍ وَمَزَامِيرِ شَيْطَانٍ، وَصَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ خَمْشِ وُجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ. وَهٰذَا رَحْمَةٌ، وَمَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ، يَا إِبْرَاهِيمُ، لَوْلَا أَنَّهُ أَمْرٌ حَقٌّ، وَوَعْدٌ صَادِقٌ وَأَنَّهَا سَبِيلٌ مَأْتِيَّةٌ، وَأَنَّ آخِرَنَا سَيَلْحَقُ أَوَّلَنَا، لَحَزِنْتُ عَلَيْكَ حُزْنًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هٰذَا، وَإِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ، تَبْكِي الْعَيْنُ، وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ کھجور کے درخت کے پاس جا کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ عبدالرحمان بن عوفؓ بھی تھے، آپؐ کے صاحبزادے (ابراہیم) قریب المرگ تھے، آپؐ نے انہیں اپنی گود میں لیا تو آپؐ کی آنکھیں نم ہوگئیں، عبدالرحمان بن عوف نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ رو رہے ہیں؟ حالانکہ آپؐ تو ہمیں رونے سے منع فرماتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں نوحہ کرنے سے منع کرتا ہوں، میں دو انتہائی بے وقوفی اور گناہ والی آوازوں سے منع کرتا ہوں: ایک آواز تو لہو و لعب اور شیطانی باجوں اور بانسریوں کی ہے اور دوسری آواز مصیبت کے وقت چہرہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطانی چیخوں (کی آواز) ہے، اور (میرا) یہ (رونا) رحمت وشفقت کا اظہار ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، اے ابراہیم! اگر یہ معاملہ برحق نہ ہوتا، وعدہ سچا نہ ہوتا، بلاشبہ یہ راستہ (دوسروں کے بھی) آنے کا نہ ہوتا اور یقیناً پیچھے رہ جانے والا ہم سے پہلے جانے والے سے عنقریب جاملنے والا نہ

[1] [صحیح] السنن الکبری للبیہقی: 4/69-مستدرک حاکم: 4/40-سلسلة الأحادیث الصحیحة: 2157

ہوتا تو میں تمہارا ایسا غم کرتا جو اس سے بھی زیادہ سخت ہوتا، اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے غم میں مبتلا ہو چکے ہیں، آنکھ رو رہی ہے، دِل کو غم کھائے جا رہا ہے، لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے جو رب تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کا سعد بن عبادہؓ کی عیادت کرنا اور ان کے پاس آنسو بہانے کے واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَيُعَذِّبُ بِهٰذَا - وَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ - أَوْ يَرْحَمُ)). [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو بہانے پر اور دِل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتے، بلکہ وہ اس زبان کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا اسی کے باعث رحم کرتے ہیں۔''

یعنی اگر تو اس زبان سے نوحہ اور واویلا کیا تو یہی زبان عذاب کی موجب بن جائے گی اور اگر اللہ کے فیصلے پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اسی زبان سے اس کا شکر ادا کیا اور صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسی زبان کو باعثِ رحمت بنا دیتے ہیں۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَمَا قَالَ؟ قَالُوا: اسْتَرْجَعَ وَحَمِدَكَ قَالَ: ابْنُوا لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)). [2]

''جب کسی شخص کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی رُوح قبض کی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: جی ہاں، اللہ فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے دِل کا پھل چھینا ہے؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں، اللہ فرشتوں سے پوچھتا ہے: تو اس نے کیا کہا: فرشتے جواب میں کہتے ہیں: اس نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا اور اور تیری تعریف بیان کی، تو اللہ تعالیٰ یہ حکم فرماتا ہے کہ اس کے لیے جنّت میں گھر بنا دو اور اس کا نام ''بیت الحمد'' (یعنی تعریف کا گھر) رکھ دو۔''

صبر کی فضیلت اور اللہ کی طرف رجوع

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ، وَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَعْطَاهُ،

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض، ح:1304- صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، ح:924

[2] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصیبة إذا احتسب، ح:1021- سلسلة الأحادیث الصحیحة:1408

حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ أَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدِهِ: ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرُهُ عَنْكُمْ، وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَلَمْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [1]

''کچھ انصاری لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپؐ نے انہیں دے دیا، اور جس جس نے بھی مانگا آپؐ اسے دیتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کے پاس جتنا بھی مال تھا سب ختم ہو گیا، تو آپ ﷺ نے جس وقت ہر چیز اپنے ہاتھ سے خرچ کر دی تو فرمایا: میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں اسے تم سے بچا کر نہیں رکھتا، لیکن جو شخص مانگنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے ہی رکھتا ہے، جو بے نیاز ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دیتا ہے اور کسی کو بھی صبر سے بہتر اور اس سے زیادہ وسیع چیز کوئی نہیں ملتی۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا غُلَامٌ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا غُلَامُ، احْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ، وَاحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْخَلَائِقَ لَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يُعْطُوكَ شَيْئًا لَمْ يُرِدِ اللهُ أَنْ يُعْطِيَكَهُ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى ذَلِكَ، أَوْ يَمْنَعُوكَ شَيْئًا أَرَادَ اللهُ أَنْ يُعْطِيَكَهُ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى ذَلِكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ جَفَّ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَإِذَا سَأَلْتَ فَسَلِ اللهَ، وَإِذَا اعْتَصَمْتَ فَاعْتَصِمْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا)). [2]

''میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں ابھی بچہ تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے غلام! اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ کی یاد میں مگن رہ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، خوشحالی میں اللہ سے تعلق رکھ وہ سختی میں تجھ سے تعلق رکھے گا۔ یاد رکھ! جو تیرے حصے کا نہیں ہے وہ تجھے مل نہیں سکتا اور جو تیرے حصے کا ہے وہ تجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا، اور یاد رکھ! اگر ساری مخلوق اکٹھی ہو کر تجھے کوئی چیز دینا چاہے جبکہ اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھے نہ دینا چاہتا ہو تو وہ سب اس کی طاقت نہیں پائیں گے، یا وہ کوئی ایسی چیز تجھ سے روک لینا چاہیں جس چیز کو اللہ تجھے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو ان میں ایسا کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے، اور یاد رکھ! روزِ قیامت

---

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح:1469-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل التعفف والصبر، ح:1053

[2] [صحيح] سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2516-مستدرك حاكم: 3/541-صحيح الجامع للألباني:7957

تک ہونے والے تمام معاملات لکھ کر تقدیر کا قلم خشک ہوگیا ہے، سو جب تُو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب تُو حفاظت اور پناہ چاہے تو وہ بھی اللہ سے مانگ، اور (یہ بھی) یاد رکھ! کہ یقیناً صبر کے ساتھ مدد ہے، تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور بلا شبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

مندرجہ بالا حدیثِ مبارکہ میں دنیوی واخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے جو زرّیں اصول زبانِ نبوّت سے بیان ہوئے ہیں، وہ مختصراً یہ ہیں:

❶ اللہ کو یاد رکھنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو یاد رکھتا ہے یعنی بندہ جب اللہ کو یاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہر حال میں اس کا خیال رکھتا ہے۔

❷ اللہ کی یاد میں مگن رہنے سے انسان اس درجے کو پالیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے محسوس کرنے لگتا ہے، یعنی جب بھی اسے کوئی تنگی، تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ یوں اس کی فوراً مدد فرماتا ہے کہ جیسے وہ اس کے سامنے ہی تھے۔

❸ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوشی، تندرستی اور اچھے مالی حالات میں تعلق جوڑے رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس پر پریشانی، بیماری اور تنگدستی کے حالات میں اسے تنہا نہیں چھوڑتا۔

❹ جو انسان کا نصیب ہوتا ہے وہ اسے مل کر رہتا ہے اور جو اس کا نصیب نہیں ہوتا وہ کسی صورت اسے مل نہیں سکتا۔

❺ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی چیز دینا چاہے اور ساری مخلوق اس کے لیے اس چیز کے حصول میں رکاوٹ بن جائے تو پھر بھی وہ اسے مل کر ہی رہتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اسے کوئی چیز نہ دینا چاہے تو ساری مخلوق اس کے لیے اپنی اپنی طاقت وکوشش بروئے کار لا کر بھی وہ چیز اسے دِلا نہیں سکتی۔

❻ کائنات کے وجود میں آنے سے لے کر روزِ قیامت تک کے تمام پیش آنے والے حالات ومعاملات تقدیر میں لکھے جاچکے ہیں جو تبدیل نہیں ہو سکتے۔

❼ جس بھی چیز کی ضرورت ہو اسے فقط اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی بھی دینے پر قادر نہیں ہے۔

❽ کسی بھی ضرر رساں چیز، آفات وبلیات، موذی جانوروں، شیاطین اور گناہوں سے پناہ، بچاؤ اور [illegible]ظت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیے۔

❾ صبر کرنے سے ہی اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے، ہر تکلیف کے بعد کشادگی یقینی ہے اور تنگی کے ساتھ ہی آسانی ملتی ہے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَأى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)). ❶

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، ح:7143-صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الأمر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذير الدعاة إلى الكفر، ح:1849

’’جوتم میں سے اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو اسے صبر کرنا چاہیے، کیونکہ جو بھی شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔‘‘

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ غَمٌّ أَوْ سَقَمٌ أَوْ لَأْوَاءُ، فَقَالَ: اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّي لَا شَرِيكَ لَهُ، كُشِفَ ذٰلِكَ عَنْهُ)). [1]

’’جسے کوئی رنج، غم، بیماری یا تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے تو اس سے وہ دُور کر دی جاتی ہے۔‘‘

اس حدیث میں تمام تر پریشانیوں اور تکالیف کا انتہائی مختصر علاج بتلا دیا گیا ہے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذْ دَعَا فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا عَبْدٌ فِي شَيْءٍ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ)). [2]

’’حضرت یونس علیہ السلام کی دعا، جو انہوں نے (سمندر کے) اندھیروں میں کی تھی، وہ یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ’’تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بہت ہی پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔‘‘ لہٰذا جو بھی بندہ یہ کلمات پڑھ کر کسی چیز کے بارے میں دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔‘‘

بنی اسرائیل کے تین لوگوں کا واقعہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی اسرائیل کے تین لوگ محوِ سفر تھے کہ بارش آ گئی، انہوں نے پہاڑ میں موجود ایک غار میں پناہ لی۔ ابھی وہ غار میں ہی تھے کہ پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکتی آئی اور غار کا دہانہ بند کر دیا۔ ان میں سے ایک بندہ دوسرے سے کہنے لگا: ذرا دیکھو تو تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی بہت فضیلت کا حامل عمل کیا ہو تو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے (کوئی راستہ بن جانے کی دعا) مانگو، شاید کہ اسی طرح تم سے یہ مصیبت ٹل جائے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا: اے اللہ! میرے بوڑھے والدین، بیوی اور چھوٹے بچے ہیں، میں ان کی کفالت کے لیے بکریاں چراتا ہوں، جب شام کو واپس آ کر دودھ دوہتا ہوں تو پہلے اپنے والدین کو پلاتا ہوں۔ ایک دِن چارے کی تلاش میں کافی دُور جا نکلا اور میرے آنے تک والدین

[1] [حسن] المعجم الأوسط للطبراني: 6119-صحيح الجامع للألباني: 6040

[2] [صحيح] سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب منه، ح: 3505-مسند أحمد: 1/170-صحيح الجامع للألباني: 3383

سو چکے تھے، میں نے برتن دھویا، اس میں دودھ نکالا، پھر وہ دودھ لے کر اپنے والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میرے بچے میری ٹانگوں سے لپٹے ہوئے تھے، لیکن میں نے اپنے والدین سے پہلے انہیں پلانا پسند نہ کیا اور میں نے انہیں نیند سے بیدار کرنا بھی مناسب نہ سمجھا، چنانچہ میں فجر ہونے تک مسلسل یونہی کھڑا رہا۔ اے اللہ! اگر تو تیرے علم میں میرا یہ عمل فقط تیری رضا کے لیے تھا تو اس (غار کے دہانے) کو اتنا سا تو کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتنا سا دہانہ کھول دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے لگ گیا۔ پھر دوسرا بولا: اے اللہ! میں اپنی ایک چچازاد سے محبت کرتا تھا، اور اس قدر محبت کرتا تھا کہ وہ مجھے ہر ایک سے بڑھ کر محبوب تھی، میں نے اسے دعوتِ گناہ دی تو اس نے جواب دیا کہ میں تب تک تمہیں کچھ نہیں کرنے دوں گی جب تک کہ تو مجھے سو دینار نہ لا دے۔ میں نے کافی بھاگ دوڑ کر کے سو دینار اکٹھے کر لیے، جب میں اس کے پاس لایا اور اپنی خواہش پوری کرنے لگا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور اس رقم کو حق مہر (یعنی شادی) کے علاوہ کسی غلط کام میں استعمال نہ کر، چنانچہ میں اس کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اے اللہ! اگر تو یہ عمل میں نے خالصتاً تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمارے لیے اس (دہانے) کو کھول دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مزید کھول دیا۔ تیسرے نے یوں دعا کی: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو مزدوری پہ رکھا، جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو میں نے اسے مزدوری دی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم سے سرمایہ کاری کر لی، یہاں تک کہ میں نے اس رقم کے ذریعے بہت سی گائیاں اور بکریاں جمع کر لیں، پھر (ایک روز) وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اللہ سے ڈرو، مجھے میرا حق دو اور میری حق تلفی مت کرو۔ میں نے کہا: جا اور یہ گائیاں اور بکریاں لے جا۔ وہ کہنے لگا: اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق مت کرو۔ میں نے کہا: میں تم سے مذاق نہیں کر رہا، جا اور یہ گائیاں اور بکریاں لے جا۔ بالآخر وہ لے گیا، اے اللہ! اگر تو میرا یہ عمل فقط تیری رضا کے لیے تھا تو یہ جو باقی رہ گیا ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مکمل دہانہ کھول دیا اور وہ نکل کر (اپنی منزل کی طرف) روانہ ہو گئے۔ [1]

راہب جریج کا واقعہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ماں کی گود میں سوائے تین بچوں کے کسی نے بات نہیں کی۔ (ایک) عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل کا جریج نامی ایک عبادت گزار شخص تھا، اس نے رب تعالیٰ کی خشوع و خضوع کے ساتھ بندگی کرنے کے لیے عبادت خانہ بنایا ہوا تھا (ایک روز) اس میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے آواز دی: اے جریج!، اس

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب إجابة دعاء من بر والدیه، ح:5974-صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب قصة أصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الأعمال، ح:2743

نے (دِل میں) کہا: اے میرے رب! میں نماز پڑھ رہا ہوں اور ماں بھی بلا رہی ہے (ماں کی بات سنوں یا نماز پڑھوں؟)، سواس نے نماز جاری رکھی، اس کی ماں واپس چلی گئی۔ اس کی ماں ایک دِن پھر آئی اور اس نے آواز دی لیکن جریج نے پہلے کی طرح ہی کیا، (تیسری مرتبہ) ایک دِن پھر آئی، اس نے پھر ویسا ہی کیا اور نماز نہ چھوڑی۔ اس کی ماں نے بددعا کردی کہ اے اللہ! اسے تب تک موت نہ دینا جب تک یہ زانیہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔ ایک روز بنی اسرائیل کے لوگ جریج کی فضیلت بیان کر رہے تھے کہ وہ بہت عابد و زاہد شخص ہے، کہ اتنے میں ایک زانیہ عورت نے یہ بات سنی تو وہ بولی: اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے سامنے فتنے میں ڈال کر دکھاؤں؟ انہوں نے کہا: ہم تو چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ عورت چل پڑی اور جریج کے سامنے جا پیش ہوئی اور اسے ورغلانے لگی، لیکن جریج نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس عورت نے یہ کیا کہ ایک چرواہا جو جریج کے عبادت خانے کی طرف بکریاں چرانے آیا کرتا تھا، اسے برائی کی دعوت دی اور اس سے منہ کالا کر کے حاملہ ہوگئی، پھر جب اس نے بچے کو جنم دیا تو اس نے یہ الزام لگا دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگ جریج پر ٹوٹ پڑے، اسے مارا پیٹا، گالیاں دِیں اور اس کا عبادت خانہ بھی گرا دیا۔ جریج نے پوچھا: تمہیں ہوا کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: تم نے اس سے زنا کیا ہے اور اس نے تمہارے بچے کو جنم دیا ہے۔ جریج نے کہا: بچہ کہاں ہے؟ جب بچے کو لایا گیا تو جریج نے اُٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، پھر بچے کی طرف متوجہ ہو کر اس سے پوچھا: اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بچہ بول پڑا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ لوگ (یہ سن کر) جریج کی طرف دوڑ پڑے اور اسے چومنے لگے اور کہا کہ ہم آپ کے عبادت خانے کو سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جریج نے جواب دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، بس یہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دو۔ (اور تیسرے بچے کا واقعہ یہ ہے کہ) ایک عورت گود میں اپنا بچہ لیے بیٹھی اسے دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے عمدہ لباس پہنے خوبصورت شکل و صورت والا ایک سوار گزرا تو اس عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے۔ اس بچے نے دودھ چھوڑا اور اس سوار کی طرف دیکھ کر بولا: اے اللہ! مجھے اس جیسا مت بنانا، اور (یہ کہہ کر) دوبارہ دودھ پینے لگا۔ پھر ایک لونڈی کا اس کے پاس سے گزر ہوا جسے لوگ مار رہے تھے، تو اس عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا، بچے نے دودھ چھوڑا اور اس لونڈی کی طرف دیکھ کر بولا: اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنانا۔ ان دونوں واقعوں کے بعد اس عورت نے اپنے بچے سے پوچھا: اے بیٹے! کیا بات ہے؟ جب وہ حسین و جمیل اور خوش لباس شخص گزرا تو میں نے کہا کہ اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے تو تم نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا مت بنانا اور جب یہ لونڈی گزری تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا تو تم نے کہا: اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنانا۔ تو اس بچے نے جواب دیا: اے میری ماں! وہ جو سوار تھا وہ بہت سرکش شخص تھا اور تم نے اللہ تعالیٰ سے مجھے اس جیسا بنانے کی دعا کردی تو میں نے کہا کہ اے اللہ مجھے اس جیسا مت بنانا، اور یہ جو لونڈی تھی لوگوں نے اس پر چوری اور زنا کا الزام لگایا حالانکہ اس نے ایسا کچھ نہیں کیا، یہ اپنی صفائی میں صرف یہی کہتی ہے کہ مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے۔ [1]

[1] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها﴾، ح:3436-صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها، ح:2550

ایک عرب عورت کا واقعہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا، فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا قَالَتْ: وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا ... أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي فَلَمَّا أَكْثَرَتْ، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ؟ قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِي، وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ، فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا، وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا، فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُونِي بِهِ فَعَذَّبُونِي، حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي، إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُءُوسِنَا، ثُمَّ أَلْقَتْهُ، فَأَخَذُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ [1]

''کسی عرب کی ایک سیاہ فام لونڈی نے اسلام قبول کیا تو اس کا خیمہ مسجد میں لگا دیا گیا، وہ ہمارے پاس آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھی، جب باتوں سے فارغ ہوجاتی تو (یہ شعر) پڑھتی:

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا ... أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي

''اور جوہری ہار کا دِن بھی ہمارے رب کے عجائب میں سے ہے، ہاں! اسی نے ہی مجھے کفر کے شہر سے نجات دی۔''

جب اس نے کئی بار یہ شعر پڑھا تو سیدہ عائشہؓ نے اس سے پوچھا: یہ جوہری ہار والا دِن کیا ہے؟ اس نے کہا: میرے مالکوں کی ایک لڑکی قیمتی جوہری ہار پہنے ہوئے تھی کہ اس سے وہ ہار گر گیا، ایک چیل اس ہار پر جھپٹی اور اسے گوشت سمجھ کر لے اُڑی۔ وہ سب مجھ پر الزام لگانے لگے اور طرح طرح کی سزائیں دینے لگے، معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ انہوں نے میری شرمگاہ تک کی تلاشی لی۔ میں بہت پریشانی میں مبتلا تھی اور وہ سبھی میرے گرد کھڑے تھے کہ اسی دوران چیل آئی اور ہمارے سروں پر منڈلانے لگی، پھر اس نے وہ ہار پھینک دیا۔ مالکوں نے ہار پکڑ لیا، تو میں نے انہیں کہا: اسی ہار کی تم مجھ پر تہمت لگا رہے تھے حالانکہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہ تھا۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب نوم المرأة في المسجد، ح:439 وکتاب مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح:3835

آزمائش کے وقت خوشی کا اظہار

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا طُعِنَ بِحَرَامِ بْنِ مِلْحَانَ، وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ، فَقَالَ: الدَّمُ هَكَذَا، فَنَضَحَهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. [1]

''جب حرام بن ملحان کو، جو ان کے ماموں تھے، بئر معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو انہوں نے خون کو اس طرح اپنے چہرے اور اپنے سر پر ملا اور پھر کہا: ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔''

رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے چار قبیلے (رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ) کے لوگوں نے آ کر یہ درخواست کی کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، اس لیے ہماری مدد کے لیے کچھ لوگ بھیجے جائیں جو ہمیں دِین بھی سکھائیں اور دشمن سے ہماری حفاظت بھی کریں، تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ستّر صحابہ کرام؆ کو بھیجا جو سب کے سب قراء تھے۔ ان بد بخت لوگوں نے ان صحابہ؆ کو دھوکہ دیا اور بئرِ معونہ کے پاس سب کو شہید کر دیا، ان میں سے صرف ایک صحابی کعب بن زید رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر بچ نکلے تھے اور انہوں نے ہی مدینہ آ کر اس واقعے کی اطلاع دی۔ انہی شہداء میں سے حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ تھے جن کا مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے، تو انہوں نے اس آزمائش کی گھڑی میں بھی خوشی کا اظہار فرمایا اور اسے اپنی کامیابی قرار دیا، کیونکہ وہ راہِ خدا میں جان دے رہے تھے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی آزمائش کے آن پڑنے پر واویلا اور آہ و بکا کرنے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے الفاظ منہ سے نکالنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی لکھی ہوئی تقدیر پر رضا مندی و خوشی کا اظہار کرے۔

اللہ کے فیصلے پر رضامندی اور زہد و قناعت

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا)). [2]

''جو شخص اللہ کو رب ماننے پر، اسلام کو بطورِ دِین قبول کرنے پر اور محمد (ﷺ) کو پیغمبر تسلیم کر لینے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔''

[1] [صحيح] صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع، ورعل، وذكوان، وبئر معونة، ح:4092

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ذاق طعم الايمان من رضي بالله رباً، ح:34-سنن ترمذي، أبواب الايمان، باب منه، ح:2623

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). [1]

''جس شخص نے اسلام قبول کرلیا، اسے بقدرِ کفایت رزق مل گیا اور اللہ کے دِیے پر اس نے قناعت اختیار کی تو وہ کامیاب ہوگیا۔''

بنو سلیم کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْتَلِي الْعَبْدَ بِمَا أَعْطَاهُ فَمَنْ رَضِيَ بِمَا آتَاهُ اللّٰهُ بَارَكَ لَهُ وَوَسَّعَهُ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ فِيهِ وَلَمْ يَسَعْهُ)). [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کو دی ہوئی نعمتوں کے ذریعے آزماتا ہے، سو جو شخص اللہ کے دِیے ہوئے پر راضی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے برکت ڈال دیتا ہے اور اسے فراخی عطا فرماتا ہے اور جو راضی نہیں ہوتا تو اس کے لیے نہ تو برکت ڈالی جاتی ہے اور نہ ہی اسے فراخی سے نوازا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)). [3]

''زیادہ مال و دولت اکٹھا کرلینا غناء نہیں ہے، بلکہ اصل غناء تو دِل کا غنی ہونا ہے۔''

اس لیے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے پاس مال و دولت تو بہت ہوتا ہے لیکن اسے خرچ کرنے کو ان کا دِل نہیں کرتا، اس لیے کہ وہ دِل کے غنی نہیں ہوتے، بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے پاس بہت زیادہ مال و دولت تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق خرچ کرنے میں ذرا سا بھی تأمل نہیں کرتے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دِل کا غنی بنایا ہوتا ہے۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل غناء تو دِل کا غنی ہونا ہے، اگر دِل غنی نہیں تو خواہ ہو وہ ایک فقیر و مفلس شخص کے برابر ہی ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا. وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ)). [4]

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، ح:1054-سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه، ح:2348-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب القناعة، ح:4138

[2] [صحيح] مسند أحمد:5/24-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1658

[3] [صحيح] صحيح بخاری، كتاب الرقاق، باب الغنى غنى النفس، ح:6446-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ليس الغنى عن كثرة العرض، ح:1051

[4] [حسن] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب في المكثرين، ح:4131-صحيح ابن حبان:10-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1766

''بہت زیادہ مال ودولت والے (نیکیوں کے لحاظ) سب سے کم ہوں گے، آپؐ نے یہ تین مرتبہ فرمایا، (پھر فرمایا:) سوائے اس شخص نے جس نے اس طرح اس طرح خرچ کیا۔ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔''

یعنی بہت زیادہ مال ودولت والوں میں سے دونوں ہاتھوں سے خرچ کرنے والے کے پاس صدقہ وخیرات کی بہت نیکیاں ہوں گی جن کی وجہ سے وہ جنت کا حقدار بن جائے گا، جبکہ خرچ نہ کرنے والے اس دن نیکیوں سے محروم ہوں گے۔

حسن طلب کا حکم اور توکل کے فوائد

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا)).[1]

''اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرنے لگو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تمہیں اس طرح رزق سے نوازے گا جس طرح وہ اس پرندے کو رزق عطا فرماتا ہے جو صبح سویرے بھوکے پیٹ نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ، فَلَا تَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ أَيُّهَا النَّاسُ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، خُذُوا مَا حَلَّ وَدَعُوا مَا حَرَّمَ)).[2]

''تم میں سے کسی کو بھی تب تک ہرگز موت نہیں آئے گی جب تک وہ اپنا رزق پورا نہیں کر لے گا، سو تم رزق کے بارے میں سستی نہ کرو، اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو، جو حلال ہے اسے اپناؤ اور جو حرام ہے اسے چھوڑ دو۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث میں حصولِ معاش کی ممانعت نہیں ہے، البتہ یہ تاکید ضرور کی گئی ہے کہ کسبِ معاش اور حصولِ رزق کے لیے اچھا انداز اپناؤ۔ اچھا انداز اپنانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے حقیقی رازق وداتا ہونے پر اعتماد کرتے ہوئے اور اپنی جمیع کوششوں میں اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے حلال

[1] [صحيح] سنن ترمذى . أبواب الزهد ، باب في التوكل على الله ، ح:2344-سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب التوكل واليقين ، ح:4164-مسند أحمد:52/1-سلسلة الأحاديث الصحيحة:310.

[2] [صحيح] سنن ابن ماجه ، كتاب التجارات ، باب الاقتصاد في طلب المعيشة . ح:2144-سلسلة الأحاديث الصحيحة:2607

روزی کمانا اور حرام سے اجتناب کرنا اور ساتھ یہ بات بھی یاد رہے کہ اسے صرف اتنا ہی مل سکتا ہے جتنا اللہ کی طرف سے اسے میسر ہونا ہے اور جتنا اس کے نصیب میں لکھا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَدَعُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ فَقَالَ: ((اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ)).[1]

''ایک آدمی اپنی اونٹنی پر آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے چھوڑ دوں اور توکل کرلوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: اس کا گھٹنا باندھ اور توکل کر۔''

اس حدیث میں توکل کا مفہوم بتلایا گیا ہے، توکل یہ نہیں کہ اسباب کو بروئے کار لائے بغیر ہی توکل کر کے بیٹھ جانا چاہیے بلکہ نبی ﷺ نے سائل کو توکل کا مفہوم یوں سمجھایا کہ پہلے اونٹنی کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو۔ تو گویا اسباب اختیار کرنا اور ذرائع استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ توکل کا ہی جزو ہے۔

حصولِ معاش میں رغبت اور لوگوں سے استغناء

ہشام بن عروہ اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَأْتِيَ الْجَبَلَ بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَبِيعُهَا فَيَسْتَغْنِي بِهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ)).[2]

''تم میں سے کوئی بھی شخص ایک رسّی لے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور اسے بیچے، اس ذریعے سے اس کی عزت بھی محفوظ رہے گی اور یہ اس بات سے بھی بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، وہ اسے دیں یا نہ دیں۔''

انسان کے جان، مال اور عزت کی حفاظت شریعت کے بنیادی مقاصد ہیں۔ انہی کے گرد تمام احکام گھومتے ہیں۔ یہاں بھی عزت کی ہی حفاظت کے لیے نبی کریم ﷺ نے کیا عمدہ نصیحت فرمائی ہے کہ لوگوں سے مانگ کر کھانے سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہے کہ آدمی ایک رسی لے، جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹے اور ان کا گٹھا بنا کر اسی رسی سے باندھے اور اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، اسے بیچے، پیسے کمائے اور ان سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالے۔ اس کام سے اسے مشقت تو لازماً ہوگی لیکن پھر بھی یہ مانگنے سے بدرجہا بہتر ہے، کیونکہ جب وہ لوگوں سے مانگے گا تو کوئی دے گا اور کوئی

[1] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب صفة القیامة، باب منه، ح:2517-التوكل لابن أبی الدنیا:7

[2] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح:1471-سنن ابن ماجه، کتاب الزکاة، باب کراهية المسألة، ح:1836

نہیں دے گا، پھر بہت سوں سے طرح طرح کی باتیں سننا پڑیں گی جس سے اس کی عزتِ نفس مجروح ہوگی، اس لیے اس قبیح عمل کی مذمت کی گئی ہے۔

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ)) قَالَ: ((كَانَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ)). وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّهُ سُئِلَ: أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: ((كَسْبُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ)). [1]

''کوئی بھی شخص اپنے ہاتھ سے کما کر جو کھانا کھاتا ہے اس سے بہتر اس نے کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا ہوگا۔ اور فرمایا کہ داود علیہ السلام صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کونسی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر جائز تجارت۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ يَدَيِ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ)). [2]

''بہترین کمائی مزدور کے ہاتھوں کی کمائی ہے، جب وہ خلوصِ نیت سے کام کرے۔''

یعنی اگر کوئی مزدور اپنے ہاتھ سے تو کمائے لیکن وہ اپنے کام میں مخلص نہ ہو، بلکہ کام سے جان چھڑاتے ہوئے وقت گزارنے میں لگا رہے، یا پھر جان بوجھ کر آہستگی سے کرے تا کہ اس کا کام زیادہ دن تک جاری رہ سکے، تو ایسے شخص کی روزی بھی کامل حلال نہیں ہوگی۔

تجارت میں ناپسندیدہ امور

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((التُّجَّارُ هُمُ الْفُجَّارُ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: ((بَلَى وَلَكِنَّهُمْ يَحْلِفُونَ فَيَأْثَمُونَ، وَيُحَدِّثُونَ فَيَكْذِبُونَ)). [3]

''تجارت کرنے والے بہت گنہگار ہوتے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال نہیں قرار دیا؟

[1] [صحیح] صحیح بخاری ، کتاب البیوع ، باب کسب الرجل وعمله بیده ، ح:2072-مسند أحمد:131/4

[2] [صحیح] مسند أحمد:334/2-تاریخ أصبهان لأبی نعیم:356/1-صحیح الجامع للألبانی:3283

[3] [صحیح] مسند أحمد:444/3-مستدرك حاكم:6/2-سلسلة الأحادیث الصحیحة:366

آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن وہ قسمیں اٹھاتے ہیں تو گنہگار ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔"

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ)). [1]

"خرید وفروخت کرتے ہوئے زیادہ قسمیں اٹھانے سے بچو، کیونکہ ایسا کرنا فروختگیٔ سامان کو فروغ تو دیتا ہے لیکن اس کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔"

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ دوکاندار اپنا سامان بیچنے کے لیے اس کے عمدہ ہونے کی گاہک کو طرح طرح سے تسلی دلاتا ہے اور اس کو مہنگے داموں میں فروخت کر کے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے تو جھوٹی قسمیں تک اٹھالیتا ہے کہ مجھے یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور آپ سے صرف اتنا سا منافع لے رہا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ طریقہ اس کا سامان فروخت ہونے کے لیے تو مفید ہوسکتا ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

متقی شخص کے لیے دولت مند ہونے میں کوئی حرج نہیں

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)). [2]

"یقیناً اللہ تعالیٰ متقی پرہیز گار اور مخفی و پوشیدہ رہنے والے مالدار شخص کو پسند فرماتا ہے۔"

سیدنا معاذ بن عبداللہ جہنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى اللهَ، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى، وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ)). [3]

"اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے شخص کے مال دار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور متقی شخص کے لیے مالدار ہونے سے صحت مند ہونا اور نعمتوں کے حصول سے نفس کی خوشحالی بہتر ہے۔"

گو کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھنے اور اس کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لیے زیادہ مال کمانے میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ فرما دیا کہ بہتر یہی ہے کہ وہ مال اور نعمتیں حاصل کرنے کی بجائے صحت مند اور مفلسی میں

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح:1607- سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب ما جاء في كراهية الأيمان في الشراء والبيع، ح:2209

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح:2965- مسند أحمد:1/168

[3] [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب الحث على المكاسب، ح:2141- مستدرك حاكم:2/3- سلسلة الأحاديث الصحيحة:174

رہ کر خوشحال رہے۔ اس لیے کہ اگر زیادہ مال و دولت ہوگا اور طرح طرح کی نعمیں اور آسائشیں میسر ہوں گی تو کہیں نہ کہیں فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہو ہی جائے گی، اگر فرائض کی بھی ادائیگی رہے تو نوافل میں فرق آن پڑے گا، جبکہ مفلس اور صحت مندرہ کر وہ خوب تندہی سے اور تونگری کی ریاضت کا اہتمام کر سکے گا۔

مال و دولت کی ہوس باعثِ ہلاکت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ)). فَقِيلَ: مَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: ((زَهْرَةُ الدُّنْيَا)). فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِهِ، وَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ، هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟)) قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا ذَا. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِينَ صَنَعَ ذٰلِكَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلٰكِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ. إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ تَأْكُلُ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ. إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).[1]

"یقیناً تمہارے بارے میں سب سے زیادہ میں جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے زمین سے برکات نکال دیں گے۔ پوچھا گیا: زمین کی برکات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کا مال ومتاع۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا: کیا بھلائی بھی برائی لے آتی ہے؟ (یعنی کیا مال و متاع کا حصول بھی باعثِ گناہ ہے؟) روی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر آپؐ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے، اور فرمایا: یہ پوچھنے والا کہاں ہے کہ کیا بھلائی بھی برائی لے آتی ہے؟ تو اس نے کہا: میں یہاں ہوں، ابوسعید کہتے ہیں کہ جب اس نے یہ سوال کیا تھا تو ہم نے اس کی تعریف کی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلائی تو صرف بھلائی ہی لے کر آتی ہے، آپؐ نے یہ تین مرتبہ فرمایا، (پھر فرمایا:) لیکن یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے، یقیناً موسمِ بہار جو بھی چیز اُگاتا ہے وہ چیز ناموافق غذا کھانے والے کو ہلاک کر دیتا ہے یا اسے ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے، سوائے سبزہ کھانے والے اس جانور کے جو اتنا پیٹ بھر کر کھاتا ہے کہ اس کی دونوں کوکھ بھر جائیں، پھر وہ سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر دے

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها، ح:6427

اور پاخانہ وپیشاب کر کے پھر دوبارہ کھانے لگ جائے۔ بلاشبہ (اسی طرح) یہ مال بھی سرسبز اور میٹھا ہے، سو جس نے تو اسے اپنے حق کے مطابق لیا اور اسے اپنے حق میں ہی صرف کیا تو اس کے لیے یہ اچھا مددگار ہے، لیکن جس نے بغیر حق کے لیا تو وہ اس کی طرح ہی ہے جو کھاتا جائے مگر پیٹ نہ بھرے۔"

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بحرین سے مال لے کر آنے والے واقعے کے ضمن میں روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوا، وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ)). وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: ((وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ))، وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُوسَى مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا: ((إِنَّ هٰذَا الدِّينَارَ وَالدِّرْهَمَ أَهْلَكَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَمَا أُرَاهُمَا إِلَّا مُهْلِكَاكُمْ)).[1]

"خوش ہو جاؤ اور اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی، اللہ کی قسم! میں تم پر فقر (کے غلبے) سے نہیں ڈرتا بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی دنیا اسی طرح کشادہ کر دی جائے گا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی، پھر وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے مقابلے میں لگ گئے جیسا کہ وہ کیا کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح اس نے انہیں غافل کر دیا تھا۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: یہ تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح انہیں ہلاک کیا تھا۔ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع وموقوف حدیث میں (آپ ﷺ کا فرمان یوں مذکور) ہے کہ یقیناً ان درہم و دینار نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، اور میرا خیال ہے کہ یہ تمہیں بھی ہلاک کر دینے والے ہیں۔"

آپؐ کے اس فرمان کی عملی تشریح ہم بارہا اپنی زندگی میں دیکھ چکے ہیں اور آئے روز کسی نہ کسی پر اسی مال و دولت کی وجہ سے کوئی نیا ستم ٹوٹتا دیکھتے ہیں۔ اسے ہتھیانے کے لیے انسان اپنے حقیقی رشتوں تک کو بھول جاتا ہے۔ اس کے حصول کے لیے دوسروں کی جان کے درپے ہو جانے میں بھی تامل نہیں کرتا۔ بلکہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے شقی لوگ اس کے پیچھے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ پہلے لوگوں کی ہلاکت کا باعث بھی مال و دولت کی حرص ہی بنی تھی۔ اسی لیے نبی ﷺ اپنے امتیوں کے جس آفت میں مبتلا ہو جانے کا سب سے زیادہ خدشہ تھا یہی مال و متاع کی محبت ہی تھی۔ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [صحيح] صحيح بخاري ۔ كتاب الرقاق ۔ باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها ۔ ح: 6425 صحيح مسلم ۔ كتاب الزهد والرقائق ۔ الباب الأول ۔ ح: 2961

((يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي مَالِي، إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنَى، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى، أَوْ أَعْطَى فَأَمْضَى. وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ)). ❶

''بندہ میرا مال میرا مال کہے رکھتا ہے، حالانکہ اس کا مال تین طرح کا ہوتا ہے: وہ جو اس نے کھالیا تو وہ ختم ہوگیا، یا وہ جو اس نے پہن لیا تو وہ بوسیدہ ہوگیا یا پھر وہ جو اس نے (صدقہ وخیرات میں) دے دیا تو وہ اس نے جاری کردیا، اور ان کے علاوہ جو بھی ہے وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔''

گویا انسان جس مال کو سمیٹنے کے لیے ہر دم کسی نہ کسی مار پہ رہتا ہے اور لیل ونہار کے تمام مشاغل اور آرام وسکون سب قربان کر دیتا ہے، اس مال کی حیثیت کیا ہے اس کی وضاحت اس حدیث میں مذکورہ آپ ﷺ کے فرمان سے ہوتی ہے کہ اس کے مال کے تین ہی مصرف ہوتے ہیں: کھالیا، پہن لیا یا پچھلوں کے لیے چھوڑ دیا۔ ان میں سے پہلے دو تو سراسر ضیاع ہیں، کیونکہ ضرورت سے زیادہ کھانا اور کفایت سے زیادہ یا بہت قیمتی پہننا اسراف ہے اور اسراف کرنے والوں سے اللہ محبت نہیں رکھتا۔ البتہ تیسرا مصرف ایسا ہے کہ جنہیں اس کے مال کے ورثاء قرار دیا جاتا ہے اور اس کے مال کے مالک بن جانا ان کا شرعی حق ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی کما کر چھوڑ جانے والے کو چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ گویا انسان کی محبوب ترین چیز یعنی مال ودولت کے تمام مصارف ہی عبث اور فضول ہیں لیکن پھر بھی یہ اپنا سارا مال انہی مصارف میں لٹا دیتا ہے۔ جبکہ ایک ایسی جگہ بھی ہے کہ جہاں جتنا بھی مال لگا دیا جائے ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا میں مال میں اضافے کا اور آخرت میں ڈھیروں اجر وثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے، اور وہ ہے انفاق فی سبیل اللہ۔ لیکن صد حیف کہ انسان کا دِل اس مصرف میں خرچ کرنے میں بہت تنگ پڑ جاتا ہے، جبکہ باقی رہ جانے والا، آخرت تک اس کا ساتھ دینے والا اور روزِ حساب اس کے کام آنے والا یہی مصرف ہے۔

عبداللہ بن شخیر بیان کرتے ہیں کہ:

انْتَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾ [التكاثر: 1-2] قَالَ: ((يَقُولُ ابْنُ آدَمَ، مَالِي مَالِي، هَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ)). ❷

''نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس آرکے اور وہ یہ آیات پڑھ رہا تھا: **أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ** ''زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے نے تمہیں غفلت میں ڈال دیا، یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابنِ آدم ''میرا مال، میرا مال'' لگائے رکھتا ہے، حالانکہ تیرا مال اس کے

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح: 2959 - مسند أحمد: 368/2 - صحيح الجامع للألباني: 5620

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح: 2958

سوا ہے بھی کیا کہ جو تُو نے صدقہ کر دیا اس (کی نیکی) کو تو تُو نے جاری کر دیا، جو تُو نے پہن لیا وہ بوسیدہ کر دیا اور جو تُو نے کھالیا وہ ختم کر دیا۔''

عمر اور مال میں اضافے کی حرص مذموم امر

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَبْقَى مِنْهُ اثْنَانِ: الْحِرْصُ، وَالْأَمَلُ)). وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)). ❶

''ابنِ آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں باقی رہتی ہیں: حرص اور اُمید۔ ایک اور روایت میں ہے کہ (آدمی خود بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن) دو چیزیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔''

لمبی عمر اور مال، یہ دونوں انسان کی ایسی کمزوریاں ہیں کہ آخر دم تک بھی ان کی محبت دِل سے نہیں جاتی۔ نبی ﷺ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ انسان خود بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی حصولِ زر اور طولِ عمر کی خواہش جوان ہی رہتی ہے۔ وہ تونگری اور بزرگی کی آخری حد تک پہنچ کر بھی ان میں اضافے کا ہی خواہشمند رہتا ہے۔ جبکہ از روئے آخرت کامیاب شخص وہ ہے جو فقر و افلاس اور اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ)). ❷

''اگر ابنِ آدم کو مال کی بھری دو وادیاں بھی مل جائیں تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا، اور ابنِ آدم کا پیٹ سوائے (قبر کی) مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی، اور اللہ تعالیٰ بھی اسی پر رجوع فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا ہر فرمان ہی بے پناہ جامعیت کا حامل ہے۔ اس فرمان میں بھی آپؐ نے فطرتِ بنی آدم کی خوب عکاسی کی ہے کہ انسان ساری زندگی مال حاصل کرنے کی دوڑ دھوپ میں گزار دیتا ہے اور قبر میں جا پڑتا ہے لیکن مال کی حرص کم نہیں ہوتی۔

❶ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب من بلغ ستين سنة، فقد أعذر الله إليه في العمر، ح:6421-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح:1047

❷ [صحيح] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، ح:6436-صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثاً، ح:1048

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ)). [1]

''دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں وہ اسقدر خرابی نہیں کریں گے جسقدر آدمی کی مال ودولت اور جاہ ومنصب کی حرص اس کے دِین کی خرابی کر ڈالتی ہے۔''

انسان کے دِین کی سب سے زیادہ خرابی کا باعث یہ اس لیے ہیں کہ ان کی حرص وہوس پیدا ہو جانے سے انسان حلال و حرام اور جائز وناجائز کی تمیز کھو بیٹھتا ہے اور ان کے حصول کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اس موقع پر اسے دِین بھی یاد نہیں رہتا اور وہ بہت سے ایسے کاموں کا مرتکب ہو جاتا ہے جنہیں شریعت نے ناجائز وحرام قرار دیا ہوا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَّ خُطُوطًا، وَخَطَّ خَطًّا مِنْهَا عَلَى نَاحِيَةٍ، ثُمَّ قَالَ: ((تَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ هٰذَا مِثْلُ الْمُتَمَنِّي، وَذٰلِكَ خَطُّ الْأَمَلِ بَيْنَمَا هُوَ يَأْمُلُ إِذْ جَاءَهُ الْمَوْتُ)). [2]

''نبی ﷺ نے چند لکیریں کھینچیں اور ایک لکیر ایک سائیڈ پر کھینچی، پھر فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ آرزوؤں کی مثال ہے اور یہ لکیر امید کی لکیر ہے، آدمی ابھی امید لگائے ہی بیٹھا ہوتا ہے کہ اسے موت آجاتی ہے۔''

یعنی انسان ابھی اپنی خواہشات اور امیدوں کی تکمیل کا ہی سفر طے کر رہا ہوتا ہے کہ اس کی زندگی کا سفر اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ دنیوی امور میں میدیں لگانے کی بہ جائے مقامِ اصلی یعنی آخرت کو بہتر بنانے کے لیے اپنی جمیع قوتیں صرف کر دے اور اپنی دنیوی زندگی کو ہی خوب سے خوب تر بنانے کی سعیِ لاحاصل میں لگے رہنے کی بہ جائے اپنی تمام تر صلاحیتیں دِین کے کاموں میں کھپا دے تاکہ وہ اس دنیا نامی سرائے کو چھوڑ کر جس دائمی و باقی مقام کی طرف جانے کا رختِ سفر باندھنے والا ہے، اسے بہتر بنا سکے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ عَمَّرَهُ اللّٰهُ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ)). [3]

''جسے اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا فرمادی اس کا عمر کے سلسلے میں عذر پورا کر دیا۔''

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ اسے نیک عمل کرنے کے لیے عمر نے مہلت نہیں دی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس امت کی اوسط عمر ساٹھ برس رکھ کر یہ عذر ختم کر دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [صحيح] سنن ترمذی ، أبواب الزهد ، باب منه ، ح:2376-مسند أحمد:3/456-

[2] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب الرقاق ، باب في الأمل وطوله ، ح:6418

[3] [صحيح] صحيح بخاری ، كتاب الرقاق ، باب من بلغ ستين سنة ، فقد أعذر الله إليه في العمر ، ح:6419

((مُعْتَرَكُ الْمَنَايَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّ أُمَّتِي أَبْنَاءُ السَّبْعِينَ سَنَةً)). ❶

''اوسط عمر ساٹھ سے ستّر برس کے درمیان ہے اور میری امت میں سے بہت کم لوگوں کی عمر ستّر برس ہوگی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذَلِكَ)). ❷

''میری اُمت کی عمریں ساٹھ سے ستّر سال کے درمیان ہوں گی اور ان میں سے بہت کم لوگ اس عمر سے تجاوز کریں گے۔''

فقط آخرت کا غم اپنا لینے کی فضیلت

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا نِيَّتَهُ فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ أَمْرَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ)). ❸

''جس شخص کا مقصد دنیا (حاصل کرنا) ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام منتشر کر دیتے ہیں، اس کے فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتے ہیں اور اسے دنیا بھی صرف اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں لکھی ہوتی ہے، اور جس شخص کا مقصد آخرت (کا حصول) ہو اللہ تعالیٰ اس کے دِل میں کفایت پیدا کر دیتے ہیں، اس کے کاموں کو اکٹھا کر دیتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔''

لہٰذا ضروری ہے کہ اپنا مقصدِ حیات صرف اور صرف آخرت کو بنایا جائے اور مال کو صرف ضرورت کی حد تک اہمیت دی جائے۔ اس سے ہر دو جہاں میں کامیابی ملتی ہے۔ دنیوی زندگی میں اس کے زہد و قناعت کے صلے میں دنیا کو اس کے تابع کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں اسے سرخرو کر دیا جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ﴾ [الشوریٰ:20] ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

❶ [حسن] سلسلة الأحاديث الصحيحة:1517-تاريخ بغداد للخطيب:476/5

❷ [صحيح] سنن ترمذى. أبواب الدعوات، باب منه، ح:3550-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الأمل والأجل، ح:4236-سلسلة الأحاديث الصحيحة:757

❸ [صحيح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، ح:4105-سلسلة الأحاديث الصحيحة:950

وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ابْنَ آدَمَ، تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ)).[1]

''رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ﴾ (جوکوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا میں سے ہی دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! میری عبادت کے لیے منہمک ہوجا میں تیرا سینہ غناء سے بھر دوں گا اور تیرا فقر ختم کردوں گا، اور اگر تُو نے نہ کیا تو میں تیرا سینہ مصروفیت سے بھر دوں گا اور تیرا فقر بھی ختم نہیں کروں گا۔''

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَعَلَ الْهَمَّ هَمًّا وَاحِدًا كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْهُ الْهُمُومُ لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَةِ الدُّنْيَا هَلَكَ)).[2]

''جو ساری فکروں کو ایک ہی فکر (یعنی آخرت کی فکر) بنالے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیوی فکروں سے اسے کافی ہوجاتے ہیں اور جس کی فکریں شاخ درشاخ پھیلی ہوں تو وہ دنیا کی جس وادی میں بھی ہلاک ہوجائے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((مَنْ نَزَلَتْ بِهِ حَاجَتُهُ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَإِنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ أَوْشَكَ اللهُ لَهُ بِالْغِنَى إِمَّا أَجَلٌ عَاجِلٌ وَإِمَّا غِنًى عَاجِلٌ)).[3]

''جس شخص پر کوئی ضرورت آن پڑے اور وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کردے تو اس کی وہ ضرورت پوری نہیں کی جائے گی اور اگر وہ اسے اللہ کے سامنے پیش کردے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غنا و کفایت سے نوازدے، یا تو جلد ہی موت دے دے گا یا جلد ہی اسے غنی کردے گا۔''

[1] [صحيح] سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2466-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، ح:4107-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1359

[2] [حسن] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، ح:4106-مستدرك حاكم:2/443-صحيح الجامع للألبانى:6189

[3] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، ح:1645-سنن ترمذى، أبواب الزهد، باب ما جاء في الهم في الدنيا وحبها، ح:2326-صحيح الجامع للألبانى:6566

لیتا ہے، تو گویا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے غنا کی ہی ایک صورت ہے۔

دینی و دنیوی امور میں معیار کیسے بنانا چاہیے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُنْظُرُوا فِي الدُّنْيَا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ فَوْقَكُمْ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) [1]

''دنیوی معاملات میں اپنے سے کم مرتبے والے شخص کو دیکھو، اپنے سے بلند مرتبہ شخص کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

((إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْجِسْمِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهُ فِي الْمَالِ وَالْجِسْمِ)). [2]

''جب تم میں سے کوئی بندہ ایسے شخص کو دیکھے جسے مال اور جسم میں اس پر فضیلت دی گئی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو مال اور جسم میں اس سے کم ہو۔''

انسان جب مال و دولت، جسم و صحت اور عہدہ و منصب کے اعتبار سے اپنے سے بالا شخص کو آئیڈیل بناتا ہے تو احساسِ کمتری کا شکار رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی بھی ناقدری کرنے لگتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کی ہوتی ہیں اور جب وہ ان تمام امور میں اپنے سے نچلے شخص کو نظر میں رکھتا ہے تو اسے اپنی عزت، وقعت اور مرتبت کا احساس ہونے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں کا شکر گزار رہتا ہے اور حرص و طمع سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

خواہشات کو محدود کرتے ہوئے موت سے پہلے انجام کی فکر

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور فرمایا:

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَالْغَرِيبِ، أَوْ كَعَابِرِ سَبِيلٍ)). قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ

[1] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح:2963-سنن ترمذى، أبواب صفة القيامة، باب منه، ح:2513-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب القناعة، ح:4142

[2] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب لينظر إلى من هو أسفل منه، ولا ينظر إلى من هو فوقه، ح:6490-صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح:2963

الْمَسَاءَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَخُذْ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. [3]

''دنیا میں اجنبی شخص یا مسافر کی طرح رہ۔ اور ابنِ عمرؓ فرمایا کرتے تھے: جب تُو صبح کرے تو شام کا انتظار مت

الْمَسَاءَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَخُذْ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. [1]

''دنیا میں اجنبی شخص یا مسافر کی طرح رہ۔ اور ابنِ عمرؓ فرمایا کرتے تھے: جب تُو صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر اور جب شام کرلے تو صبح کا انتظار مت کر، اپنی صحت میں اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے کچھ کرلے۔''

یعنی جیسے ایک اجنبی شخص کسی سے واقف نہیں ہوتا یا ایک مسافر جس طرح اپنے گھر سے دُور بے سروسامان تنہا ہوتا ہے اسی طرح دنیوی زندگی گزارنی چاہیے کہ عیش ومستی سے لاتعلق ہوکر ذہن میں ہردم یہی سوچ راسخ رہنی چاہیے کہ میرا حقیقی گھر جنّت ہے اور میں اس تک پہنچنے کے لیے محوِ سفر ہوں اور دنیا نامی اس سرائے میں ذرا سا ستانے اور اگلے سفر کی تیاری کے لیے ٹھہرا ہوں، یہ میرا عارضی مقام ہے دائمی نہیں، اس لیے یہاں کے لیے کچھ کرنے کی بجائے اخروی زندگی کو سنوارنے کا سامان کرنا مطلوب ومقصود ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اگر تجھے صبح دیکھنا نصیب ہوجائے تو شام کا انتظار مت کر، یعنی کچھ پتہ نہیں کی شام ہونے تک زندگی تیرا ساتھ دیتی ہے کہ نہیں، اور جب صحت مند وتندرست ہو تو بیماری آنے سے پہلے پہلے اور زندگی نصیب میں رہے تو موت آنے سے پہلے پہلے ایسے اعمال کرلے کہ جو تیری فلاح ونجات کا ذریعہ بن سکیں، مبادا کہ تجھے دوبارہ کچھ کرنے کا موقع نہ مل سکے،

بیماری تجھے بسترِ مرض سے اُٹھنے نہ دے اور موت تجھے اپنی آغوش میں لے لے اور کل تجھے تندرستی کے ان لمحات پر حسرت ہو اور اپنی اس ناکارہ زندگی پر افسوس ہو جس میں تُو اپنی دائمی اُخروی زندگی کی فوز وفلاح کے لیے تیاری نہ کرسکا۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ پکڑ کر فرمایا:

((يَا عَبْدَ اللهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ مَعَ الْمَوْتَى)). [2]

''اے عبداللہ! دنیا میں اس طرح رہ کہ جیسے تُو اجنبی ہے یا مسافر ہے، اور اپنے نفس کو مُردوں کے ساتھ شمار کر۔''

یعنی یہ کامل یقین پیدا کرلے کہ میری یہ زندگی میری نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی دی ہوئی مستعار چیز ہے جس کی واپسی کا کسی بھی وقت مطالبہ ہوسکتا ہے اور میں ایک پل میں زندہ لوگوں کی صف سے نکل کر مردہ لوگوں میں شمار ہونے لگوں گا۔

سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل)). ح:6416-سنن ترمذى، أبواب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل، ح:2333-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا، ح:4114

[2] [صحيح] سنن ترمذى، أبواب الزهد، باب ما جاء في قصر الأمل، ح:2333-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا، ح:4114-سلسلة الأحاديث الصحيحة:1157

((اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ)).[1]

''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جان: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقر سے پہلے مالداری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔''

جوانی، تندرستی، مالداری، فراغت اور زندگی، ان پانچوں چیزوں کی قدر و قیمت کا احساس اسی وقت ہوتا ہے جب انسان انہیں کھو دیتا ہے، اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے انسان کو اپنی دنیوی اور اخروی دونوں زندگیوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ نصیحت فرمائی کہ بڑھاپا، بیماری، فقیری، مصروفیت اور موت سے پہلے پہلے ان چیزوں کو غنیمت جانو اور ان سے بھرپور اور کماحقہ فائدہ اٹھاؤ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)).[2]

''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن (سے فائدہ اٹھانے) میں بہت سے لوگ دھوکے میں ہیں: صحت اور فراغت۔''

دھوکے میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ لوگ ان دونوں چیزوں کی قدر نہیں کرتے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے، اور جب نہ صحت رہتی ہے اور نہ فراغت میسر ہوتی ہے تو پھر عبث گزارے ہوئے صحت و فراغت کے ایام یاد آتے ہیں لیکن اس وقت سوائے ان پر حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ جَثَى عَلَى الْقَبْرِ، فَاسْتَدَرْتُ فَاسْتَقْبَلْتُهُ، فَبَكَى حَتَّى بَلَّ الثَّرَى، ثُمَّ قَالَ: ((إِخْوَانِي، لِمِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ فَأَعِدُّوا)).

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، جب ہم قبر کے پاس جا رکے تو آپؐ قبر پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، میں گھوم کر آپؐ کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہو گیا، آپؐ اتنا روئے کہ مٹی تر ہو گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بھائیو! اس دن کے مثل (اپنے دن) کے لیے تیاری کرو۔''

یعنی جس طرح یہ لوگ اپنی قبروں میں لیٹے ہوئے ہیں کل تم نے بھی انہی کی طرح اپنی قبروں میں آ پڑنا ہے، اس لیے یہ وقت دیکھنے سے قبل اس گھاٹی کو بہ آسانی پار کرنے کے لیے تیاری کر لو۔

[1] [صحیح] حلية الأولياء لأبي نعيم: 4/148- صحيح الجامع للألباني: 1077

[2] [صحیح] صحيح بخارى. كتاب الرقاق، باب لا عيش إلا عيش الآخرة، ح: 6412- سنن ترمذى، أبواب الزهد، باب الصحة والفراغ نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس، ح: 2304- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحكمة، ح: 4170

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَتْبَعُ الْمُؤْمِنَ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثٌ: أَهْلُهُ، وَمَالُهُ، وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ، يَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ)). [1]

''مومن کی موت کے بعد تین چیزیں اس کے پیچھے جاتی ہیں: اس کے اہلِ خانہ، اس کا مال اور اس کا عمل، دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک (وہیں اس کے ساتھ) رہ جاتی ہے، اس کے اہلِ خانہ اور اس کا مال واپس آ جاتے ہیں جبکہ اس کا عمل وہیں رہ جاتا ہے۔''

گھر والے اس پر منوں مٹی ڈال کر قبر کے سپرد کر آتے ہیں اور ساری زندگی کی کمائی ہوئی دولت گھر میں پڑی رہ جاتی ہے، نہ وہ چیز کام آتی ہے جس کے لیے ساری زندگی دوڑ دھوپ کرتا رہا یعنی مال اور نہ ہی وہ لوگ ساتھ دیتے ہیں جن کی آسائش و آرام کی خاطر اس مال کو جمع کرتا اور دونوں ہاتھوں سے سمیٹتا رہا، دونوں سے ہی تعلق ختم ہو جاتا ہے اور صرف ایک چیز باقی رہتی اور ساتھ دیتی ہے، وہ ہے اس کا عمل، اگر عمل نیک ہوئے تو ان کا ساتھ اس کے لیے فلاح و نجات کا ذریعہ بن جائیں گے، قبر روشن اور کشادہ ہو جائے گی، اس کی قبر میں جنّت کی طرف سے ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور وہ راحت واطمینان اور سکون و آرام کی ایسی نیند سوئے گا جیسے نئی نویلی دُلہن مزے سے سوتی ہے، لیکن اگر اس کے بخت برے ہوئے اور عمل نیک نہ ہوئے تو اس پہلی منزل سے ہی اسے عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا، قبر انتہائی تاریک اور اسقدر تنگ ہو جائے گی کہ اس کی پسلیاں توڑ کر رکھ دے گی، جہنم کی ایک کھڑکی اس کی طرف کھول دی جائے گی جس کی آگ اسے جھلسا کر رکھ دے گی اور وہ ذرہ بھر کے لیے بھی آرام کو ترسے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو بہ جائے دنیوی فکروں میں غرق ہو جانے کے اپنی اُخروی زندگی سنوارنے کے لیے اس چیز کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے جس نے اس کا ساتھ دینا ہے، کیونکہ نیک اعمال کے علاوہ کوئی چیز کام نہیں آئے گی، نہ وہ کہ جسے زندگی بھر کماتا رہتا ہے اور نہ ہی وہ کہ جن کی خاطر کماتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا أَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)). [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو صرف تمہارے دِلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔''

اللہ کے ہاں مال و دولت اور خوبصورت شکلوں صورتوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، اس کے عذاب سے تو صرف اعمال ہی بچا سکیں گے، اگر اعمال نیک ہوئے تو انتہائی مفلس اور بدصورت لوگ بھی اعزاز و اکرام کے حقدار ٹھہریں گے لیکن اگر

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب سكرات الموت، ح:6514- صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، الباب الأول، ح:2960

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم، وخذله، واحتقاره ودمه، وعرضه، وماله، ح:2564- سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب القناعة، ح:4143

اعمال بُرے ہوئے تو مال و دولت کا بحرِ بیکراں اور حسن و جمال میں اپنی مثال نہ رکھنے والے بھی اس کی پکڑ سے بچ نہیں پائیں گے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)). قَالَ: فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ)). ❶

''ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! لوگوں میں سے کون شخص بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہوں۔ اس نے عرض کیا: لوگوں میں سے بُرا شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل بُرے ہوں۔''

نیک شخص کی عمر لمبی ہو تو اس کے نیک اعمال بھی اسی قدر زیادہ ہو جاتے ہیں جو اس کے لیے درجات کی بلندی کا باعث بن جاتے ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے شخص کو تمام لوگوں سے بہتر قرار دیا ہے۔

نافرمانی پر مُصر شخص کے لیے ڈھیل

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مَا يُحِبُّ وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَى مَعْصِيَةٍ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْهُ لَهُ اسْتِدْرَاجٌ)). يَعْنِي: مَكْرًا، ثُمَّ نَزَعَ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [سورة الأنعام:44] ❷

''جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے نافرمانی پر قائم ہونے کے باوجود بھی اسے (اپنی نعمتوں سے) نواز رہا ہے تو یہ اللہ کی طرف سے اس کے لیے ڈھیل ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس آیت کے مطابق اسے کھینچ لے گا: ﴿فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا تو ہم نے ہر طرح کی خوشحالیوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں میں جو انہیں عطا کی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا اور اب حال یہ تھا کہ وہ ہر خیر سے مایوس تھے۔''

❶ [صحيح] سنن ترمذى، أبواب الزهد، باب منه، ح:2330-مستدرك حاكم:1/339-صحيح الجامع للألبانى:3297

❷ [صحيح] مسند أحمد:4/145-الزهد لأحمد ابن حنبل:12-الشكر لابن أبى الدنيا:32-سلسلة الأحاديث الصحيحة:413

اخلاص کی فضیلت اور ریاکاری کی مذمت

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)). [1]

''تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور آدمی کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو، سو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی (شمار) ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کو حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اسی کی طرف (شمار) ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

مسلمان کے دینی ودنیوی تمام تر معاملات میں اس کی نیّت کو مرکزی اہمیت حاصل ہے، اگر نیّت خالص ہو تو چھوٹا سا عمل بھی بہت سے اجروثواب کا باعث بن جاتا ہے لیکن اگر نیّت رضائے الٰہی کے حصول کی بہ جائے لوگوں کو دکھلاوا اور ان سے تعریف وستائش سننا ہو تو پھر بڑے بڑے عمل بھی ناکارہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس باب کی آخری حدیث میں مذکور ہے کہ روزِ قیامت عالم، شہید اور غنی کو باوجود ان کے عظیم اعمال کے صرف اس بنا پر جہنم میں ڈال دیا جائے گا کہ انہوں نے وہ اعمال اللہ کو راضی کرنے کے لیے نہیں بلکہ دنیا میں اپنی شہرت پانے کے لیے کیے ہوں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ، هُوَ الَّذِي عَمِلَهُ)). [2]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دیگر شریکوں کی نسبت شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، سو جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک ٹھہرایا تو میں اس سے بری ہوں، اور وہ (عمل) اسی کے لیے ہوگا جس کے لیے اس نے کیا ہوگا۔''

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحي، باب بدء الوحي، ح:1-صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم: ((إنما الأعمال بالنية))، ح:1907

[2] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب من أشرك في عمله غير الله، ح:2985-سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، ح:4202

((مَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ)). ❶

''جو شخص شہرت حاصل کرنے کے لیے کوئی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے اور جو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس (کی حقیقت لوگوں) کو دکھلا دیتا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ اس کی خواہش دنیا میں ہی پوری کر دیتا ہے اور پھر اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رکھتا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى فِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ: كَذَبْتَ إِنَّمَا أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ، فَأَمَرَ بِهِ فَيُسْحَبُ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ اللّٰهُ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ وَعَلَّمْتُهُ فِيكَ، قَالَ: كَذَبْتَ إِنَّمَا أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ عَالِمٌ، وَفُلَانٌ قَارِئٌ، وَقَدْ قِيلَ فَأَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ أَنْوَاعَ الْمَالِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ: مَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ فَقَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ شَيْءٍ تُحِبُّ أَنْ أُنْفِقَ فِيهِ إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهِ لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ إِنَّمَا أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ. فَأَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ)). ❷

''روزِ قیامت سب سے پہلے تین لوگوں کا فیصلہ کیا جائے گا: ایک شہادت پانے والا آدمی، جب اللہ تعالیٰ اسے لائے گا اور اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا تو وہ پہچان جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں تیری راہ میں تب تک قتال کرتا رہا جب تک کہ مجھے شہید نہیں کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو نے جھوٹ بولا ہے، تو صرف یہ چاہتا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے، سو وہ کہہ دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم فرمائے گا تو اسے منہ کے بَل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (دوسرا) آدمی وہ ہے جو علم سکھاتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے لائے گا اور اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا تو اسے یاد آ جائیں گی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم سیکھا اور قرآن پڑھا اور اسے تیری رضا کے حصول کے لیے (دوسروں کو) سکھلایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو نے جھوٹ کہا ہے، کیونکہ تیرا ارادہ صرف یہ تھا کہ یوں کہا جائے کہ فلاں عالم ہے فلاں قاری

❶ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب من أشرك في عمله غير الله، ح:2987-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، ح:4207

❷ [صحیح] صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، ح:1905-مسند أحمد:322/2

ہے، سو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم فرمائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور (تیسرا) آدمی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مختلف طرح کے مال سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ اسے لائے گا اور اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا تو وہ تسلیم کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو نے ان میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی کہ جسے تیری راہ میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے اسے تیری رضا کی خاطر خرچ نہ کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تُو جھوٹا ہے کیونکہ تُو صرف یہی چاہتا تھا کہ یہ کہا جائے فلاں بہت سخی ہے، تو وہ کہہ دیا گیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم فرمائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

اتنے اتنے عظیم عمل کے حاملین بھی صرف اس بنا پر جہنم میں جھونک دیے جائیں گے کہ ان کی نیت میں خلوص نہیں تھا بلکہ ان کی غرض فقط لوگوں کی زبانوں سے اپنی تعریف وستائش سننا تھا۔

خوفِ خدا کی فضیلت اور نہایت توجہی سے عبادت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِي خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَ قَلْبُهُ مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ إِلٰى نَفْسِهَا، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَمْ تَعْلَمْ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِينُهُ)).[1]

''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دِن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا: عدل کرنے والا حکمران، ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزار دی، وہ آدمی جسے تنہائی میں اللہ کی یاد آئی تو اس کے آنسو نکل پڑے، وہ آدمی جس کا دِل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو، وہ دو بندے جو فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوں، وہ آدمی جسے حسن وجمال اور حیثیت کی مالک عورت نے برائی کی دعوت دی لیکن اس نے کہا کہ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور وہ شخص جو اس قدر چھپا کر صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کیا ہے۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب الصدقة بالیمین، ح:1423 – صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة، ح:1031

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)). [1]

''احسان یہ ہے کہ تُو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تُو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

یعنی عبادت کرتے ہوئے دِل میں یہ احساس پختہ طور پر جاگزیں ہونا چاہیے کہ میں اللہ کے سامنے یوں کھڑا ہوں کہ گویا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اور اگر یہ احساس پیدا نہ ہونے پائے تو یہ کامل یقین رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف خوب متوجہ ہو کر انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی عبادت کرنی چاہیے تا کہ حقِ بندگی کما حقہ ادا ہو سکے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے رب سے اس کا یہ فرمان روایت کیا کہ:

((أَنَّهُ يَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِي خَوْفَيْنِ وَأَمْنَيْنِ: إِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا أَمَّنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِذَا أَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [2]

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: میری عزت اور میری عظمت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا، جب وہ دنیا کے معاملات میں میرا خوف رکھے تو میں قیامت کے دِن اسے امن میں رکھوں گا اور جب وہ دنیا کے معاملات میں مجھ سے امن میں رہے تو میں قیامت کے دِن اسے خوف میں مبتلا کروں گا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، قَالَ: ((كَيْفَ تَجِدُكَ؟)) قَالَ: أَرْجُو اللّٰهَ وَأَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُو، وَأَمَّنَهُ مِمَّا يَخَافُ)). [3]

''رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے اور وہ موت کی کیفیت میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو کیسا محسوس کر رہا ہے؟ اس نے کہا: اللہ (کی رحمت) کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مقام کے مثل اللہ تعالیٰ جس بھی بندے کے دِل میں ان دو باتوں (یعنی امید اور خوف) کو اکٹھا کر دیتا ہے تو اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جس کی وہ امید کیے ہوتا ہے اور اس سے اسے امن میں رکھتا ہے جس سے وہ خوف میں مبتلا ہوتا ہے۔''

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبي صلى الله عليه وسلم عن الایمان، والإسلام، والإحسان، وعلم الساعة، ح:50-صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان ما هو وبیان خصاله، ح:9

[2] [حسن] شعب الایمان للبیهقی:777-مسند البزار:3233-سلسلة الأحادیث الصحیحة:742

[3] [حسن] سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب منه، ح:983-سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ح:4261-سلسلة الأحادیث الصحیحة:1051

تقوی اور ورع کی فضیلت

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)). [1]

”حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن (کے حلال یا حرام ہونے) کا بہت سے لوگوں کو علم ہی نہیں ہے، سو جو ان مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت دونوں محفوظ کرلیں، اور جو ان مشتبہات میں پڑ گیا وہ اس چرواہے کے مانند ہے، جو (اپنے جانوروں کو ممنوعہ) چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے، بعید نہیں ہے کہ وہ اس چراگاہ میں ہی گھس جائے، آگاہ رہو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور بلاشبہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس حرام کردہ امور ہیں۔ یاد رکھو! یقیناً جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جب تک وہ درست رہے سارا جسم ہی درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم ہی خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا ہے کہ مشتبہات (یعنی وہ چیزیں جن کے حلال یا حرام ہونے میں متفقہ رائے نہ ہو) سے بچنا گویا حرام سے بچنا ہے۔ اس لیے تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ ان امور و اشیاء سے بھی اجتناب کیا جائے جن کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں کوئی صریح حکم نہ ہو۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ الْعِلْمِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ، وَخَيْرُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ)). [2]

”علم کا مقام میری نظر میں عبادت کے مقام سے زیادہ پیارا ہے، اور تمہارے دین کا بہترین عمل پرہیزگاری ہے۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَكُنْ قَنِعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینه، ح:52-صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح:1599

[2] [صحیح] مستدرك حاكم: 1/92-صحیح الجامع للألبانی: 4212

لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحْسِنْ مُجَاوَرَةَ مَنْ جَاوَرَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ)). ❶

''اے ابوہریرہ! پرہیز گار بن جا تُو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا، قناعت پسند ہو جا تُو لوگوں میں سب سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا، لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تُو (حقیقی) مومن بن جائے گا، اپنے ہمسائے کا حقِ ہمسائیگی اچھے طریقے سے ادا کر تُو (پکا سچا) مسلمان بن جائے گا اور اپنی ہنسی کو کم کر کیونکہ زیادہ ہنسنا بلاشبہ دِل کو مُردہ کر دیتا ہے۔''

ابوقتادہ اور ابودہماء بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَقَالَ الْبَدَوِيُّ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي، فَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، وَكَانَ يَقُولُ: ((إِنَّكَ لَنْ تَدَعَ شَيْئًا اتِّقَاءً لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا أَعْطَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ)). ❷

''ہم ایک دیہاتی شخص کے پاس آئے تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے وہ بات تعلیم فرمانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھلائی تھی، آپؐ فرمایا کرتے تھے: بلاشبہ تُو جس چیز کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہتر عطا فرما دے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)). ❸

''آدمی کے اسلام کے حسن کا یہ جزو ہے کہ وہ بے معنیٰ و بے فائدہ باتوں اور کاموں کو چھوڑ دے۔''

یعنی اسلام کا کامل حسن اسی شخص میں پایا جاتا ہے جو فضول، بے مقصد، لغو اور لایعنی باتوں اور کاموں کو بالکل ترک کر دیتا ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ)). قَالُوا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((أَنْ يَتَعَرَّضَ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيقُ)). ❹

---

❶ [صحيح] سنن أبوداود، كتاب الأدب، باب في حسن الخلق، ح:4800-سلسلة الأحاديث الصحيحة:273

❷ [صحيح] مسند أحمد:5/78-صحيح ابن حبان:413-سلسلة الأحاديث الصحيحة:5

❸ [صحيح] سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب منه، ح:2317-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ح:3976-صحيح الجامع للألباني:5911

❹ [حسن] سنن ترمذي، أبواب الفتن، باب منه، ح:2254-سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم﴾، ح:4016-سلسلة الأحاديث الصحيحة:613

''مومن کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے، صحابہؓ نے عرض کیا: وہ اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (خود ہی) کسی ایسی آزمائش میں پڑ جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔''

اس لیے آدمی کوئی ایسی ذمہ داری خود ہی اپنے سر نہیں لینی چاہیے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو تا کہ وہ اسے اچھی طرح سے نبھا نہ سکنے کی وجہ سے اپنی رسوائی کا خود ہی باعث نہ بن جائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اسْتَحْيُوا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)). قَالُوا: إِنَّا لَنَسْتَحْيِي مِنَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ، وَلَكِنْ مَنِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَلْيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى، وَلْيَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبَلَاءَ، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)).[1]

''اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرو جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! الحمد للہ ہم تو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات نہیں ہے، جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرتا ہے کہ جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے اسے چاہیے کہ اپنے سر اور ذہنی خیالات کی حفاظت کرے، پیٹ اور جسے وہ سمیٹے اس کی حفاظت کرے اور موت و آزمائش کو یاد رکھنا چاہیے، اور جو آخرت کو چاہتا ہو وہ دنیوی زندگی کی زیب و زینت کو ترک کر دے، سو جس نے یہ کر لیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کیا کہ جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے۔''

دیدہ دلیری سے گناہ کرنے والے کا انجام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ ذَنْبًا كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ مِنْهَا قَلْبُهُ، وَإِنْ زَادَ زَادَتْ حَتَّى يُغْلَقَ بِهَا قَلْبُهُ)). فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ [المطففين:14][2]

''یقیناً مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبّہ لگ جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے،

[1] [حسن] سنن ترمذی ، أبواب صفة القيامة ، باب منه ، ح:2458-مسند أحمد:387/1-صحيح الجامع للألبانی:935

[2] [حسن] سنن ترمذی ، أبواب التفسير ، باب ومن سورة ويل للمطففين ، ح:3334-سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب ذكر الذنوب ، ح:4244-صحيح الجامع للألبانی:1670

گناہ چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اس کے دِل سے وہ دھبّہ صاف کر دیا جاتا ہے، لیکن اگر وہ مزید گناہ کرتا جائے تو وہ دھبّہ بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کا دِل بند کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ زنگ ہے جس کا ذِکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ''ہرگز نہیں، بلکہ دراصل ان لوگوں کے دِلوں پر ان کے بُرے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا لَهِيَ الْمُوبِقَاتُ. [1]

''یقیناً تم ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان گناہوں کو ہلاکت خیز گناہوں میں شمار کیا کرتے تھے۔''

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَثَلُ الْمُحَقَّرَاتِ كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَزَلُوا بِأَرْضٍ قَفْرٍ مَعَهُمْ طَعَامٌ لَا يُصْلِحُهُ إِلَّا النَّارُ، فَتَفَرَّقُوا فَجَعَلَ هٰذَا يَجِيءُ بِالرَّوْثَةِ، وَيَجِيءُ هٰذَا بِالْعَظْمِ، وَيَجِيءُ هٰذَا بِالْعُودِ، حَتَّى جَمَعُوا مِنْ ذَلِكَ مَا أَصْلَحُوا بِهِ طَعَامَهُمْ، قَالَ: فَكَذَلِكَ صَاحِبُ الْمُحَقَّرَاتِ يَكْذِبُ الْكَذِبَةَ وَيُذْنِبُ الذَّنْبَ وَيَجْمَعُ مِنْ ذَلِكَ مَا يَكُبُّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ. هٰذَا مَوْقُوفٌ، وَرُوِيَ مَعْنَاهُ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَرْفُوعًا. [2]

''چھوٹے گناہوں کی مثال اس قوم کی طرح ہے جو محوِ سفر ہو، پھر وہ ایک چٹیل زمین پر پڑاؤ کرے اور ان کے پاس کھانا بھی ہو جسے آگ ہی (پکا کر) کھانے کے قابل بنا سکتی ہو، سو وہ سب الگ الگ ہو جاتے ہیں اور ایک لید لاتا ہے، ایک ہڈی اٹھا لاتا ہے اور ایک لکڑی لے آتا ہے، یہاں تک کہ ہر وہ چیز اکٹھی کر لیتے ہیں جس سے انہوں نے کھانا تیار کرنا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے والا شخص ہوتا ہے کہ وہ ایک ایک کر کے جھوٹ بولتا رہتا ہے اور ایک ایک کر کے گناہ کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اتنے گناہ اکٹھے ہو جاتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل آتشِ جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ یہ حدیث موقوف (یعنی صحابی کا قول) ہے، لیکن اسی معنیٰ کی حدیث ابو عیاض ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔''

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، ح:6492

[2] [صحیح] شعب الایمان للبیہقی:7262-مصنف عبد الرزاق:20278-المعجم الکبیر للطبرانی:159/9

((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ تُعْبَدَ الْأَصْنَامُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، وَلَكِنَّهُ سَيَرْضَى مِنْكُمْ بِدُونِ ذَلِكَ بِالْمُحَقَّرَاتِ، وَهِيَ الْمُوبِقَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَاتَّقُوا الْمَظَالِمَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ الْعَبْدَ يَجِيءُ بِالْحَسَنَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يَرَى أَنْ سَتُنْجِيهِ، فَمَا زَالَ عَبْدٌ يَقُومُ يَقُولُ: يَا رَبِّ ظَلَمَنِي عَبْدُكَ فُلَانٌ بِمَظْلِمَةٍ)). قَالَ: فَيَقُولُ: ((امْحُوا مِنْ حَسَنَاتِهِ)). قَالَ: ((فَمَا يَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى مَا يَبْقَى مَعَهُ حَسَنَةٌ مِنَ الذُّنُوبِ، وَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَسَفْرٍ نَزَلُوا بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَيْسَ مَعَهُمْ حَطَبٌ فَتَفَرَّقَ الْقَوْمُ لِيَحْتَطِبُوا فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنِ احْتَطَبُوا وَأَنْضَجُوا مَا أَرَادُوا)). قَالَ: ((فَكَذَا الذُّنُوبُ)). [1]

''یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ سرزمینِ عرب میں اس کی پرستش کی جائے، لیکن وہ اس کے علاوہ تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہوں پر ہی خوش ہوجائے گا، اور یہ (چھوٹے چھوٹے گناہ) اصل میں روزِ قیامت ہلاک کردینے والے گناہ بن جائیں گے۔ سو جس قدر ہوسکے ہر طرح کے ظلم سے بچو، کیونکہ بندہ روزِ قیامت (بہت سی) نیکیاں لے کر آئے گا اور وہ سمجھ رہا ہوگا کہ یہ نیکیاں اسے نجات دِلا دیں گی، لیکن ایک بندہ کھڑا ہوگا اور کہے گا: اے میرے رب! تیرے فلاں بندے نے میرے ساتھ فلاں ظلم کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی کچھ نیکیاں مٹادو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلسل یونہی ہوتا رہے گا (یعنی یکے بعد دیگرے اس کے ظلم کا نشانہ بننے والا ہر بندہ اس کی نیکیوں سے حصہ لیتا جائے گا) یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی اور گناہ ہی بچ جائیں گے، اور بلاشبہ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی قوم چٹیل زمین میں پڑاؤ کرے اور ان کے پاس لکڑیاں بھی موجود نہ ہوں، تو وہ سب ایندھن اکٹھا کرنے کے لیے بکھر جائیں اور کچھ ہی دیر میں وہ ایندھن جمع کرلیں اور جو وہ پکانا چاہتے ہیں پکالیں۔ فرمایا کہ گناہ بھی اسی طرح ہیں۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اور اس جیسی دیگر مثالیں (جس شخص کے لیے بیان کی گئی ہیں) اس پر تب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اتنا عذاب نہیں بھگت لے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اس لیے اس جہان میں ہی اپنے گناہوں سے توبہ کرلینی چاہیے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ، أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا يَعْضَهَ بَعْضُنَا بَعْضًا. فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَتَى مِنْكُمْ حَدًّا فَأُقِيمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهُ إِلَيْهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ. [2]

''رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بھی اسی طرح بیعت لی جس طرح آپؐ نے عورتوں سے اس بات پر بیعت لی کہ ہم

[1] [صحيح] مستدرك حاكم: 32/2-صحيح الترغيب والترهيب: 2221

[2] [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب الحدود كفارات لأهلها، ح: 1709

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اپنے بچوں کو قتل نہ کریں اور کوئی کسی پر تہمت نہ لگائے۔ سو تم میں سے جو شخص ان اعمال کا پورا اہتمام کرے گا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذِمے ہے، جو تم میں سے کسی قابلِ حد جُرم کا ارتکاب کرے اور اس پر حد لگادی جائے تو وہ اس کا کفارہ بن جائے گی اور جس کے گناہ پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے تو اس کا معاملہ اسی کی طرف ہے، وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اسے معاف فرمادے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي، وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا)). ❶

''بلاشبہ ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے، ہر نبی نے اپنی دعا مانگنے میں جلدی کی، لیکن میں نے اپنی دعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے محفوظ کیا ہوا ہے، جو تم میں سے ہر اس شخص کو ان شاء اللہ نصیب ہوگی جسے اس حالت میں موت آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔''

گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانے والا آپ ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

گناہوں کی استغفار اور خالص توبہ

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾ [التحریم: 8]

''اے ایمان والو! اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هُوَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الذَّنْبَ ثُمَّ يَتُوبُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ وَلَا يَعُودُ. ❷

''خالص توبہ سے مراد یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے، پھر توبہ کرلے اور دوبارہ وہ گناہ کرنے کا ارادہ نہ کرے۔''

سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

التَّوْبَةُ النَّصُوحُ أَنْ يَتُوبَ الْعَبْدُ مِنَ الذَّنْبِ ثُمَّ لَا يَعُودُ إِلَيْهِ أَبَدًا. ❸

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اختباء النبي صلى الله عليه وسلم دعوة الشفاعة لأمته. ح:199-سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء إن لله ملائكة سياحين في الأرض، ح:3602-سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ح:4307

❷ [مصنف ابن أبي شيبة:7/99]

❸ [شعب الايمان للبيهقي:9/264]

''خالص توبہ یہ ہے کہ آدمی کسی گناہ سے توبہ کرے تو پھر کبھی دوبارہ وہ گناہ نہ کرے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ)). ❶

''ندامت بھی توبہ ہی ہے۔''

انسان کو اپنے گناہوں پر حقیقی طور پر ایسی ندامت وشرمندگی ہو کہ جس سے وہ آئندہ گناہ کرنے سے باز رہے تو یہ بھی اس کی توبہ ہی ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا:

((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى رَبِّكُمْ فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)). ❷

''اے اہلِ ایمان! اپنے پروردگار سے توبہ کیا کرو، کیونکہ میں دِن میں سو بار اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

سیدنا اغر مُزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)). ❸

''بلاشبہ میرے دِل پر بھی پردہ سا آ جاتا ہے، اور یقیناً میں دِن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)). ❹

''یقیناً اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دِن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے، اور دِن کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے، اور اللہ تعالیٰ تب تک ایسا کرتے رہیں گے جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔''

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ قَالَ: ((يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ مُحَرَّمًا بَيْنَكُمْ. فَلَا تَظَالَمُوا. يَا عِبَادِي،

---

❶ [صحیح] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة. ح: 4252-مسند أحمد: 1/376-صحيح الجامع للألبانی: 6802

❷ [صحیح] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه. ح: 2702-42

❸ [صحیح] صحيح بخاری، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي صلى الله عليه وسلم في اليوم والليلة. ح: 6307-صحيح مسلم. كتاب الزهد والرقائق. باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ح: 2702-سنن أبوداود. كتاب الصلاة، باب في الاستغفار. ح: 1515

❹ [صحیح] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وإن تكررت الذنوب والتوبة، ح: 2759-مسند أحمد: 4/395

إِنَّكُمْ الَّذِينَ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ وَلَا أُبَالِي فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ. يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ. يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ. يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ مِنْكُمْ لَمْ يَزِدْ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ مِنْكُمْ لَمْ يَنْقُصْ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا. يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ اجْتَمَعُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا سَأَلَ لَمْ يَنْقُصْ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْبَحْرُ إِذَا أُدْخِلَ فِيهِ الْمِخْيَطُ غَمْسَةً وَاحِدَةً. يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [1]

''فرمانِ باری تعالیٰ ہے: اے میرے بندو! یقیناً میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو اور میں گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، سو تم مجھ سے بخشش مانگا کرو میں تمہیں بخش دیا کروں گا، اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں، سو تم مجھ سے کھانا طلب کیا کرو میں تمہیں کھانے کو دوں گا، اے میرے بندو! تم سارے کے سارے برہنہ ہو سوائے اس کے جسے میں پہنادوں، سو تم مجھ سے پہننے کو (لباس) مانگا کرو میں تمہیں پہنادوں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل و آخر اور انس و جن سب کسی انتہائی پرہیزگار شخص کی طرح ہو جائیں تو ان کا ایسا ہو جانا میری بادشاہت میں چنداں اضافہ نہیں کر سکے گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے، جنات و انسان سارے کسی انتہائی گنہگار شخص جیسے بن جائیں تو ان کا یوں ہونا میری بادشاہت سے کچھ بھی کم نہیں کر سکے گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور جن و انس تمام ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور وہ مجھ سے مانگیں تو میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دیتا جاؤں تو میری بادشاہت سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا، ہاں بس اتنا سا کہ جیسے سُوئی کو سمندر میں ایک مرتبہ ڈبو کر نکال لیا جائے تو جتنا وہ سُوئی سمندر سے پانی کم کرے گی، اے میرے بندو! یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں، سو جو تم میں سے اپنے اعمال اچھے پائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی تعریف و ستائش کرنی چاہیے اور جو ان کے علاوہ (یعنی برے اعمال) پائے تو اسے اپنے آپ کو ہی ملامت کرنا چاہیے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [صحیح] صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب تحریم الظلم، ح: 2577

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ اللهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)). ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ (کر کے توبہ) نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے گا اور اللہ انہیں بخش دے گا۔''

سعید بن مسیب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿إِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا﴾ [التحريم: 25] یقیناً وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

هُوَ الَّذِي يُذْنِبُ ثُمَّ يَتُوبُ، ثُمَّ يُذْنِبُ ثُمَّ يَتُوبُ، ثُمَّ يُذْنِبُ ثُمَّ يَتُوبُ

''اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور توبہ کر لیتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے تو توبہ کر لیتا ہے، پھر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر توبہ کر لیتا ہے۔''

رحمت کی امید اور عذاب سے خوف

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت سے متعلق اور اس کے عذاب کی شدت کے بابت بہت سے آثار وارد ہوئے ہیں، حتیٰ کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ)). ❷

''اللہ تعالیٰ کے ہاں جو عذاب ہے اس کا اگر مومن کو پتہ چل جائے تو وہ اس کی جنت کی خواہش ہی نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو رحمت ہے اس کا اگر کسی کافر کو پتہ چل جائے تو اس کی جنت سے کوئی ناامید نہیں ہو سکے گا۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ گنہگار شخص کو چاہیے کہ وہ توبہ کرنے میں جلدی کرے اور قرآن وحدیث میں بیان شدہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شافعین کی شفاعت پہ بھروسہ نہ کیے بیٹھا رہے، کیونکہ اگر وہ توبہ سے محروم ہو گیا تو اسے کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکے گی۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سفارش کرنے والوں کی شفاعت سے بھی ناامید نہیں ہو جانا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کا خوف دونوں رکھنے چاہییں۔

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة، ح:2749-مسند أحمد:309/2

❷ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ح:2755-سنن ترمذي. أبواب الدعوات، باب منه، ح:3542

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى بَنِيهِ، فَقَالَ: إِذَا مُتُّ فَاحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي، ثُمَّ أَذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا)). قَالَ: ((فَفَعَلُوا بِهِ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْأَرْضِ: ادِّي مَا أَخَذْتِ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ أَوْ قَالَ: مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ)). [1]

''ایک آدمی نے اپنی جان پر بہت زیادتیاں کیں (یعنی بہت گناہ کیے)، پھر جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو تم مجھے جلا دینا، پھر پھر میری راکھ بنا کر ہوا میں اُڑا دینا اور سمندر میں بہا دینا، قسم بخدا! اگر میرے رب نے مجھ سے حساب لے لیا تو وہ مجھے ضرور ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بیٹوں نے ایسے ہی کیا، تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ جو بھی تُو نے اس (کے جسم) سے پکڑا ہے اسے میرے پاس لے آ، سو (زمین نے سب جمع کر دیا اور) وہ (اپنی اصل صورت میں اللہ کے سامنے) کھڑا ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تجھے ایسا کرنے پر کس بات نے برانگیختہ کیا؟ اس نے جواب دیا: اے میرے رب! تیرے ڈرنے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔''

اللہ و رسول سے محبت، ان کی اطاعت اور کثرتِ ذکر و تلاوت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرة: 165]

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اوروں کو اللہ کے شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، جبکہ ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

اور اسی طرح فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾ [آل عمران: 31]

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، (اس کے بدلے میں) وہ بھی تم سے محبت

[1] [صحيح] صحيح بخارى، كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، ح: 3481- صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ح: 2756

کرنے لگے گا۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ وَجَدَ لَهُنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَإِنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ تُوقَدَ لَهُ نَارًا فَيُقْذَفُ فِيهَا)). ❶

"تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی پائی جائیں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا: (پہلی) یہ کہ اسے اللہ ورسول کے ساتھ ان کے علاوہ تمام لوگوں اور تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت ہو، (دوسری) یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا ہو اور (تیسری) یہ ہے کہ اسے کافر ہو جانا اسی طرح ناپسند ہو جس طرح کہ اسے یہ ناپسند ہو کہ اس کے لیے آگ جلائی جائے اور اسے اس میں ڈال دیا جائے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) فَلَمْ يَذْكُرْ كَثِيرًا إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). ❷

"ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تُو نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ تو اس شخص نے کوئی بہت زیادہ اعمال بیان نہیں کیے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تُو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تُو محبت رکھتا ہے۔"

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)). ❸

"تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو (خود بھی) قرآن کا علم حاصل کرے اور (دوسروں کو بھی) اس کی تعلیم دے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ الْعِلْمَ سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره أن يلقى في النار من الإيمان. ح:21۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، ح:43

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه، ح:3688۔صحيح مسلم، كتاب البروالصلة، باب المرء مع من أحب، ح:2639

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلّم القرآن وعلّمه، ح 5027

طَرِيقًا، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ تَعَالَى يَتَعَاطَوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)). [1]

"جس نے کسی مومن سے دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دُور کی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت دِن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی زائل کر دے گا، گے، جس نے کسی تنگدست کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیاوآخرت میں آسانیاں پیدا کر دے گا، جس نے کسی مسلمان (کے عیوب) کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت میں اس (کے عیوب) پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ تب تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہتا ہے، جو شخص حصولِ علم کی نیت سے گھر سے نکلا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے جنّت کا راستہ اس کے لیے آسان کر دے گا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کسی بھی مسجد میں فقط کتاب اللہ کی تلاوت اور اسے مل کر پڑھنے اور سمجھنے کے لیے بیٹھتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پہ سایہ فگن ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس موجود افراد کے پاس کرتا ہے اور جسے اس کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔"

عبدالرحمان بن یزید بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ كَانَ يُحِبُّ الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. [2]

"جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ اسے یہ پتہ چل جائے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے (یا نہیں؟) تو اسے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اگر تو وہ قرآن سے محبت کرتا ہے تو اللہ اور اس کے رسول سے بھی محبت کرتا ہے۔"

قرآن سے محبت فقط زبانی کلامی نہ ہو بلکہ عملی طور پر محبت کا مظاہرہ کرے، یعنی قرآن کی تلاوت کیا کرے اور اس کی تعلیمات وفرامین کو حرزِ جان بنالے۔

سیدنا عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيَّانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلَانِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ)). وَقَالَ الْآخَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِأَمْرٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ. قَالَ: ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا بِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)). [3]

[1] [صحیح] صحیح بخاری. کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، ح: 2442-صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب تحریم الظلم، ح: 2580

[2] [صحیح موقوف] شعب الایمان للبیهقی: 2017

[3] [صحیح] سنن ترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء في فضل الذكر، ح: 3375-سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب فضل الذكر، ح: 3793-صحيح الجامع للألبانی: 7700

''رسول اللہ ﷺ کے پاس دوبدوی شخص آ کر سوال کرنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا: لوگوں میں سے کون شخص بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہوں، دوسرے نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر اسلام کے احکام بہت زیادہ ہو گئے ہیں (میں ان سب پر عمل نہیں کر سکتا) لہٰذا مجھے ایک ہی ایسا حکم بتلا دیجیے جس پر میں اچھی طرح عمل پیرا رہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

جَاءَتِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا: إِنَّ مَثَلَهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا، مَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ. فَقَالُوا: أَوِّلُوا أَنْ يَفْقَهَهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، قَالُوا: فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ.[1]

''نبی ﷺ کے پاس فرشتے حاضر ہوئے اور آپؐ سو رہے تھے، ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا: یہ تو سو رہے ہیں، تو دوسروں نے کہا: یقیناً (ان کی) آنکھ سو رہی ہے لیکن دِل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں دعوت کا اہتمام کیا اور اس نے ایک دعوت دینے والے کو بھیجا، سو جس نے تو دعوت دینے والے کی دعوت قبول کر لی، وہ اس گھر میں آ گیا اور اس نے دعوت کا کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی وہ نہ تو اس گھر میں آیا اور نہ ہی دعوت کا کھانا کھا سکا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس بات کی تفسیر بیان کر دو تا کہ یہ سمجھ جائیں، بعض نے کہا تھا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں جبکہ کچھ نے کہا تھا کہ آنکھ سوئی ہوئی ہے مگر دِل جاگ رہا ہے، (پھر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے) انہوں نے کہا کہ وہ گھر جنّت ہے اور دعوت دینے والے محمد (ﷺ) ہیں، چنانچہ جس نے محمد (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ان محمد (ﷺ) کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اور محمد (ﷺ) لوگوں میں فرق (کرنے والے) ہیں۔''

اس حدیث میں واضح طور پر بیان ہے کہ نبی ﷺ کی اطاعت کرنے والا ہی جنّت میں جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ سو جو شخص آپؐ کی اطاعت کے بجائے کسی اور کو مطاع سمجھے

[1] [صحیح] صحیح بخاری، کتاب الإعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی الله علیه وسلم، ح:7281

گا وہ جنّت کا قطعی حقدار نہیں ہوگا، اس لیے جمیع امور میں رسول مکرم ﷺ کی ہی ذات کو اسوہ بناتے ہوئے آپؐ ہی کی پیروی کرنی چاہیے۔

قرآن و سنت کے علم کے لیے رختِ سفر

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَا إِلٰى بُطْحَانَ أَوْ إِلَى الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ كُلَّ يَوْمٍ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ فَيَأْخُذُهُمَا مِنْ غَيْرِ إِثْمٍ بِاللّٰهِ وَلَا قَطِيعَةِ رَحِمٍ)). قَالَ: قُلْنَا: كُلُّنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ يُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: ((يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ مِنْ ثَلَاثٍ وَأَرْبَعٌ خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ)). ❶

"(ایک روز) ہم صفہ میں (بیٹھے ہوئے) تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز صبح کو بطحان یا عقیق (وادی) میں جائے اور وہاں سے کسی ظلم وزیادتی اور ناتہ توڑے بغیر موٹی تازی اونچی کوہانوں والی دو اونٹنیاں لے آئے؟ تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ہم میں سے ہر کوئی پسند کرے گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص روزانہ صبح مسجد میں جائے اور قرآن کریم کی دو آیات سیکھ لے تو اس کے لیے یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، تین آیات سیکھنا تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اور چار سیکھنا چار اونٹنیوں سے بہتر، اور آیات کی تعداد کے مطابق (اس کا یہ عمل) اتنی ہی اونٹنیوں سے بہتر ہوگا۔"

یعنی وہ جتنی زیادہ آیات سیکھے گا اتنی ہی اونٹنیوں سے بہتر عمل کا اجر وثواب پائے گا۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ إِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمَهُ كَانَ لَهُ أَجْرُ مُعْتَمِرٍ تَامِّ الْعُمْرَةِ. وَمَنْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ إِلَّا لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ يُعَلِّمَهُ فَلَهُ أَجْرُ حَاجٍّ تَامِّ الْحَجَّةِ)). ❷

"جو صبح کو مسجد میں صرف اس ارادے سے جائے کہ وہ خیر وبھلائی سیکھے یا سکھائے تو اس کے لیے ایک

❶ [صحيح] صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلّمه، ح:803-سنن أبوداود، كتاب الصلاة، باب في ثواب قراءة القرآن، ح:1456

❷ [صحيح] مستدرك حاكم:91/1-المعجم الكبير للطبراني:112/8-حلية الأولياء لأبي نعيم:97/6

کامل عمرے کا ثواب ہے اور جو شام کو کو مسجد میں صرف اس ارادے سے جائے کہ وہ خیر و بھلائی سیکھے یا سکھائے تو اس کے لیے ایک کامل حج کا ثواب ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هٰذَا لَمْ يَأْتِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلٰى مَتَاعِ غَيْرِهِ)). [1]

''جو میری اس مسجد میں فقط خیر و بھلائی سیکھنے سکھانے کے لیے آتا ہے تو وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کا مقام رکھتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے آتا ہے تو وہ اس شخص کے بمنزلہ ہوتا ہے جو کسی اور کے سامان کی طرف دیکھتا ہے۔''

کثیر بن قیس بیان کرتے ہیں کہ:

أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلُبُ حَدِيثًا بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا جَاءَتْنِي بِكَ حَاجَةٌ وَلَا جَاءَتْ بِكَ تِجَارَةٌ وَلَا جَاءَ بِكَ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضَاءً بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)). [2]

''میں سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ مسجدِ دمشق میں جلوہ افروز تھے، میں نے عرض کیا: اے ابودرداء! میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے ایک حدیث لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ وہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ تو انہوں نے دریافت فرمایا: تم کسی ضرورت یا تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ صرف حدیث کی خاطر آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں،

[1] [صحيح] سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب اعلم، ح: 227 صحيح الجامع للألبانى: 6184

[2] [صحيح] سنن أبوداود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم، ح: 3641 سنن ترمذى، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ح: 2682 سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: 223 صحيح الجامع للألبانى: 6297

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص حصولِ علم کے لیے رختِ سفر باندھے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہ پر گامزن فرما دیتا ہے، یقیناً طالبِ علم کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں، صاحبِ علم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات میں چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے، زمین و آسمان میں موجود تمام مخلوقات یہاں تک کہ پانی کی تہہ میں موجود مچھلی بھی عالم کی بخشش کے لیے دعا کرتی ہے، بلاشبہ اہلِ علم انبیاء کے وارث ہیں اور یقیناً انبیاء اپنی وراثت میں درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ علم کو بطورِ وراثت چھوڑتے ہیں، سو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے (خیر و بھلائی کا) بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔"

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ، ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ، وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأُمُورِ، وَالِاعْتِصَامُ بِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مَنْ وَرَاءَهُمْ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الْآخِرَةَ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ الْغِنَى فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ)). [1]

"اللہ تعالیٰ اس آدمی کو شاداب و فرحاں رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اسے یاد رکھا یہاں تک کہ اسے آگے پہنچا دیا (یعنی کسی اور کو پڑھا دی) اور بہت سے فقہ (یعنی علمِ قرآن و سنّت) کے حامل لوگ کسی ایسے شخص تک (وہ بات پہنچا دیتے) جو ان سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے، اور بہت سے دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو (درحقیقت) فقیہ نہیں ہوتے، تین امور ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں مومن کے دِل سے خیانت نہیں کی جاتی: (ایک) اللہ (کی رضا) کے لیے عمل، (دوسرا) امور و معاملات کے نگرانوں کی خیر خواہی اور (تیسرا) مسلمانوں کی جماعت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ جس شخص کا مقصد آخرت (کا حصول) ہو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کو جمع فرما دیتا ہے، کفایت اس کے دِل میں ڈال دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس رُسوا ہو کر آتی ہے اور جس کا مقصد دنیا (کا حصول) ہو اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کو منتشر کر دیتا ہے، اس کے فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور دنیا بھی اسے صرف اسی قدر ملتی ہے جتنی اس کے نصیب میں لکھی ہوتی ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] [صحیح] سنن ابن ماجه، المقدمة، ب... س بمع عمياً، ح:230-سلسلة الأحاديث الصحيحة:403

((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).●

''مجھ سے (سُنی ہر بات) آگے پہنچادو، اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل سے بیان کرلیا کروکوئی حرج نہیں ہے، اور جس نے مجھ پر جان بُوجھ کر جُھوٹ باندھا اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہیے۔''

لہٰذا نبی ﷺ کی طرف منسوب بات کو آگے بیان کرنے یا اس پر عمل کرنے سے پہلے یہ تحقیق کرلینی چاہیے کہ آیا واقعی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے؟ اس لیے کئی احادیث بے سند اور من گھڑت ہوتی ہیں، خاص طور پر جو عوام الناس کے ہاں معروف ہوتی ہیں۔ آج کل موبائل پیغامات کے ذریعے ایک خاص مکتب فکر کے حامل لوگ اپنے خاص عقائد ونظریات حدیث کے نام سے پھیلا رہے ہیں حالانکہ ان باتوں کا حدیث کی کسی بھی کتاب میں ذِکر تک نہیں ہے۔ ایسے پیغامات کی ترسیل میں نہایت احتیاط برتنی چاہیے اور جب تک اس کے حدیثِ رسول کا پختہ علم اور یقین نہ ہو جائے تب تک اسے پھیلانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ تا کہ کہیں لاشعوری میں اس حدیث کے مصداق نہ بن جائیں۔

اعمال کی جزاء اور اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ [الكهف:30]

''یقیناً جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، بلاشک جس نے بھی اچھے عمل کیے ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا﴾ [الإسراء:19]

''جو شخص اُخروی زندگی چاہتا ہے اور وہ ایمان ویقین کی حالت میں اس کے لیے کوشش بھی کرتا ہے، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جاتی ہے۔''

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ رَبَّكُمْ رَحِيمٌ، مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ، وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ. وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا

● [صحيح] صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح:3461-سنن ترمذی، أبواب العلم، باب ما جاء في الحديث عن بني إسرائيل، ح:2669

كُتِبَتْ عَلَيْهِ وَاحِدَةً)). ●

''یقیناً تمہارا رب بہت رحم والا ہے، جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن نیکی نہیں کی تو اس کی (ارادے کی) ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور اگر وہ نیکی کر لے تو اسے دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا چڑھا کر لکھا جاتا ہے، اور جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن برائی نہیں کی تو (گناہ نہ کرنے کی) ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور اگر وہ برائی کر لے تو اس کا صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَإِنَّهُ لَنْ يَنْجُوَ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ)). قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَفَضْلٍ)). ●

''میانہ روی اختیار کرو اور راہِ راست پر رہو، کیونکہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے باعث بالکل نجات نہیں پا سکے گا، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں، ہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت مجھے ڈھانپ لے۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا عمل بھی فقط اللہ رب العزت کی توفیق سے ہی ممکن ہے اور ایسے ہی معصیت سے بچاؤ بھی اللہ تعالیٰ کے محفوظ رکھ لینے پر ہی منحصر ہے، نیکی کی توفیق اور گناہوں سے بچاؤ اللہ کے ارادے، اس کی توفیق اور اسی کی حفاظت کی بنیاد پر ہے اور یہ خاص اسی کی رحمت ہوتی ہے، چنانچہ نجات درحقیقت تب ہی وقوع پذیر ہوگی جب خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل شاملِ حال ہوگا۔ لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا لحاظ رکھتے ہوئے عمل کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے اور ایسا کرنا ان لوگوں کی علامت بن جائے جو اخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے عمل کرتے ہیں۔ پھر ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے لیے میسر فرما دیتا ہے، اسی تقدیر کے موافق جو ازل سے نوشتۂ تقدیر میں لکھی جا چکی ہے اور اس کا ہر عمل اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)). ●

---

❶ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب من همّ بحسنة أو بسيئة، ح:6491-صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إذا همّ العبد بحسنة كتبت، وإذا همّ بسيئة لم تكتب، ح:131

❷ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب المرضى، باب تمني المريض الموت، ح:5673-صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى، ح:2817

❸ [صحيح] صحيح بخارى، كتاب التفسير، باب قوله تعالى: ﴿فسنيسره للعسرى﴾، ح:4949-صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه وكتابة رزقه وأجله وعمله وشقاوته وسعادته، ح:2647

''نیک عمل کیا کرو، کیونکہ ہر شخص کو ان اعمال کی توفیق دی جاتی ہے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔''

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق سے نوازے اور اپنی بندگی بجالانے میں اس کا معاون بن جائے تو یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اور اللہ تعالیٰ کی بات بھی حق ہے اور اس کا وعدہ بھی سچا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ [الکھف: 30] ''یقیناً ہم نیک عمل کرنے والے کے اجر و ثواب کو ضائع نہیں کریں گے۔'' ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی بندگی بجالانے پر مدد مانگتے ہیں اور اس کی حسنِ توفیق میں اسی کی طرف رغبت رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر اس کی معرفت واطاعت ممکن نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلٰكِنَّ اللهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ﴾ [النور: 21] ''اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے۔'' ہم اللہ تعالیٰ سے جنّت کا سوال کرتے ہیں اور جہنّم سے پناہ مانگتے ہیں، کیونکہ اس کے فضل وکرم اور اس کی بے پایاں رحمت کے بغیر نہ تو کامیابی کے کسی راستے کا حصول ممکن ہے اور نہ ہی اس کے عذاب سے ہی نجات پائی جا سکتی ہے۔ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ

زندگی ایسے گزاریں

جیسے سرکارِ دو عالم ﷺ نے زندگی گزاری ہے، کیونکہ ان کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔۔۔۔ جیسے صحابہ کرام نے گزاری ہے، کیونکہ ہمارے سامنے عاملینِ سنت کی اگر کوئی اعلیٰ مثال ہے تو وہی ہیں۔۔۔۔ جیسے ہمارے اسلاف نے گزاری ہے، کیونکہ ان کی زندگیاں دنیا کے جھمیلوں اور پریشانیوں سے اسی وجہ سے محفوظ تھیں کہ ان کے معیاراتِ زندگی وہ تھے جو قرآن وحدیث کے تعلیم فرمودہ ہیں۔۔۔۔ رسولِ گرامی ﷺ نے زندگی کو خوشگوار انداز میں گزارنے کے ایسے زریں اصول مہیا فرما دیے ہیں کہ جو بے شمار کامیابیوں اور محبتوں کے ضامن ہیں۔ آپ ﷺ نے صرف دو فقروں میں ہی اس کا خلاصہ بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی نظروں میں محبوب بننے کا یہ اصول بتلایا کہ دنیوی سامانِ عشرت اور عارضی امورِ زینت سے بے رغبت ہو جاؤ تم اللہ کی محبت پالو گے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو تم لوگوں کی محبت پالو گے۔ اور کامیابیاں پانے کے لیے یہ اصول بتلائے کہ حرام سے اجتناب کرو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی و قانع رہو سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے، ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرو کامل مومن بن جاؤ گے، لوگوں کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرو جو تمہیں اپنے لیے پسند ہو، سچے مسلمان بن جاؤ گے۔ یہ کتاب درحقیقت انہی دو فرامینِ مبارکہ کی تشریح و تفصیل ہے۔ یقیناً اس کتاب کا مطالعہ پچھلی زندگی کا ورق الٹ کر ایک ایسا باب شروع کرنے کا باعث بنے گا جو محبتوں اور کامیابیوں سے بھرا ہوگا۔۔۔۔

میں نے اس کتاب کی تیاری میں جو کام کیا ہے وہ یہ ہے:

☆ اس کتاب کو متن کی سی کتاب رکھنے کی بجائے مطالعاتی کتاب کی صورت دی ہے تاکہ عام قاری بھی اس سے کامل طور پر حظ اٹھا سکے۔ ☆ مکررات کو حذف کر دیا ہے تاکہ تکرار سے مبرّا جامع نسخہ مرتب ہو سکے۔ ☆ صرف صحیح اور حسن روایات پر مشتمل مجموعۂ احادیث پیش کرنے کی امکانی کوشش کے پیشِ نظر ضعیف روایات کو خارج کر دیا ہے۔ ☆ چند طویل احادیث کو ختم کر کے متعلقہ احادیث کی وضاحت میں ان کی طرف مختصراً اشارہ کر دیا ہے تاکہ کتاب طولِ مخل اور اختصارِ مخل سے مبرا رہے۔ ☆ ابواب کی طویل عربی عبارات کو بعینہٖ اردو قالب میں ڈھالنے کی بجائے مختصر اور جامع عنوانات دے دیے ہیں۔ ☆ احادیث کی اصل مصادر سے تخریج اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔

میں اس کتاب پر اپنے کام کو کسی خوش بختی سے کم نہیں سمجھتا جو میرے حصے میں آئی ہے۔ باری تعالیٰ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے قارئین کے لیے مفید تر بنائے۔ آمین

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
E-Mail: nomania2000@hotmail.com